اشاعت نمبر : ۱۵۳

خانقاہ محمودیہ جامعہ علوم القرآن جمبوسر میں رمضان المبارک میں ختم قرآن کریم اور اعتکاف کے موقع پر کیے گئے بیانات کا مجموعہ

جلد اول

# اصلاحی بیانات

بقیۃ السلف داعئ کبیر حضرت مولانا ابراھیم دیولوی صاحب دامت برکاتھم العالیہ


مرتب

مولوی محمد شاکر بورسدی

مدرس: جامعہ علوم القرآن، جمبوسر



ناشر

جامعہ علوم القرآن، جمبوسر

بائی پاس روڈ، مقام: جمبوسر، ضلع: بھروچ (گجرات، الہند)

**اشاعت نمبر : ۱۵۳**

خانقاہ محمودیہ جامعہ علوم القرآن جمبوسر میں رمضان المبارک میں ختم قرآن کریم اور اعتکاف کے موقع پر کئے گئے بیانات کا مجموعہ

جلد اول

# اصلاحی بیانات

## بقیة السلف داعئ کبیر حضرت مولانا ابراهیم دیولوی صاحب دامت برکاتهم العالیه


**مرتب**

مولوی محمد شاکر بورسدی

مدرس: جامعہ علوم القرآن، جمبوسر



**ناشر**

جامعه علوم القرآن، جمبوسر

بائی پاس روڈ، مقام: جمبوسر، ضلع: بھروچ (گجرات، الہند)

## تفصیلات

| | | |
|---|---|---|
| کتاب کا نام | : | اصلاحی بیانات جلداول |
| افادات | : | بقیۃ السلف داعیٔ کبیر حضرت مولانا ابراہیم صاحب دیولوی دامت برکاتہم |
| مرتب | : | مولوی محمد شاکر بورسدی (مدرس جامعہ ہذا) |
| سن اشاعت | : | ۱۴۳۹ھ مطابق ۲۰۱۸ء |
| تعداد | : | ۱۰۰۰ |
| ناشر | : | جامعہ علوم القرآن، جمبوسر، بھروچ |

## ملنے کا پتہ

**Jamiah Uloomul Quran, by pass road**
**Jambusar (Dist. Bharuch ) 392 150**
**Web:** www.jamiahjambusar.in
E-mail: jamiahjambusar@gmail.com, juqjambusar@gmail.com
**Tel. (02644) 220786 / 220286 Fax. 222677**

---

**Zakariya Bhoja (Zambia)**
**0260977808091**

# فہرست مضامین


| نمبر شمار | فہرست مضامین | صفحہ نمبر |
|---|---|---|
| | ناشر نامہ | 20 |
| | ﴿۱﴾ **توبہ اور معافی کا مہینہ** (۵؍جون ۲۰۱۷ء مطابق ۱۰؍رمضان المبارک ۱۴۳۸ھ) | |
| ✵ | اللہ کے انعامات کو سوچنے سے اللہ کا تعلق پیدا ہوتا ہے | 25 |
| ✵ | اللہ اپنے بندوں کو بشارتوں سے چلاتے ہیں | 25 |
| ✵ | دو بڑی بیماریاں | 26 |
| ✵ | اللہ کو بھولنے کی سزا | 26 |
| ✵ | دو بڑے نشے | 27 |
| ✵ | جہالت کا نشہ | 28 |
| ✵ | نشہ اتارنے والی دو چیزیں | 28 |
| ✵ | اللہ ہمیں کیوں نوازتے ہیں؟ | 29 |
| ✵ | اللہ نے گناہ کرنے کی لئے کوئی جگہ ہی نہیں بنائی ہے | 30 |
| ✵ | نعمت امتحان کے لئے بھی ہے | 31 |
| ✵ | دین کی مجلسیں مہمیز کے مانند ہے | 31 |
| ✵ | جہالت نے ذمہ داریوں کو بھولا دیا ہے | 32 |
| ✵ | زندگی ایک امانت ہے | 33 |
| ✵ | رمضان المبارک توبہ اور معافی کا مہینہ ہے | 33 |

| | | |
|---|---|---|
| ✵ | علماء کرام سے اپنی ذمہ داریوں کے بارے میں پوچھتے رہو | 34 |
| ✵ | توبہ کرو اور نیکی میں آگے بڑھو | 35 |
| ✵ | رمضان المبارک کھانے پینے کے لیے نہیں ہے | 36 |


## ﴿۲﴾ رمضان کی حقیقت

(۱۶ ؍جون ۲۰۱۷ء مطابق ۲۱؍رمضان المبارک ۱۴۳۸ھ)


| | | |
|---|---|---|
| ✵ | زندگی ذمہ داریوں کا نام ہے | 39 |
| ✵ | مخلوق کی دو قسمیں | 39 |
| ✵ | ساری مخلوق خدمت پر پابند ہے | 40 |
| ✵ | ہماری پیدائش کا مقصد | 40 |
| ✵ | نبیوں کی دعوت اور تعلیم | 41 |
| ✵ | ہر جانور اللہ سے ڈرتا ہے | 42 |
| ✵ | زندگی کی نعمتیں صرف ٹکاؤ کے لیے ہیں | 42 |
| ✵ | ذمہ داری کو نہ سمجھنے والا گمراہ ہے | 43 |
| ✵ | اللہ کے پسندیدہ بندے | 43 |
| ✵ | حکم کے ساتھ اللہ کی مدد | 44 |
| ✵ | حکم کے خلاف سزا | 44 |
| ✵ | بڑے قانون کا وبال بھی بڑا ہے | 44 |
| ✵ | انبیاء کی بعثت اطاعت کے قیام کے لئے ہے | 45 |

| | | |
|---|---|---|
| ✵ | نعمتیں امتحان کے لئے ہیں | 45 |
| ✵ | امتحان کے بعد نتیجہ کا دور | 45 |
| ✵ | نعمتوں سے فائدہ اٹھاؤ اور شکر گذار بنو | 46 |
| ✵ | غافل اور ظالم نہ بنو | 46 |
| ✵ | انسان کی دو صفتیں | 46 |
| ✵ | حکموں کا توڑنے والا نامراد ہوگا | 47 |
| ✵ | دین کی مجلسوں کا مقصد | 47 |
| ✵ | رمضان میں مومن کی روزی بڑھ جاتی ہے | 48 |
| ✵ | اللہ کو اپنی تابعداری دکھاؤ | 48 |
| ✵ | رمضان کی حقیقت | 49 |
| ✵ | رمضان صحیح تو پورا سال صحیح | 49 |
| ✵ | رمضان کا اثر | 50 |
| ✵ | اپنے آپ کو اللہ کے فضل کا حقدار بناؤ | 50 |
| ✵ | آخرت کا بوجھ اٹھانا سیکھو | 51 |
| ✵ | نفس گبھراتا ہے اور پیچھے ہٹتا ہے | 52 |


## ﴿۳﴾ دین کی محنت

(۱۷؍جون ۲۰۱۷ء مطابق ۲۲؍رمضان المبارک ۱۴۳۸ھ)


| | | |
|---|---|---|
| ✵ | کامیابی کس کے لئے ہیں؟ | 54 |

| | | |
|---|---|---|
| ✵ | زندگی کو ھدایت والی بناؤ | 54 |
| ✵ | عمل میں مضبوطی سے صفات پیدا ہوتی ہیں | 55 |
| ✵ | پابندی میں ساری خیر اور آزادی میں سارا شر چھوپا ہوا ہے | 55 |
| ✵ | خیر کی صفت کو بڑھاؤ اور شر کی صفت کو دباؤ | 56 |
| ✵ | اپنی ذات کی اصلاح واجب ہے | 57 |
| ✵ | اللہ کا ڈر خیر اور اللہ کی ذات کی طرف مائل کرتا ہے | 57 |
| ✵ | اللہ کا ڈر کیسے پیدا ہو؟ | 58 |
| ✵ | سب سے زیادہ ڈرنے کی جگہ قبر ہے | 58 |
| ✵ | ڈر آدمی کے اندر بہت زیادہ اثر پیدا کرتا ہے | 59 |
| ✵ | انبیاء کرام علیہم السلام کا کام | 60 |
| ✵ | دنیا کی محبت سے عبادت کا مزہ ختم ہو جاتا ہے | 60 |
| ✵ | نفس پر قابو کر کے اللہ کی عبادت کرو | 61 |
| ✵ | دین کے بعد آنے والی دنیا برکت والی ہوتی ہے | 61 |
| ✵ | برکت کے دو اسباب | 62 |
| ✵ | زندگی گذارنا مقصود نہیں بنانا مقصود ہے | 62 |
| ✵ | اپنی ذات کا حق پہچانو | 63 |
| ✵ | دوزخ سے بچنے کا راستہ | 63 |
| ✵ | دین کی محنت سے آخرت کا شوق پیدا ہوتا ہے | 64 |

## ﴿٤﴾ اللہ والوں کی صحبت

(۱۸؍جون ۲۰۱۷ءمطابق ۲۳؍رمضان المبارک ۱۴۳۸ھ )


| | | |
|---|---|---|
| ✵ | دنیا خیر وشر کا مجموعہ ہے | 67 |
| ✵ | یہ دنیا ایک اکھاڑا ہے | 67 |
| ✵ | انسان میں خیر وشر دونوں کا مادہ رکھا گیا ہے | 68 |
| ✵ | قرآن حضور ﷺ کا رہبر | 69 |
| ✵ | جو دین کا پابند نہیں ہوگا وہ ماحول اور رواج کا پابند ہوگا | 69 |
| ✵ | دین کا ماحول بناؤ | 70 |
| ✵ | دنیا غرض سے ملتی ہے اور دین اخلاص سے ملتا ہے | 70 |
| ✵ | غرض مطلبی کا کوئی ٹھکانہ نہیں | 72 |
| ✵ | ایمان واخلاص اصل چیز ہے | 72 |
| ✵ | جتنا ایمان بنے گا اتنا آخرت کا دھیان بنے گا | 73 |
| ✵ | اللہ والوں کی صحبت دین سیکھنے کے لیے ہے | 74 |
| ✵ | ہماری تبلیغ تو خوبیوں کا لین دین ہے | 75 |
| ✵ | دین کی محنت سے ہر طبقے میں دین پہونچا ہے | 76 |
| ✵ | اپنے گھروں میں دین داخل کرو | 76 |
| ✵ | گھروں کا دین اصل چیز ہے | 77 |
| ✵ | دین کی مجلسیں دین حاصل کرنے کے لیے ہیں | 77 |

## ﴿۵﴾ رمضان کے قیمتی اوقات

(۱۹؍جون ۲۰۱۷ءمطابق ۲۴؍رمضان المبارک ۱۴۳۸ھ)



| | | |
|---|---|---|
| ✵ | ایک حکم اور ایک وعدہ | 80 |
| ✵ | اللہ کو یاد کرنے کا کیا مطلب؟ | 81 |
| ✵ | حرام سے بچنے والا بھی ذاکر ہے | 81 |
| ✵ | ایمان ویقین کی قوت آدمی کو دین پر کھڑا کرتی ہے | 82 |
| ✵ | اپنے دین کے بارے میں اللہ سے مدد مانگتے رہو | 83 |
| ✵ | ناشکری اللہ کی پکڑ کا سبب ہے | 84 |
| ✵ | اللہ سے عبادت کا حسن مانگو | 85 |
| ✵ | نعمتوں میں انصاف اور احسان سیکھو | 86 |
| ✵ | دنیا حقوق ادا کرنے کی جگہ ہے | 87 |
| ✵ | تم زمین والوں پر رحم کرو، آسمان والا تم پر رحم کرے گا | 87 |
| ✵ | رمضان کے قیمتی اوقات کو غنیمت سمجھو | 88 |
| ✵ | دینی اعمال کو سیکھو اور دوسروں کو سکھاؤ | 88 |
| ✵ | اس مبارک مہینہ میں صلوۃ التسبیح پڑھا کرو | 89 |



## ﴿۶﴾ کلمہ کا تقاضا

(۲۰؍جون ۲۰۱۷ءمطابق ۲۵؍رمضان المبارک ۱۴۳۸ھ)



| | | |
|---|---|---|
| ✵ | دنیا کی اصل بنیاد کیا ہے؟ | 91 |
| ✵ | اسباب کے باوجود دین سے غافل ہونا اللہ کو بہت ناپسند ہے | 92 |

| | | |
|---|---|---|
| ✵ | غفلت کی علامت | 92 |
| ✵ | انسان کو کوئی حالت راس نہیں آتی | 93 |
| ✵ | انبیاء علیہ السلام شاکر وصابر ہوتے ہیں | 93 |
| ✵ | ہمارا وجود نبیوں والے کام کے لئے ہے | 94 |
| ✵ | سب نبیوں کا ایک ہی راستہ ہے | 95 |
| ✵ | دنیا دینے کے دو طریقے | 96 |
| ✵ | ہماری ذمہ داری اور اس کا سوال | 96 |
| ✵ | جیسی زندگی ہوگی ویسی موت آئے گی | 97 |
| ✵ | ایک چوتھائی حق اللہ کا اور باقی سب آپس کے ہیں | 98 |
| ✵ | اطاعت سے دل کا سکون ملتا ہے | 98 |
| ✵ | برکت کس کو کہتے ہیں؟ | 99 |
| ✵ | دین کا ہر کام اپنی ضرورت سمجھ کر کرنا ہے | 99 |
| ✵ | مسلمانوں کے بازار مسجدوں کے مانند ہوتے ہیں | 100 |
| ✵ | کلمہ کا تقاضا | 101 |
| ✵ | رمضان المبارک تو ہے ہی توبہ کرنے کے لئے | 101 |
| ✵ | دنیا اور آخرت ایک ساتھ جمع نہیں ہوتے | 102 |

## ﴿۷﴾ دنیا ایک بازار ہے

(۲۱؍جون ۲۰۱۷ء مطابق ۲۶؍رمضان المبارک ۱۴۳۸ھ)

| | | |
|---|---|---|
| ✵ | دنیا دار العمل ہے | 104 |

| | | |
|---|---|---|
| ✵ | دنیا ایک بازار ہے | 105 |
| ✵ | بڑا نفع لیکن کرنے والے تھوڑے | 105 |
| ✵ | عمل کے لئے ایمان شرط ہے | 106 |
| ✵ | جہالت سے ذمہ داریاں پوری نہیں ہوتی | 107 |
| ✵ | پابندی سے جنت بنتی ہے | 107 |
| ✵ | اپنے آپ کو خیر کے کاموں کا عادی بناؤ | 108 |
| ✵ | دین کو کھیل نہ بناؤ | 109 |
| ✵ | دین میں زبردستی نہیں ہے | 110 |
| ✵ | دنیا کا نقصان کئے بغیر عمل ہوتا نہیں | 111 |
| ✵ | آخرت بنانے کے لئے دنیا قربان کرنی پڑے گی | 112 |
| ✵ | عمل کو بعد پر ٹالنے والے کھوٹ میں ہوتے ہیں | 112 |
| ✵ | ذکر اور شکر کا مجموعہ حسن عبادت ہے | 113 |

## ﴿۸﴾ اللہ سے اپنا معاملہ ٹھیک کرلو

(۲۲/جون ۲۰۱۷ء مطابق ۲۷/رمضان المبارک ۱۴۳۸ھ)

| | | |
|---|---|---|
| ✵ | سب سے بڑی بات اللہ کا راضی ہونا ہے | 115 |
| ✵ | اسلام اللہ کا محبوب اور پسندیدہ دین ہے | 116 |
| ✵ | اللہ بندوں سے کب راضی ہوں گے؟ | 116 |
| ✵ | حالات کا دارومدار اللہ کی رضا پر موقوف ہیں | 117 |

| | | |
|---|---|---|
| ✵ | اتباع احسن کس کو کہتے ہیں؟ | 118 |
| ✵ | عمل کیسا ہو؟ | 118 |
| ✵ | دین کس کو کہتے ہیں؟ | 119 |
| ✵ | اللہ کے خوف کی خوبی | 120 |
| ✵ | اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہوں | 121 |
| ✵ | اللہ سے سچے اور پکے امیدوار بنیں | 122 |
| ✵ | محبت کے بعد اطاعت آسان ہو جاتی ہے | 122 |
| ✵ | مال زندگی کا بہترین سہارا ہے | 123 |
| ✵ | مال سے اپنی آخرت بنالو | 124 |
| ✵ | دین نہ ہو تو نعمتیں نشہ پیدا کرتی ہیں | 126 |
| ✵ | دین کے بغیر تمام شکلیں مردہ ہے | 126 |
| ✵ | سب سے زیادہ کم نصیب آدمی | 127 |
| ✵ | دین زندگی میں آتا نہیں ہے، لانا پڑتا ہے | 128 |
| ✵ | دین داری کی مثال | 128 |
| ✵ | دین کے بغیر برکت نہیں ہوتی، غفلت ہوتی ہے | 129 |
| ✵ | جاہل اندھا ہوتا ہے | 130 |
| ✵ | بے دینی سے اللہ ناراض ہوتے ہیں | 130 |
| ✵ | اللہ کے ساتھ اپنا معاملہ ٹھیک کرلو | 131 |

| | | |
|---|---|---|
| ۞ | اللہ ناراض ہوتے ہیں تو ساری طاقتیں فیل کردیتے ہیں | 132 |
| ۞ | دین داری برکت لاتی ہے | 132 |
| ۞ | بے دینی مصیبتیں لاتی ہے | 133 |
| ۞ | مسلمان کا جان و مال دین کے لئے ہے | 134 |
| ۞ | چار ماہ لگاؤ اور دنیا کی محبت نکالو | 134 |
| ۞ | دنیا کی محبت ہر گناہ کی جڑ ہے | 135 |


## ﴿۹﴾ زندگی کی اصل پونجی

(۲۳ / جون ۲۰۱۷ء مطابق ۲۸ / رمضان المبارک ۱۴۳۸ھ)


| | | |
|---|---|---|
| ۞ | اپنے آپ کو دین کے تابع بناؤ | 137 |
| ۞ | علم کے بغیر ایمان کامل نہیں ہوتا | 137 |
| ۞ | حالات کا دارومدار اعمال پر ہے | 138 |
| ۞ | جہالت سے حقوق پامال ہوتے ہیں | 138 |
| ۞ | گونگے جانوروں کے بارے میں اللہ سے ڈرو | 139 |
| ۞ | دین کا علم رکھنے والوں سے دین سیکھیں | 140 |
| ۞ | اسباب حقوق کی ادائیگی کے لئے ہیں | 140 |
| ۞ | نعمت سے عیش پرستی کرنا یہ کفار کی سوچ ہے | 141 |
| ۞ | آخرت ہمارا اصلی ٹھکانا ہے | 142 |
| ۞ | بے دینی سے مال میں اسراف پیدا ہوتا ہے | 142 |

| | | |
|---|---|---|
| ✵ | اسراف سے مال کی برکت اٹھ جاتی ہے | 143 |
| ✵ | اسراف اور تبذیر میں فرق | 144 |
| ✵ | شیطان کی اسکیم | 144 |
| ✵ | مال کے بارے میں دو سوال | 145 |
| ✵ | اللہ نے ضرورتوں کو بہت آسان کر دیا ہے | 145 |
| ✵ | اسراف کی جگہیں | 146 |
| ✵ | ایمان اور تقوی سے حق اور حد کی پہچان ہوتی ہے | 147 |
| ✵ | اللہ دین کے بغیر کبھی راضی نہیں ہوتے | 147 |
| ✵ | لین دین حق کے ساتھ اور رہن سہن احسان کے مطابق ہو | 148 |
| ✵ | زندگی کی اصل پونجی | 148 |


## ﴿۱۰﴾ علم وایمان اصل دولت ہیں

(۲۴ / جون ۲۰۱۷ء مطابق ۲۹ / رمضان المبارک ۱۴۳۸ھ)


| | | |
|---|---|---|
| ✵ | دنیا من چاہی کے لئے نہیں ذمہ داری کے لئے ہے | 150 |
| ✵ | دنیا میں مشقت اور جنت میں راحت ہے | 150 |
| ✵ | آخرت کے مقابلے میں دنیا کی تکلیف اور راحت | 151 |
| ✵ | ذمہ داری کی یاد دہانی | 151 |
| ✵ | دنیا میں آتے ہی ذمہ داری کا سبق شروع ہو جاتا ہے | 152 |
| ✵ | دین داری میں خیر ہی خیر ہے | 152 |

| | | |
|---|---|---|
| ✵ | حق کی ادائیگی اور شکر گذاری | 153 |
| ✵ | انسان کی کمزوری | 153 |
| ✵ | ڈر کی وجہ سے آدمی اپنے آپ کو خطرے سے بچاتا ہے | 154 |
| ✵ | دین دار بنو اور اللہ سے دین کی برکتیں لو | 155 |
| ✵ | ساری چابیاں اللہ کے قبضے میں ہیں | 155 |
| ✵ | حالات کا بننا بگڑنا اللہ کی رضامندی پر موقوف ہیں | 156 |
| ✵ | دنیا کے تمام اسباب خالی برتن کی طرح ہیں | 156 |
| ✵ | مال سے حال نہیں بنتا ہے | 157 |
| ✵ | ایک رمضان دوسرے رمضان کو چارج دیتا ہے | 157 |
| ✵ | ہر عمل کو معافی پر ختم کرو | 158 |
| ✵ | ماحول بنانے کی محنت | 158 |
| ✵ | پابندی نہ ہو تو دین کھیل بن جاتا ہے | 159 |
| ✵ | استقامت کی بہترین مثال | 160 |
| ✵ | نماز کی حفاظت اور پابندی بہت ضروری ہے | 160 |
| ✵ | کلمہ کے بعد سب سے وزنی عمل نماز ہے | 161 |
| ✵ | ایمان پر خاتمہ کی گارنٹی | 161 |
| ✵ | موت کے وقت شیطان سے بچنے کا علاج | 162 |
| ✵ | ایمان کی حفاظت نماز کی پابندی میں ہے | 162 |

| | | |
|---|---|---|
| ✵ | زکوۃ ہماری اپنی ضرورت کے لیے ہے | 163 |
| ✵ | حج کو مال کی بنیاد پر نہیں بلکہ طریقوں کے مطابق کریں | 163 |
| ✵ | علم وایمان اصل چیزیں ہیں | 164 |
| ✵ | اولاد امانت ہیں ان کو دین دار بناؤ | 165 |

## ﴿۱۱﴾ آخرت کا مراقبہ

(۱۶ر جون ۲۰۱۶ء مطابق ۱۰ر رمضان المبارک ۱۴۳۷ھ)

| | | |
|---|---|---|
| ✵ | دنیا آخرت کی کھیتی ہے | 167 |
| ✵ | عقلمندی کی بات | 167 |
| ✵ | نادانی کی بات | 168 |
| ✵ | آخرت کا مراقبہ | 169 |
| ✵ | آخرت یقینی ہے دنیا غیر یقینی ہے | 169 |
| ✵ | سارے اسباب آخرت کی تیاری کے لیے ہیں | 170 |
| ✵ | سب سے پہلا سبب سمجھداری | 170 |
| ✵ | احکام واسباب آخرت کے سامان | 171 |
| ✵ | دنیا ایک بازار ہے | 172 |
| ✵ | اپنی زندگیوں پر نظر رکھو | 172 |
| ✵ | رمضان المبارک کی حقیقت | 173 |
| ✵ | رمضان المبارک آخرت بنانے کے لئے ہے | 174 |

| | | |
|---|---|---|
| ✵ | دنیا کی قیمت مچھر کے پر کے برابر بھی نہیں | 174 |
| ✵ | اللہ کا داؤ بہت تیز ہے | 175 |
| ✵ | باپ دادوں والا ایمان | 176 |
| ✵ | قبر میں سب سے پہلا سوال | 176 |
| ✵ | صحبت بھی ضروری، محنت بھی ضروری | 177 |
| ✵ | برکتیں دین کے ساتھ آتی ہیں | 177 |
| ✵ | برکت کے لئے شرائط | 178 |
| ✵ | اپنی آزادی اپنی بربادی | 178 |
| ✵ | اپنے گھر والوں کو دین دار بناؤ | 179 |
| ✵ | اپنے رمضان کو اچھے سے اچھا بناؤ | 179 |
| ✵ | رضائے الٰہی سے بڑھ کر کوئی چیز نہیں؟ | 180 |
| **﴿۱۲﴾ حق اور ھدایت** | | |
| (۲۶؍جون ۲۰۱۶ء مطابق ۲۰؍رمضان المبارک ۱۴۳۷ھ) | | |
| ✵ | انسان کی خوش نصیبی | 182 |
| ✵ | دنیا خیر اور شر کے پھیلنے کا ذریعہ | 182 |
| ✵ | اپنی صلاحیتوں کو حق پر لگاؤ | 183 |
| ✵ | دین اصل ہے | 184 |
| ✵ | مسلمان قلبی بھی ولی | 184 |

| | | |
|---|---|---|
| ❋ | سچا تاجر انبیاء وشھداء کے ساتھ ہوگا | 185 |
| ❋ | اپنے آپ کو خیر والا بناؤ | 186 |
| ❋ | صفات بنانی ہیں | 186 |
| ❋ | دین کا پابند نہ بنا تو ہوَس کا پابند بنیگا | 187 |
| ❋ | یہ دنیا دوراہی ہے | 187 |
| ❋ | شیطان کی براءت | 188 |
| ❋ | راہِ حق کو روشن کرنے کے لئے انبیاء کا سلسلہ | 189 |
| ❋ | آنے والے کل کی تیاری | 189 |
| ❋ | اللہ کی ذات بڑی ہے | 190 |
| ❋ | جو اللہ کو بھول گیا وہ اپنے آپ کو بھول جائیگا | 191 |
| ❋ | دین پر رہنے کے لئے دین کی محنت | 191 |
| ❋ | بغیر محنت کے کوئی چیز نہیں ملتی | 192 |
| ❋ | اللہ اپنے بندوں کو چوکنّا کرتے ہیں | 193 |
| ❋ | بندے بنکر زندگی گذارو | 193 |
| ❋ | رمضان المبارک توبہ کرنے اور بخشوانے کا مہینہ ہے | 194 |
| ❋ | اللہ کی شان | 195 |
| ❋ | دین کی مجلسیں علاج کی مجلسیں ہیں | 196 |
| ❋ | مسلمان کسی حال میں نامراد نہیں | 196 |

| | | |
|---|---|---|
| ✵ | ہمیشہ جماعت سے نماز پڑھا کرو | 197 |
| ✵ | حق اور ہدایت | 197 |
| ✵ | جیسی زندگی ایسی موت | 198 |
| ✵ | اللہ کو دعا بہت پسند ہے | 198 |


## ﴿۱۳﴾ اللہ کا ذکر دین کی روح

(۲۶/ جون ۲۰۱۵ء مطابق ۱۰/ رمضان المبارک ۱۴۳۶ھ)


| | | |
|---|---|---|
| ✵ | اللہ کا ذکر پورے دین کی روح ہے | 201 |
| ✵ | موت اللہ کی زبردست قدرت کا ظہور ہے | 202 |
| ✵ | موت وحیات کی حکمت | 202 |
| ✵ | دانا اور نادان کی پہچان | 203 |
| ✵ | اپنی ذات پر قابو کیسے ہو؟ | 204 |
| ✵ | اللہ بندوں کو پرکھنے والے ہیں | 204 |
| ✵ | ہر چیز کی ترتیب اور اس کے اصول ہوتے ہیں | 205 |
| ✵ | دلوں کی سختی بڑی سزا ہے | 205 |
| ✵ | دو چیزوں یاد کرتے رہو | 206 |
| ✵ | اللہ کو بھولنے والوں کی سزا | 206 |
| ✵ | اللہ اپنے بندوں کو کیسے یاد کرتے ہیں؟ | 207 |
| ✵ | ذکر والی مجلس اور ذکر والی زندگی | 208 |

| | | |
|---|---|---|
| ✵ | اللہ کے ماسوا ساری چیزیں باطل اور بت ہیں | 209 |
| ✵ | اسباب والوں کا اللہ سے جوڑ | 210 |
| ✵ | اللہ کی محبت باقی رہنے والی چیز ہے | 211 |
| ✵ | دین کی مجلسوں کا مقصد | 211 |
| ✵ | مومن تو اللہ کے انعامات سے جیتا ہے | 212 |
| ✵ | ایمان کے لحاظ سے اللہ کی اطاعت | 213 |
| ✵ | رمضان سے فائدہ اٹھالو | 213 |
| ✵ | اللہ کے فیصلے اٹل ہیں | 214 |
| ✵ | دعا صرف ضرورت نہیں بلکہ عبادت ہے | 214 |
| ✵ | اللہ سے مانگنے والا کبھی نامراد نہیں ہوتا | 215 |


## ﴿۱۴﴾ اللہ کی اپنے بندوں کو دعوت

(۸؍جولائی ۲۰۱۴ء مطابق ۱۰؍رمضان المبارک ۱۴۳۵ھ)


| | | |
|---|---|---|
| ✵ | اللہ کو بھولنا بڑا ظلم ہے | 217 |
| ✵ | اللہ کا ذکر اس کی اطاعت ہے | 218 |
| ✵ | اللہ نے اپنی مخلوق پر رحم کرنا طے کرلیا ہے | 218 |
| ✵ | زندگی معرفت کے لیے ہے | 218 |
| ✵ | اللہ تمام خوبیوں کا مالک ہے | 219 |
| ✵ | دلوں کا اندھا پن | 220 |

| | | |
|---|---|---|
| ✻ | زندگی تو اللہ کو پہچاننے کے لیے ہے | 220 |
| ✻ | امت قبر کے امتحان میں آزمائی جائے گی | 221 |
| ✻ | اللہ کے سوا سب تعلقات کٹنے والے ہیں | 222 |
| ✻ | بندہ نوکر سے بھی زیادہ تابعدار ہوتا ہے | 222 |
| ✻ | اللہ ایمان والوں کا دوست ہے | 223 |
| ✻ | پہچان والوں ہی سے مدد لی جاتی ہے | 224 |
| ✻ | پیاری پیاری دعا | 225 |
| ✻ | ''حسن عبادتک'' کا مطلب | 225 |
| ✻ | دین موسمی نہیں ہے بلکہ بارہ ماسی ہوتا ہے | 227 |
| ✻ | اللہ اپنے دین کے بغیر راضی نہیں ہوتے | 228 |
| ✻ | اپنے گھر کو دین دار بناؤ | 229 |
| ✻ | اللہ کی اپنے بندوں کو دعوت | 229 |


## ﴿۱۵﴾ دنیا ایک گذرگاہ ھے

(۱۹ر جولائی ۲۰۱۴ء مطابق ۲۰ر رمضان المبارک ۱۴۳۵ھ)


| | | |
|---|---|---|
| ✻ | دنیا ایک گذرگاہ ہے | 232 |
| ✻ | دنیا ایک قسم کا بازار ہے | 232 |
| ✻ | اپنی دنیا سے اپنی آخرت بنالو | 233 |
| ✻ | آخرت نہ بنی تو دنیا بھی نہ بنی | 234 |

| | | |
|---|---|---|
| ✵ | دین کے بغیر دنیا صاف نہیں ہوتی | 234 |
| ✵ | پابندی میں دنیا کی صفائی، سچائی ہے | 235 |
| ✵ | اللہ کو مان کر اللہ کی بات بھی مانو | 235 |
| ✵ | زندگی اور موت دو بورڈ ریں ہیں | 236 |
| ✵ | دنیا کے پیچھے لگنے والے کی مثال گوبر کے کیڑے کی ہے | 237 |
| ✵ | فقراء کا دل فقیر ہوتا ہے | 238 |
| ✵ | حاجت کا پیدا ہونا اور اس کا پورا ہونا اللہ کی طرف سے ہے | 239 |
| ✵ | مسلم کسے کہتے ہیں اور اس کی ذمہ داری کیا ہے؟ | 239 |
| ✵ | زندگی کی لائن بدلو اور اللہ کی لائن پر آجاؤ | 240 |
| ✵ | رمضان کی خصوصی دعوت | 241 |
| ✵ | عبادتیں اللہ کا تعلق پیدا کرنے کے لئے ہیں | 242 |
| ✵ | دنیا یہ آخرت کا سایہ ہے | 242 |
| ✵ | رمضان توبہ کا مہینہ ہے | 243 |
| ✵ | معافی سے بڑھ کر کوئی چیز نہیں | 243 |
| ✵ | دین کے ساتھ سب کچھ، بے دینی کے ساتھ کچھ نہیں | 244 |
| ✵ | اللہ کے خزانے دینے کے لئے ہیں نہ کہ لینے کے لیے | 245 |
| ✵ | اپنی حیات میں اپنی موت کے لئے تیاری کرو | 245 |

# ناشرنامہ

حضرت مولانا مفتی احمد دیولوی صاحب دامت برکاتھم

مہتمم: جامعہ علوم القرآن ،جمبوسر، بھروچ

**الحمد للہ رب العالمین والعاقبۃ للمتقین، والصلاۃ والسلام علی سید الأنبیاء والمرسلین وعلیٰ آلہٖ واصحابہ اجمعین۔**

دین اسلام میں تزکیہ اورنسبتِ احسان کو بڑی اہمیت حاصل ہے، چنانچہ قرآن کریم نے کبھی ''هُوَ الَّذِىْ بَعَثَ فِىْ الْأُمِّيِّيْنَ رَسُولاً مِّنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ '' فرما کرتزکیہ کونبوت کے اہم مقاصد میں شمار کیا ہےتو کہیں ''قَدْ أَفْلَحَ مَن تَزَكَّى ''اور''يَوْمَ لَا يَنفَعُ مَالٌ وَلَا بَنُونَ إِلَّا مَنْ أَتَى اللَّهَ بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ'' فرما کراُسی پر دنیاوآخرت کی فلاح و بہبود کا مدار بتایا ہے،اورنبوت کی آخری زندگی میں حضرت جبرئیل علیہ السلام نے خلاصۂ دین پیش کرتے ہوئے نسبت احسان کو ایمان واسلام کا کمال قرار دیا ہے۔

الحمد للہ !اسی مقصد کے لیے ہمارے مشایخ نے عالم اسلام میں خصوصا برصغیر میں خانقاہوں کا ایک زریں سلسلہ جاری کیا ہے، چنانچہ حضرت شیخ الہندؒ نے دیو بند میں، حضرت رائپوریؒ نے رائے پور میں ، حضرت تھانویؒ تھانہ بھون میں اور حضرت شیخ زکریاؒ نے سہارنپور میں خانقاہیں جاری کی ،جس سے امت کا ایک بڑا طبقہ خانقاہوں میں شرکت فرما کر اہل اللہ کی صحبت حاصل کر کے اپنے باطن کی اصلاح فرماتا رہا ہے۔

اسی سلسلہ کی ایک کڑی ''خانقاہ محمودیہ'' ہے جو حضرت الاستاذ ، عارف باللہ ، شیخ طریقت ، فقیہ الامت حضرت مولانا مفتی محمود الحسن گنگوہی قدس اللہ سرہ کی طرف منسوب ہے۔ آپؒ رمضان المبارک میں دار العلوم دیوبند کی چھتا مسجد میں اعتکاف فرمایا کرتے تھے۔ آپ کی صحبت سے فیض یاب ہونے کے لیے ہند وبیرون ہند سے بڑی تعداد میں آپ کے مریدین وطالبین تزکیہ کا ہجوم ہوا کرتا تھا اور دیکھتے ہی دیکھتے یہ سلسلہ ایسا روشن ہوا کہ حضرت کے صحبت یافتہ ، شمع ہدایت کے پروانوں نے نہ صرف برصغیر بلکہ پورا عالم کو روشن کر دیا۔

الحمد للہ احقر کا بھی مختلف بزگوں سے اصلاح وتربیت کا تعلق رہا ہے، اوّلاً شیخِ وقت حضرت مولانا شاہ وصی اللہ صاحب الہ آبادی رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت ہوا، آپ کے بعد شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا رحمۃ اللہ علیہ کے دامنِ تربیت سے وابستہ ہوا اور تا وفات آپ ہی سے استفادہ کرتا رہا۔ حضرت شیخؒ کی وفات کے بعد استاذ الاساتذہ، عارف باللہ ، شیخ طریقت ، فقیہ الامت حضرت مولانا مفتی محمود الحسن گنگوہی قدس اللہ سرہ سے متعلق ہوا اور بارگاہ محمودی ہی سے خلافت واجازت کا شرف حاصل کیا ، اور اس نسبت سے احقر حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ چھتا والی مسجد دار العلوم دیوبند میں پابندی سے حاضری دیتا رہا اور آپ کے فیوض وبرکات سے مستفید ہوتا رہا، وللّٰہ الحمد علی ذلك ۔ حضرت کی وفات کے بعد حضرت کے خلفاء نے ہندوبیرونِ ہند مختلف مقامات پر اس سلسلہ کو جاری وساری رکھتے ہوئے اپنے اپنے علاقوں میں ''خانقاہ محمودیہ'' کا وسیع جال پھیلا دیا اور اس طرح سے حضرت کے فیض کو عام وتام فرمانے کی کوشش ہوتی رہی ہے، الحمد للہ ! حضرتؒ کے فیوض وبرکات کو جمبوسر اور اس کے اطراف کے علاقے میں جاری کرنے کی نیک غرض سے اور بزرگان دین کے ایماء پر احقر نے بھی سن ۲۰۰۰ء سے جامعہ علوم القران ، جمبوسر اعتکاف کا سلسلہ شروع کیا۔ اللہ کے فضل

وکرم سے جمبوسر شہر واطراف وجوانب کے عوام وخواص بلکہ گجرات بھر کے مسلمانوں نے اس نعمت کی قدر کی اور بڑی تعداد میں فیض یاب ہوتے رہیں ہے۔

الحمدللہ خانقاہ محمودیہ جامعہ علوم القرآن، جمبوسر کو یہ شرف حاصل ہے کہ اس میں جلیل القدر علماء کرام اور بزرگان دین کی آمد ہوتی رہی ہے، بطور خاص حضرتؒ کے جانشین وخادم خاص پیر طریقت حضرت مولانا ابراہیم پانڈور صاحب دامت برکاتہم العالیہ نے تین مرتبہ جامعہ کی مسجد میں اعتکاف فرمایا۔ نیز حضرت گنگوہیؒ کے دوسرے خلیفہ حضرت اقدس مفتی احمد خانپوری صاحب مدظلہ العالی بھی ہر سال ایک دو دن حاضری دیکر اپنے ملفوظات سے حاضرین کو مستفیض فرماتے رہتے ہیں، اسی طرح سے ہم سب کے مربی داعی کبیر بقیۃ السلف حضرت مولانا ابراہیم دیولا صاحب مدظلہ العالی بھی روز اول سے خانقاہ محمودیہ میں ختم قرآن کریم کے موقع پر خاص طور پر حاضری کی سعادت عطا فرما کر اپنے قیمتی ملفوظات سے ہم سبھی کو مستفیض فرماتے رہے ہیں، الحمدللہ پچھلے سال (۱۴۳۸ھ مطابق ۲۰۱۷ء) میں تو حضرت نے عشرۂ اخیرہ کا مکمل اعتکاف فرمایا، اور روزانہ بعد نمازِ تراویح حضرت مولانا آنے والے مجمع کو اپنے پندونصائح سے محظوظ فرمایا۔

زیر نظر کتابچہ ’’اصلاحی بیانات‘‘ یہ حضرت مولانا دامت برکاتہم کے ان بیش قیمت بیانات کا مجموعہ ہے جو آپ نے خانقاہ محمودیہ جامعہ علوم القرآن، جمبوسر، عوام وخواص کے مجمع میں فرمائے تھے۔ باتوں کی عمدگی اور افادیت کے پیش نظر ہم جامعہ کے شعبہ نشر واشاعت سے اس کو شائع کرنے کی سعات حاصل کررہے ہیں، اس موقع پر ہم شکر گذار ہیں جامعہ کے فاضل ومدرس مولوی شاکر بورسدی صاحب سلمہٗ کے، جنہوں نے حضرت مولانا کے بیانات کو آڈیو

سے ضبط فرما کر تحریری شکل میں مرتب کیا، اسی طرح ہم ممنون ومشکور ہیں جناب الحاج زکریا بھائی بھوجا زید مجدہٗ (حال مقیم زامبیا) کے، جنہوں نے ان بیانات کو ضبط کروانے سے لیکر طباعت کے تمام مراحل کی ذمہ داری سنبھالی، اللہ تعالیٰ موصوف کی اس بے لوث خدمت کو قبول فرمائیں اوران کے لیے صدقۂ جاریہ بنائیں۔آمین۔

دعاء ہے کہ باری تعالیٰ امتِ مسلمہ کو اتحاد واخلاص اور اعتدال پر مجتمع فرماوے اور ظاہری اور باطنی فتنوں سے محفوظ رکھے، اور کتاب کی اشاعت کو قبول فرما کر اخروی نجات کا ذریعہ بناوے، آمین یارب العالمین۔ایں دعا از من واز جملہ جہاں آمین باد۔

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

مفتی احمد دیولوی

بانی ومہتمم: جامعہ علوم القرآن، جمبوسر

﴿۱﴾

# توبہ اور معافی کا مہینہ

05 June 17 (10 Ramdhan 38)

بتاریخ: ۵/ جون ۲۰۱۷ء مطابق ۱۰/ رمضان المبارک ۱۴۳۸ھ

بمقام: خانقاہ محمودیہ جامعہ علوم القرآن، جمبوسر

## اقتباس

جو اللہ کو بھولے گا اس کی سزا یہ ہوگی وہ اپنے آپ کو بھول جائے گا۔ جیسے نشہ والا ہوتا ہے، جب تک نشہ میں ہوتا ہے وہ اپنے آپ کو بھولا ہوا ہوتا ہے۔ اسی طرح جب آدمی اللہ کو بھول جائے گا تو اس کو دنیا کا نشہ چڑھ جائے گا، پھر اپنے آپ کو بھی بھول جائے گا کہ نفع نقصان کس میں ہے، کامیابی ناکامی کس میں ہے، عزت ذلت کس میں ہے، ثواب وعذاب کس میں ہے، ان سب چیزوں کو بھول جائے گا۔ یہ بڑی سزا ہوتی ہے لیکن آدمی کو پتہ بھی نہیں چلتا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ، وَالصَّلوٰةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ ، وَعَلٰى آلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ، اَمَّا بَعْدُ !

## اللہ کے انعامات کو سوچنے سے اللہ کا تعلق پیدا ہوتا ہے:

میرے پیارے بھائیو! اللہ کے انعامات واحسانات بہت زیادہ ہیں، اتنے زیادہ ہیں کہ وہ شمار نہیں ہوسکتے ،کوئی گننا چاہے تو گن نہیں سکتا، جب گن نہیں سکے گا تو شکر کیسے ادا کر سکے گا۔اس لئے اس کو سوچنا چاہئے کہ اللہ کے انعامات ، اللہ کے احسانات ہر آدمی پر بہت زیادہ ہیں۔ یہ الگ بات ہے کہ لوگ اپنی نادانی اور جہالت کی وجہ سے اندھے ہے، اللہ کے احسان کو نہیں جانتے۔ یہ بہت بری بات ہے۔اللہ کے انعامات واحسانات کو سوچنے سے اللہ کا تعلق پیدا ہوتا ہے۔

## اللہ اپنے بندوں کو بشارتوں سے چلاتے ہیں:

اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو زبردستی سے نہیں چلاتے ہیں، بلکہ بشارتوں کے ساتھ چلاتے ہیں، بشارتیں سناتے ہیں کہ ہم نے تمہارے لیے یہ تیار کیا ہے،تمہارے لیے برکتیں ہیں، یہ نہیں کہ اگر نہیں مانوں گے تو تمہاری کمر توڑ دیں گے یا تمہیں ختم کردیں گے، ایسا کہہ کر کے نہیں چلایا، بلکہ بشارتوں سے چلاتے ہیں۔ دنیا وآخرت کی خوش خبریاں سناتے ہیں۔ یہ اللہ کا طریقہ ہے۔

## دو بڑی بیماریاں:

اس لئے میرے پیارو! ضرورت اس بات کی ہے کہ اپنی غفلتوں کو دور کرو۔ اس زمانے میں غفلت یہ بڑی بیماری ہے۔ اس بیماری سے دو باتیں پیدا ہوئیں ایک تو یہ کہ اللہ کو بھول گئے، اللہ یاد نہیں آتا، دوسرا آخرت یاد نہیں آتی، یہ دو بڑی بیماریاں ہیں۔ یہ بہت بڑے نقصان کی بات ہے کہ آدمی اپنے اللہ کو ہی بھول جائے، جو اللہ اس کو روزی دیتا ہے، جس کے ہاتھ میں اس کی زندگی اور موت ہے۔ نفع نقصان اور عزت ذلت جسکے ہاتھ میں ہے، اسی کو بھول جائے۔ یہ تو بہت بری بات ہے۔ ''وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ نَسُوا اللّٰهَ'' یہ فرمایا کہ خبردار! خبردار ایسے نہ بنو کہ اللہ کو بھول جاؤ'' اللہ کوئی چھوٹی چیز نہیں کہ آدمی اس کو بھول جائے، مسواک بھول گیا، گھڑی بھول گیا، چھوٹی چھوٹی چیزوں کو تو بھول جاتا ہے، بڑی چیزوں کو نہیں بھولتا، اپنا بستر نہیں بھولتا۔ اللہ کی ذات تو بہت بڑی ہے۔ اس کو کیسے بھول گیا۔

## اللہ کو بھولنے کی سزا:

اس لئے فرمایا کہ ایسے نہ بنو کہ اللہ کو بھول جاؤ۔ جو کوئی اللہ کو بھول جائے گا اس کو سزا ہوگی، جو اللہ کو بھولے گا اس کی سزا یہ ہوگی وہ اپنے آپ کو بھول جائے گا۔ جیسے نشہ والا ہوتا ہے، جب تک نشہ میں ہوتا ہے وہ اپنے آپ کو بھولا ہوا ہوتا ہے۔ اسی طرح جب آدمی اللہ کو بھول جائے گا تو اس کو دنیا کا نشہ چڑھ جائے گا، پھر اپنے آپ کو بھی بھول جائے گا کہ نفع نقصان کس میں ہے، کامیابی ناکامی کس میں ہے، عزت ذلت

کس میں ہے، ثواب وعذاب کس میں ہے، ان سب چیزوں کو بھول جائے گا۔ یہ بڑی سزا ہوتی ہے لیکن آدمی کو پتہ بھی نہیں چلتا۔ جب اللہ کی اطاعت اور تابعداری نہیں ہوتی تو جس چیز میں لگا ہوا ہے اسی کا اس کو نشہ چڑھتا ہے۔ مال میں مال کا نشہ، عہدے میں عہدے کا نشہ۔ وہ چیز اس کو نشہ چڑھاتی ہے۔ پھر وہ حق ادا نہیں کرتا، نہ اپنا نہ اللہ کا اور نہ کسی اور کا۔ کیوں کہ وہ نشے میں ہے۔ نشہ والے کو خبر نہیں ہوتی کہ وہ نشے میں ہے، دوسرے لوگ جانتے ہیں کہ یہ تو پیا ہوا ہے، ادھر ادھر بھٹک رہا ہے۔ نشہ والا آدمی اپنے آپ کو بھول جاتا ہے۔ جب نشہ اترتا ہے تو پتہ چلتا ہے کہ کتنی الٹی ہوئی، کتنا گندہ ہوا ہے۔

## دو بڑے نشے:

حضور ﷺ نے فرمایا کہ تم پر دو نشے چڑھیں گے، ایک نشہ عیش کی محبت کا، ہر آدمی کو خواہش ہوتی ہے کہ مجھے عیش ملے۔ بس عیش کے نشے میں ہیں، دوسری بات سوچ نہیں پاتے۔ عیش کی چاہت کا بھی ایک نشہ ہوتا ہے کہ مجھے دنیا میں عیش ملے، حالانکہ اللہ تعالیٰ نے دنیا میں عیش دینا طے ہی نہیں کیا۔ دنیا میں اللہ کسی کو عیش نہیں دیتے۔ کھانا کھایا تو پاخانہ ہوگا، پیشاب ہوگا، اس کو عیش کہتے ہیں؟ یہ عیش نہیں ہے۔ ہر چیز کا دوسرا اثر ہوتا ہے۔ عیش تو ساری کی ساری جنت میں ہے۔ جنت میں نہ پاخانہ ہے، نہ پیشاب ہے، نہ پسینہ ہے، نہ کمانا ہے، نہ بڑھاپا ہے، نہ بیماری ہے۔ حدیثوں میں ہے کہ جنت میں بڑھاپا نہیں ہوگا، ہر آدمی جوان رہے گا، وہاں

کپڑے میلے نہیں ہوں گے۔انہیں پیشاب پاخانہ کی حاجت نہیں ہوگی۔ یہ عیش ہمیشہ کے لیے ہوگا۔دنیا کا عیش تو تھوڑی دیر کے لیے ہوتا ہے۔دنیا میں عیش کرنے کے لیے پیدا نہیں کیا گیا،لیکن لوگوں کو عیش کا نشہ چڑھ جائے گا کہ مجھے عیش ملے۔عیش ملے نہ ملے،لیکن وہ عیش کے چکر میں اپنی زندگی برباد کردے گا۔

## جہالت کا نشہ:

دوسرا نشہ جہالت کا چڑھے گا، جاہل ہونا کہ کیا ذمہ داری ہے، کیا حقوق ہے، کچھ پرواہ نہیں۔مجھ پر اللہ کا اور اللہ کے بندوں کا کیا حق ہے، اللہ کی کتاب کا اور اللہ کے رسول کا کیا حق ہے کچھ پتہ نہیں۔بلکہ اپنی ذات کا کیا حق ہے وہ معلوم نہیں، اس کو جہالت کہتے ہیں۔کھاتے کماتے ہیں اور پھر جانوروں کی طرح مر جاتے ہیں۔یہ جہالت کہلاتی ہے،حدیث میں فرمایا کہ جہالت کا نشہ چڑھے گا اور کسی کے حق ادا کرنے کی پرواہ نہیں ہوگی۔

## نشہ اتارنے والی دو چیزیں:

سرکار دوعالم ﷺ نے ہمیں ان نشوں سے آگاہ کیا ہے تاکہ نشے میں نہ رہے۔یہ نشہ کیسے اترے گا؟ فرمایا یہ نشہ دو چیزوں سے اترے گا۔نشہ اتارنے والی ایک چیز تو موت ہے۔موت کی بات آتی ہے تو آدمی ڈھیلا ہوجاتا ہے۔سارے ارمان ختم ہوجاتے ہے۔یہ بہت خطرناک بات ہے کہ آدمی کا نشہ موت پر اترے۔یہ آدمی خطرے میں ہے۔کیوں کہ پوری زندگی نشے میں گذرگئی اور موت آئی تو ہوش آیا۔اب

اس کا کوئی علاج نہیں۔ اب زندگی باقی ہی نہیں رہی۔ فرعون کے بارے میں لکھا ہے کہ اس کو اپنی حکومت کا نشہ چڑھا تھا، نشے میں باتیں کرتا تھا اور کہتا تھا کہ یہ موسیٰ فسادی ہے، موسیٰ علیہ السلام بڑے نبی ہیں، پیغمبر ہیں، یہ پیغمبر کو فسادی کہتا تھا، کیوں کہ وہ نشے میں بولتا تھا۔ اسی طرح نشے میں لوگوں سے یہ بھی کہتا تھا کہ تمہارا میرے سوا کوئی خدا نہیں ہے۔ میں ہی تمہارا خدا ہوں۔ یہ سب نشے کی باتیں ہیں۔ پھر جب اس کی موت آئی اور ڈوبنے لگا، اللہ نے جب اس کو ڈبویا تو اس کا سارا نشہ اتر گیا، اب کہتا ہے کہ میں اس خدا پر ایمان لاتا ہوں جس پر یہ لوگ ایمان لائے۔ اللہ نے اس کے اس ایمان کو رد کر دیا۔ اب موت آ گئی، اب ایمان معتبر نہیں۔

حدیثوں میں ہے کہ جبرئیل علیہ السلام آسمان سے آئے اور سمندر کی تہہ میں سے مٹی لے کر فرعون کے منہ میں ٹھوس دی کہ چپ ہو جا، اس کا بولنا ہی بند کر دیا۔ چونکہ اب پکڑ کا وقت آ گیا اور وہ رنگے ہاتھ پکڑا گیا تھا۔ اب اس کے چھٹکارے کی کوئی دلیل نہیں ہے۔

## اللہ ہمیں کیوں نوازتے ہیں؟:

میرے دوستو! ہماری زندگی بہت قیمتی ہے، اپنی اس زندگی سے ہم ہمیشہ ہمیش کی کامیابی اللہ سے لے سکتے ہیں۔ اس کے بالمقابل اگر زندگی برباد ہو گئی تو خطرہ ہی خطرہ ہے۔ اس لئے اس معاملہ میں بہت چوکنّا رہنے کی ضرورت ہے۔ یہ سوچنا ہے کہ اللہ نے مجھ کو کیوں پیدا کیا ہے؟ اتنی ساری نعمتیں کیوں عطا فرمائی ہے؟ آدمی جب جانور کو

گھانس ڈالتا ہے تو اس سے کچھ نہ کچھ فائدہ اٹھاتا ہے۔ گھانس چارہ یونہی نہیں دیتا، یا تو اس سے دودھ دھوئے گا یا اس سے کچھ کام لے گا۔ جب آدمی مشین میں آئیل دیگا اور پالش کرے گا تو اس مشین سے کام بھی لے گا۔ اسی طرح جس کو نوازا جاتا ہے اس سے کام لیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں یہ نعمتیں کیوں دیتے ہیں اور کیوں نوازتے ہیں؟ کیا یونہی نوازتے ہیں؟ نہیں! نہیں! یہ نعمتیں اس لئے دیتے ہیں کہ تم سے کچھ کام لینا ہیں۔ نوکر کو تنخواہ کیوں دیتے ہیں؟ کیوں کہ اس سے کام لینا ہے۔ یونہی کوئی تھوڑی تنخواہ دیتا ہے۔ اس سے کام لینا ہوتا ہے اس لئے اس کی ضرورتوں کا خیال رکھتے ہے۔ ایسے ہی ہماری زندگی ہے کہ ہمارا کھانا پینا، رہنا سہنا ساری نعمتیں دیتے ہیں، آنکھ کان کتنی بڑی نعمت ہے، پوری دنیا دے کر بھی کوئی خرید نہیں سکتا۔

## اللہ نے گناہ کرنے کی لئے کوئی جگہ ہی نہیں بنائی ہے:

اللہ کی دی ہوئی ایک ایک نعمت اتنی قیمتی ہے کہ دنیا اس کی قیمت ادا نہیں کرسکتی۔ کیا یہ نعمتیں یونہی دی ہیں؟ کیا یہ نعمتیں گناہ کرنے کے لئے دی ہیں۔ گناہ کرنے کے لئے تو اللہ نے کوئی جگہ ہی نہیں بنائی۔ سگریٹ آدمی سب کے سامنے نہیں پی سکتا تو ٹوئلیٹ میں چلا جاتا ہے، سگریٹ پینے کے لئے جگہ بنائی جاتی ہے کہ یہاں نہیں پی سکتے وہاں چلے جاؤ، تو آدمی الگ تھلگ تنہا جا کر پی لیتا ہے۔ لیکن اللہ نے گناہ کرنے کے لئے کوئی جگہ بنائی ہی نہیں۔ فرمایا کہ میں نے بہت لمبی چوڑی زمین بنائی ہے لیکن یہ میری عبادت کے لئے ہے۔ ''اِنَّ اَرْضِی وَاسِعَةٌ فَإِیَّایَ فَاعْبُدُوْنِ ''ساری زمین

اللہ کی عبادت کے لئے ہے، یہاں گناہ نہیں ہوگا، یہاں فساد نہیں ہوگا۔صرف اور صرف عبادت کے لئے یہ زمین بنی ہے، اسی لئے آدم علیہ السلام کو بسایا ہے۔تمہیں عبادت کرنے کے لئے اور حکموں کو پورا کرنے کے لئے بسایا ہے۔

## نعمت امتحان کے لئے بھی ہے:

اللہ کی نعمتیں اس لئے آتی ہیں کہ تم کھاؤ، پیئو اور اپنی ذمہ داری پورا کرو۔اللہ نعمتیں دے کر یہ دیکھتے ہیں کہ تم کیسی زندگی گذارتے ہو۔نعمت صرف راحت کے لئے نہیں بلکہ امتحان کے لئے بھی ہے۔ ہر آدمی کو نعمتیں دے کر آزماتے ہیں کہ یہ کیسا چلتا ہے۔سیدھا چلتا ہے یا ٹیڑھا چلتا ہے، مجھے راضی کرتا ہے یا ناراض کرتا ہے۔مگر یہ بات لوگوں کے ذہن میں نہیں آتی بلکہ یہ سمجھتے ہیں کہ اپنی نعمتوں سے فائدہ اٹھاؤ۔پھر اس سے غفلت آتی ہے، حالانکہ نعمتیں تو اللہ نے اس کی مدد کے لئے دی ہیں، آنکھ کان، دل دماغ دیئے۔اگر اندھا ہوتا تو کیا کرتا؟ گونگا بہرا ہوتا تو کیسا ہوتا؟ کتنا محتاج اور لاچار ہوتا۔اللہ نعمتیں دی کہ آنکھ سے دنیا کو دیکھو اور اپنی ذمہ داری بھی پہچانو۔یہ اصل بات ہے۔زندگی ذمہ داریوں کو یاد کرنے کے لئے ہے، بھولنے کے لئے نہیں ہے۔جو ذمہ داری کو بھول جائیگا وہ تو اپنے آپ کو ہی بھول جائے گا۔پھر کرنے کی چیزیں نہیں ہوگیں اور نہ کرنے کی چیزیں ہی ہوگیں۔پھر اس سے زندگی میں وبال آتا ہے۔

## دین کی مجلسیں مہمیز کے مانند ہے:

میرے بھائیو! یہ مجلسیں، یہ مذاکرے کوئی رسمی اور رواجی نہیں ہے کہ چلو مجلس لگی

ہے جیسے میلے ٹھیلے لگتے ہیں، ایسا نہیں ہے بلکہ مجلسیں اور تذکرے یہ تو ایسے ہے جیسے مہمیز ہوتی ہے، اب تو مہمیز کوئی جانتا بھی نہیں، وہ چیز ہی ختم ہوگئی۔ آپ حضرات مہمیز کو جانتے ہو؟ گھوڑے سوار جب گھوڑے پر سوار ہوتا ہے تو ایک کیل اپنے جوتے میں لگا لیتا ہے تاکہ جب گھوڑا سست ہو تو اس کو ایڑی مارے، پھر گھوڑا تیز ہو جاتا ہے، اس کیل کو مہمیز کہتے ہیں۔ اب تو آپ لوگوں نے گھوڑے ووڑے سب ختم کردیے ہیں، غفلت کا سامان بڑھ گیا ہے، عبرت کا سامان کچھ نہیں۔ ایسے ہی یہ مجلسیں مہمیز کے مانند ہے تاکہ ایک چونکا لگے، غفلت دور ہو اور زندگی صحیح ہو جائے۔ ان مجلسوں میں اس لئے بلایا جاتا ہے کہ لوگ توبہ کرکے جاویں۔ زندگی کی ذمہ داری کو سمجھیں، عذاب اور وبال کو جانیں۔ قبر، قیامت اور آخرت کو سمجھیں۔ اب سب چیزوں کو انسان نے بھلا رکھا ہے، حالانکہ یہ سب کے سامنے آنے والی چیزیں ہیں۔ کوئی بھی اس سے بچ نہیں سکتا۔ امیر ہو، غریب ہو، بادشاہ، رعایا ہو کوئی بھی نہیں بچ سکتا۔ یہ مجلسیں اسی لئے ہیں کہ آدمی اس سے کچھ سیکھیں اور اپنی زندگیوں کو سیدھے راستے پر چلاوے۔

## جہالت نے ذمہ داریوں کو بھلا دیا ہے:

جہالت اتنی عام ہوگئی ہے کہ لوگوں کو یہ بھی خبر نہیں ہے کہ مجھ پر میری ذات کا کیا حق ہے۔ جانوروں کی طرح ہم اپنی ضرورتوں کو جانتے ہیں، ہر جانور اپنی ضرورت کو جانتا ہے، بھوکا ہوگا تو کھائے گا، پیاسا ہوگا تو پانی پیئے گا، گرمی لگے گی تو سایے میں بیٹھ جائے گا، خطرہ ہوگا تو بھاگ جائے گا، یہ تو جانور بھی جانتے ہیں۔ اگر ہم نے اپنی

حاجتوں کو جان لیا تو ہم میں اور جانوروں میں کیا فرق ہے؟ باقی ذمہ داری کیا ہے وہ تو خبر نہیں۔

## زندگی ایک امانت ہے:

اس لئے میرے بھائیو! یہ دعوت وتبلیغ اسی لئے ہے کہ لوگ اپنی ذمہ داریوں کو سمجھیں، کیوں کہ یہ زندگی امانت کے طور پر دی گئی ہے۔ جب تک اللہ چاہیں گے، رکھیں گے، جب چاہیں گے لے لیں گے۔ زندگی کا ہر سامان امانت ہے۔ جان، مال، اولاد، آنکھ، کان، دل اور دماغ سب اللہ کی امانتیں ہیں۔ ان کو اپنا نہیں سمجھنا ہے بلکہ امانت سمجھنا ہے، اوراس کے بارے میں سوال بھی ہوگا کہ تم نے اس میں کیا کیا؟ سوال بھی اکیلے کو کھڑے کر کے پوچھیں گے، درمیان میں کوئی وکیل نہیں ہوگا، کوئی ترجمان بھی نہیں ہوگا۔ ایک اللہ اور بندہ اور ایک طرف دوزخ ہوگی۔ تنہا کھڑا کر کے پوچھیں گے کہ تم نے دنیوی زندگی میں کیا کیا؟ جن کے سامنے یہ باتیں آتی نہیں ان کو کوئی چوٹ بھی نہیں لگتی۔

## رمضان المبارک توبہ اور معافی کا مہینہ ہے:

جن کی زندگی ذمہ داریوں کے ساتھ پوری ہوگئی وہ کامیاب ہوگئے۔ مرنے سے پہلے دنیا میں اس کو برکت دی جاتی ہے اور مرنے کے بعد بہترین بدلہ۔ آخرت کا بدلہ بہت اچھا ہوگا، ’’نِعْمَ اَجْرُ الْعَامِلِیْن ‘‘عمل کرنے والوں کو جو بدلہ دیا جائے گا وہ تو بہت ہی اچھا ہوگا۔ اس لئے ہمیں توبہ کرنی ہے۔ یہ مہینہ توبہ اور معافی مانگنے کا

ہے۔حدیثوں میں ہے کہ اللہ سے اپنے گناہوں کی معافی مانگو۔ہماری غلط فہمی یہ ہے کہ اولاً تو ہم اپنے آپ کو گنہگار سمجھتے ہی نہیں، کہ میرا کیا گناہ ہے، یہ جہالت ہے۔ یہ اللہ سے دوری کی نشانی ہے۔اللہ سے دور ہے اس لئے اپنے آپ کو گنہگار نہیں سمجھتا۔گناہ کر کے بے خبر ہو گیا، گناہ کر کے بھول گیا۔کوئی آدمی زہر کھا کر بھول جائیں تو بھی زہر تو اپنا کام کر کے رہے گا۔بھول سے کھایا ہو تو بھی اور کھا کر بھول جائے تو بھی دونوں صورتوں میں زہر اپنا کام کرے گا۔ایسا ہی کوئی آدمی گناہ کر کے بھول گیا یا گناہ کو گناہ ہی نہیں سمجھا، یہ اپنا اثر کر کے رہے گا۔اس لئے رسول اللہ ﷺ تاکید کرتے ہیں کہ اس مہینہ میں اپنے گناہوں سے توبہ کرو۔

اس مہینے میں اپنے آپ کو اللہ کے سامنے گنہگار ٹھہراؤ اور توبہ کرو۔فرائض کو ادا کرو، اور جو چیزیں اللہ نے حرام کی ہیں اس سے اپنے آپ کو دور رکھو۔جو حقوق ہم پر ہیں ان کو ادا کرنے کی کوشش کرو۔

## علماءکرام سے اپنی ذمہ داریوں کے بارے میں پوچھتے رہو:

جاننے والوں سے پوچھتے رہو کہ ہماری کیا ذمہ داری ہے، وکیلوں سے پوچھتے ہیں دنیا کے کاموں کے بارے میں، ڈاکٹروں سے اپنی بیماری کے بارے میں پوچھتے ہیں، دین کی بات کوئی نہیں پوچھتا۔یہ کوئی نہیں پوچھتا کہ ہماری کیا ذمہ داری ہے اور ہمیں کیا کرنا ہے۔ایمان اور اعمال کے اعتبار سے اس کی حالت روز بروز گرتی جارہی ہے۔اللہ ورسول یہ چاہتے ہیں کہ دین کے کاموں میں بندہ آگے رہے، پیچھے نہ رہے،

یہ سب تمہارے لیے ہے۔ اگر تم نہیں کرو گے تو تمہارے واسطے دوسرا کوئی نہیں کرے گا۔ یہ قاعدہ ہے کہ جب آدمی اپنے لیے نہیں کرتا تو دوسرا اس کے لئے کچھ نہیں کرے گا، لوگ اس کو دفن کر کے بھول جائیں گے، ایک سال کے بعد اس سے پوچھا جائے کہ کب انتقال ہوا تو یہ تاریخ بھی معلوم نہیں ہے۔ باپ کے مرنے کی تاریخ یاد نہیں ہے، کیوں کہ وہ اپنے باپ کو بھی بھول گیا۔ کوئی اس معاملے میں ہمدردی نہیں کرتا، جو کرے گا وہ اپنے لیے کرے گا۔

ایک فرشتہ ہے جو دفنانے والوں پر مٹی ڈالتا ہے کہ جاؤ اس کو بھول جاؤ، باپ ماں کتنے ہی پیارے کیوں نہ ہو، آدمی بھول جاتا ہے۔ ان کے بارے میں اس کو کوئی فکر نہیں ہوتی، وہ جانے اور ان کا عمل جانے۔ اس لئے ہر آدمی اپنی فکر کرے کہ میرا دین ، میرا ایمان، میری آخرت بنیں۔ رمضان کا مہینہ خاص طور پر اسی لیے ہے، حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ اس مہینہ میں اپنی بخشش کرالو۔ رمضان گذر گیا اور اپنے گناہوں کو معاف نہیں کروایا تو یہ بدنصیب آدمی ہے۔ اس کے لیے حضور ﷺ کی بددعا ہے۔ رمضان میں اللہ نے سارے دروازے کھول دیے، پھر بھی اپنی بخشش نہیں کروائی تو یہ بدنصیب آدمی ہے۔ ایسے آدمیوں کو بددعا ملے گی۔

## توبہ کرو اور نیکی میں آگے بڑھو:

اس لئے میرے بھائیو! اپنی آخرت بنانے کی فکر کریں، اللہ کے حقوق کو ادا کرے، بندوں کے حقوق کو ادا کریں، یہ نہیں کہ بعد میں کریں گے، شیطان ایسا

سکھا تا ہے کہ بعد میں کریں گے، پھر کچھ نہیں ہوتا، بھول جا تا ہے۔لہذا ارادے کرو کہ اللہ کے حکموں والی زندگی گذارنی ہے۔ایمان میں،عبادات میں،نیکی میں اپنے آپ کو آگے بڑھانا ہے۔بدن میں گانٹھ ہوتی ہے، پیٹ میں گانٹھ ہوتی ہے تو اس کو پتہ نہیں چلتا،لیکن جب اس کو ایکس رے کے سامنے کھڑے کریں گے تو دیکھائی دیگا کہ پیٹ میں گانٹھ ہے۔جب میں پاکستان گیا تھا مجھے فیکچر ہو گیا تھا،میں سمجھا کہ موچ آئی ہے اس لئے موچ کا علاج کیا،لیکن بہت درد ہوتا تھا، پھر بنگلہ دیش گئے۔وہاں کسی نے کہا کہ ڈاکٹر کو بتاؤ، چنانچہ دواخانہ میں لے گئے،ایکس رے میں دیکھ کر ڈاکٹر نے کہا کہ ہڈی پھٹ گئی ہے۔ایسے ہی آدمی گناہ میں ہوتا ہے اور سمجھتا ہے کچھ نہیں،تو دینی مجالس کی مشینیں بتائے گی کیا گناہ ہے۔

## رمضان المبارک کھانے پینے کے لیے نہیں ہے:

رمضان المبارک میں خاص طور سے اپنے آپ پر عبادت کا بوجھ لیں۔کھانے پینے کا بوجھ نہیں لینا ہے،کسی حدیث میں بھی رمضان المبارک میں کھانے پینے کی بات نہیں آئی ہے۔ہاں! بکری عید کے دنوں میں کھانے پینے کی باتیں ہیں،حضور ﷺ نے بکری عید کے دنوں کے بارے میں فرمایا کہ ان دنوں میں کھاؤ اور روزہ مت رکھو۔رمضان المبارک کے بارے میں کہیں بھی یہ نہیں فرمایا کہ کھاؤ پیئو۔رمضان المبارک میں کھانے پینے کی بات نہیں کہی ہے۔ہاں! یہ کہا کہ رمضان میں مؤمن کی روزی بڑھ جاتی ہے۔روزی بڑھے گی تو کیا کرے؟اس روزی سے آخرت بناوے،

دوسروں پر خرچ کرے، کسی کی حاجت پوری کرے، روزی بڑھ گئی ہے اب زکوۃ دے، کھانے پینے کے لئے روزی نہیں بڑھی ہے۔ بلکہ یہ فرمایا کہ رمضان میں اللہ کی اپنی محنتیں دکھاؤ، لوگوں کو مت دکھاؤ۔ زیادہ سے زیادہ عبادت کرو۔

اس لئے یہ دعوت ہے کہ زندگی کا رخ اللہ کی طرف کرنا ہے کہ اب توبہ کریں گے اور زندگی کا رخ صحیح کریں گے۔ اور ہر وہ کام جس سے اللہ خوش ہوتا ہو اس کو اپنے ذمے لیں گے۔

زندگی صرف ایک مرتبہ ملتی ہے، ایک ایک دن، ایک ایک گھڑی قیمتی ہے، اس لئے اس کو بگاڑنا نہیں ہے۔ پاک صاف زندگی بنانا ہے تا کہ اللہ تعالیٰ دنیا میں برکت دے اور آخرت میں بدلہ دے۔ اس لئے اپنے آپ کو نمازوں کا، عبادتوں کا، حق بات کا پابند کریں، ناحق بات کو چھوڑ دیں، اللہ کو تمہارا عمل پسند آجائے گا تو تم سے راضی ہوجائیں گے، اللہ راضی ہوں گے تو سارے حالات ٹھیک ہوجائیں گے۔ اللہ ناراض ہوں گے تو سارے حالات بگڑ جائیں گے۔ چیزوں سے حال نہیں بنتا ہے، اللہ ناراض ہوتے ہیں تو چیزوں سے کام نہیں بننے دیتے۔ اور راضی ہوتے ہیں تو اپنی قدرت سے کام بناتے ہیں۔ راضی ہوتے ہیں تو آگ کو باغ بنادیتے ہیں جیسے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ کیا تھا۔ اس لئے توبہ کرکے اللہ کی طرف رجوع کرنا ہے۔ اسی میں کامیابی ہے۔ آزادی اور آوارگی میں کوئی کامیابی نہیں۔ اللہ ہم سب کو عمل نصیب فرمائے۔

☆☆☆☆☆☆

﴿۲﴾

# رمضان کی حقیقت

16 June 17 (21 Ramdhan 38)

بتاریخ: ۱۶/ جون ۲۰۱۷ء مطابق ۲۱/ رمضان المبارک ۱۴۳۸ھ

بمقام: خانقاہ محمودیہ جامعہ علوم القرآن، جمبوسر

## اقتباس

ہر حکم کے ساتھ اللہ کی مدد ہے، آدمی ایمان لایا تو ایمان کی وجہ سے مدد ہے، نماز پڑھے تو نماز کی وجہ سے مدد ہے، "إِنِّیْ مَعَکُمْ لَئِنْ أَقَمْتُمُ الصَّلَاۃَ وَآتَیْتُمُ الزَّکَاۃ" اللہ کہتے ہیں کہ میں تمہارے ساتھ ہوں اگر تم نماز پڑھو گے، زکوۃ ادا کروگے۔ ہر حکم کے ساتھ مدد ہے۔ ہر حکم کے خلاف سزا ہے۔ جس نے حکم کو توڑا اس کو سزا ہوگی،

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ۔ وَالصَّلاَۃُ والسَّلاَمُ عَلیٰ سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ اَمَّا بَعْد :

## زندگی ذمہ داریوں کا نام ہے:

میرے پیارے بھائیو! زندگی ذمہ داریوں کا نام ہے، زندگی کیا چیز ہے؟ یہ نہیں کہ جینا اور پھر مرجانا جیسے جانور جیتا ہے پھر مرجاتا ہے، کچھ نہیں کہاں مرگیا۔ ہمارا معاملہ ایسا نہیں ہے، بلکہ ہم کو یہ بتایا گیا ہے کہ تمہاری زندگی ذمہ داریوں کا نام ہے۔ اس کی ابتداء بھی ہے اور انتہاء بھی ہے۔ تمہارے پاس نعمتیں بھی بہت ہیں جو تم کو دی گئی ہیں، وہ نعمتیں کیوں دی گئی ہیں؟ نعمتیں اس لیے نہیں دی گئی ہیں کہ کھاپی کر غافل ہوجائیں۔ جتنی مخلوق اللہ نے پیدا کی ہے، ان کو ذمہ داری دی ہے۔ ان کے وظیفات ہیں، ڈیوٹی ہے۔ سورج ہو، چاند ہو، زمین ہو، آسمان ہو، آگ ہو، پانی ہو، جتنے حیوانات ہیں ان کی ڈیوٹیاں ہیں، کچھ ہم جانتے ہیں، کچھ نہیں جانتے۔

## مخلوق کی دو قسمیں:

دو قسم کی مخلوق، ایک مخلوق ہم ہیں انسان اور جنات، ان کو مکلّف کیا گیا ہے یعنی پابند رہنے کا حکم دیا گیا ہے۔ اس کو کہتے ہیں تکلیف، اردو والے تکلیف کہتے معاف کرنے کو، یہاں وہ مراد نہیں، تکلیف یعنی مکلّف ہونا، حکم کے پابند رہو۔ کرنے کے کام کرو، نہ کرنے کاموں سے بچو اس کو تکلیف کہتے ہیں۔ دوسری مخلوق مسخر ہے، یعنی کسی

خدمت کے لئے پیدا کی گئی ہے وہ اسی میں لگی ہوئی ہے، دوسرا کام نہیں کرے گی، جیسے آگ ہے، اس کا ایک کام ہے۔ پانی ہے اس کی ایک خدمت ہے۔ زمین وآسمان، چاندوسورج یہ سب اپنی خدمت لیکر بیٹھے ہیں، دوسرا کام نہیں کریں گے، کیوں کہ وہ پابند ہیں۔

## ساری مخلوق خدمت پر پابند ہے:

یہ ساری پابندیاں جوان پر ڈالی گئی ہیں، وہ ہمارے لیے ڈالی گئی ہیں۔ سورج کی پابندی ہمارے لیے، چاند کی پابندی ہمارے لیے، زمین، آسمان اور پانی کی، آگ کی، ہوا کی، فرشتوں کی۔ فرشتوں کو انسانوں کے لیے پابند کیا گیا ہے کہ انسانوں کی حفاظت کرو۔ اس لئے وہ حفاظت کرتے ہیں، جہاں حفاظت کا حکم نہیں ہوتا وہاں سے وہ ہٹ جاتے ہیں پھر کوئی حادثہ ہوجاتا ہے، ایکسیڈنٹ ہوگیا، یہ اس لئے ہوتا ہے کہ وہاں سے فرشتہ ہٹ گیا۔ چھوٹے چھوٹے بچوں کو کون سنبھالتا ہے؟ حفاظت کرنے والے فرشتے ان کی حفاظت کرتے ہیں، جہاں جہاں ان کی ڈیوٹی ہوگی، وہ وہاں کام کریں گے۔ جب حکم ہوتا ہے کہ ہٹ جاؤ تو وہ ہٹ جاتے ہیں، پھر جو ہونا ہوتا ہے وہ ہوتا ہے۔

## ہماری پیدائش کا مقصد:

ایک نظام ہے اللہ تعالیٰ کا، ساری مخلوق خدمت پر پابند ہے، اور یہ سب پابندیاں ہمارے لیے، یعنی انسانوں کے لیے ہیں، یہ اللہ نے بتایا۔ ہم نہیں جانتے

ہیں کہ اللہ نے ہمارے لیے کتنا انتظام کیا ہے۔ ﴿سَخَّرَ لَكُم مَّا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا﴾ ساری زمین تمہارے لیے پابند کردی گئی ہے۔ یہ اللہ نے احسان کیا ہے کہ سب چیزیں تمہارے لیے بنائیں، تمہارے نفع کے لیے بنائیں، تمہاری حفاظت کے لیے، تمہارے بچاؤ کے لیے۔ اس پر سوال پیدا ہوتا ہے کہ تم کس لیے پیدا کئے گئے ہو۔ تم کو یونہی پیدا کیا ہے؟ تم کو کوئی کام نہیں ہے؟ ﴿أَفَحَسِبْتُمْ أَنَّمَا خَلَقْنَاكُمْ عَبَثًا﴾ کیا تم نے یہ سمجھ لیا کہ ہم نے تم کو یونہی پیدا کیا، بے کار کے طور پر کہ تمہارا کوئی کام ہی نہیں ہے۔ نہیں! ایسا نہیں ہے۔ اتنا بڑا انظام ہمارے لیے بنایا تو ہم کو کس کام کے لیے پیدا کیا؟ یہ سوچنے کی بات ہے۔

## نبیوں کی دعوت اور تعلیم:

یہ بڑا مسئلہ ہے، اس لئے اللہ تعالیٰ نے رسول بھیجے ہیں اور بات سمجھائی ہے کہ تمہیں ایک کام کے لیے بھیجا ہے، اور وہ کام ہے اللہ کے حکموں کی تابعداری کرو۔ اس کی حدوں کو نہ توڑو، اس کے حقوق کو برباد مت کرو۔ اللہ کے حکموں کی اطاعت، پابندی اور تابعداری کرو۔ اسی لیے تمہیں پیدا کیا ہے، اور باقی سب تمہارے لیے پیدا کیا ہے۔ ”اِنَّ الدُّنيَا خُلِقَتْ لَكُمْ وَاَنْتُمْ خُلِقْتُمْ لِلآخِرَةْ“ یہ نبیوں کی دعوت ہے، یہی نبیوں کی تعلیم ہے۔ اور یہ ہی اصل بات ہے کہ ہم حکموں کی پابندی کے لیے ہیں، اللہ کی عبادت کے لیے ہیں۔ اللہ کو پہچاننے کے لیے ہیں کہ ہم اس زندگی میں اللہ کو پہچانیں اور اللہ کو پہچان کر اللہ کا حق ادا کریں۔

## ہر جانور اللہ سے ڈرتا ہے:

جو اللہ کو نہ پہچانے وہ جانور سے بدتر ہے کہ یہ اللہ کو نہیں پہچانتا! جانور تو اللہ کو پہچانتا ہے۔حدیثوں میں کہ جمعہ کا دن ہوتا ہے تو فجر میں سورج نکلنے سے پہلے ہر جانور ڈرتا ہے کہ یہ جمعہ قیامت والا جمعہ نہ ہو۔ہاں! تو جب سورج نکل جاتا ہے تو ان کو اطمینان ہو جاتا ہے کہ یہ جمعہ قیامت والا نہیں ہے۔یہ عام جمعہ ہے۔ ہر جانور اللہ سے ڈرتے ہیں اور ہر جمعہ کو قیامت سمجھتے ہیں، ہم نہیں سمجھتے! کیوں کہ وہ اللہ کو جانتے ہیں، ان کو پابند کیا ہے اللہ نے۔اس لیے جو اللہ کو نہ جانے اور اللہ کو نہ پہچانے وہ تو جانور سے بدتر ہے، ایسے آدمی کی اللہ کے یہاں کوئی قیمت نہیں ہے۔اور جو اللہ کو جانے، اللہ کو پہچانے، اللہ کا حق ادا کرے، اس کا درجہ بہت اونچا ہے کہ ساری مخلوق اس کی خدمت کے لیے ہے۔

## زندگی کی نعمتیں صرف ٹکاؤ کے لیے ہیں:

اس لیے میرے بھائیو! ہماری زندگی ذمہ داریوں کی زندگی ہے، صرف کھانے پینے کی نہیں ہے۔کھانا پینا تو زندگی کی ذمہ داریوں کی مدد کے لیے ہے، جیسے سحری کا کھانا روزے کی مدد کے لیے ہوتا ہے۔سحری کھانا سنت ہے، اور یہ اس لئے کہ روزے میں روزے دار کو مدد ملے، کیوں کہ روزہ دار کو کام کرنا ہوتا ہے کہ بھوکا بھی ہو کام بھی ہو تو یہ بھاری پڑے گا۔اس لئے پہلے ہی سحری کھلا دی۔اس لیے کہا کہ پہلے کھاؤ پھر دن بھر روزہ رکھو، ﴿ثُمَّ اَتِمُّوا الصِّیَامَ اِلَی الَّیْلِ﴾ رات کو مغرب کے وقت کھالو پیلو۔یہ

حکم ہے۔ جس طرح سحری کا کھانا روزہ کے ٹکاؤ کے لیے ہیں اسی طرح زندگی کے لیے ساری نعمتیں ہیں۔ یہ ساری نعمتیں صرف ٹکاؤ کے لئے ہیں۔ یہ اصل ترتیب ہے

## ذمہ داری کو نہ سمجھنے والا گمراہ ہے:

میرے بھائیو! جب یہ ترتیب الٹ جائے کہ زندگی کی ساری نعمتیں میرے کام کے لئے ہیں، بس اور کچھ نہیں۔ حاکم کہے کہ حکومت میری، تاجر کہے تجارت میری، زمین دار کہے کہ زمین میری۔ تو پھر اللہ کا حکم کہاں گیا؟ حاکم حکومت لے کر بیٹھ گیا، تاجر تجارت لے کر بیٹھ گیا، یہ اولاد لیکر بیٹھ گیا تو پھر اللہ کا دین کہاں گیا؟ یہ گمراہ ہوا۔ قارون مال لیکر بیٹھ گیا کہ یہ میرا ہے، کسی کا کوئی حصہ نہیں۔ ایسے ہی ہر آدمی کا حال ہے۔ جو یوں سمجھے کہ مجھ پر کوئی ذمہ داری نہیں ہے وہ ایسا ہی ہے۔ کہ اپنی اپنی چیز کو لے کر بیٹھ گیا اور اللہ کی ذمہ داری کچھ نہیں۔ ایسے لوگوں کی اللہ کو کوئی پرواہ نہیں۔

## اللہ کے پسندیدہ بندے:

اللہ کو وہ بندے پسند ہیں جو اپنی جان، مال سے اللہ کے دین کی خدمت کرے، اللہ کی عبادت کرے، اللہ کی اطاعت کرے۔ اس کا سبق دیا گیا ہے کہ تمہاری زندگی ذمہ داریوں کی زندگی ہے، لہذا اپنی ذمہ داری پوری کرو۔ جتنی ذمہ داری پوری ہوگی، اتنی خدا کی مدد آئے گی، حدیث شریف میں ہے: "اَلْمَعُوْنَةُ عَلٰی قَدْرِ الْمَئُوْنَةِ" کہ اللہ کی مدد اتنی ملے گی، جتنی ذمہ داری پوری کی جائیگی۔

## حکم کے ساتھ اللہ کی مدد:

ہر حکم کے ساتھ اللہ کی مدد ہے، آدمی ایمان لایا تو ایمان کی وجہ سے مدد ہے، نماز پڑھے تو نماز کی وجہ سے مدد ہے، ”إِنِّی مَعَکُمْ لَئِنْ أَقَمْتُمُ الصَّلَاةَ وَآتَیْتُمُ الزَّکَاةَ“ اللہ کہتے ہیں کہ میں تمہارے ساتھ ہوں اگر تم نماز پڑھو گے، زکوۃ ادا کرو گے۔ ہر حکم کے ساتھ مدد ہے۔

## حکم کے خلاف سزا:

ہر حکم کے خلاف سزا ہے۔ جس نے حکم کو توڑا اس کو سزا ہوگی، اس لئے یہ دعوت ہے کہ اپنے آپ کو اللہ کے حکموں کا پابند کرو۔ اور اللہ کے حکموں کو جانو کہ اللہ کا کیا حکم ہے۔ حکومت کے قانون کو لوگ جانتے ہیں تا کہ قانون میں پھنس نہ جائیں۔ اس میں کیا قانون ہے؟ اس میں کیا قاعدہ ہے؟ کیوں کہ قانون کے خلاف ہوگا تو پھنس جائے گا۔ اس لئے حکومت کے ڈر سے حکومت کے قانون کو جانتے ہیں۔

## بڑے قانون کا وبال بھی بڑا ہے:

اسی طرح اللہ کی باتوں کو، اللہ کے حکموں کو، اللہ کے قانون کو بھی اچھی طرح جان لو۔ کیوں کہ حکم کا توڑنا بہت بھاری چیز ہے۔ زمین و آسمان کے توڑنے سے بھی بھاری ہے۔ اللہ کا حکم توڑ دیا؟ اللہ بہت بڑے ہیں۔ بڑے کا قانون بھی بڑا ہے، اور اس کے توڑنے کا وبال بھی بڑا ہے۔ اس لئے یہ حکم ہے کہ اپنی زندگی کی ذمہ داریوں کو سمجھنا، اور اپنے آپ کو اللہ کے حکموں کو جان کر، مان کر اس کا پابند بنانا۔

## انبیاء کی بعثت اطاعت کے قیام کے لئے ہے:

اصل زندگی اللہ کی اطاعت ہے۔ تمام انبیاء کی بعثت اطاعت کو قائم کرنے کے لئے ہے۔ اللہ نے نبیوں کو اس لئے بھیجا کہ وہ لوگوں کو اللہ کی تابع داری پر کھڑا کریں، کہ اللہ کے تابعدار بنو۔ آوارگی اور آزادی چھوڑو، اور اپنے آپ کو پابند بناؤ۔

## نعمتیں امتحان کے لئے ہیں:

جو نعمتوں ملی ہیں ان کو صرف نعمت مت سمجھو، بلکہ وہ نعمتیں تمہارے امتحان کے لئے آئی ہے۔ تمہیں نعمتیں دیکر اللہ دیکھنا چاہتے ہیں کہ تم ان نعمتوں میں کیا کرتے ہو؟ مال دیکر دیکھیں گے کہ کیا کرتا ہے؟ مال میں اپنے آپ کو کیسا چلاتا ہے؟ ہر نعمت میں اللہ کی طرف سے امتحان ہوتا ہے۔

## امتحان کے بعد نتیجہ کا دور:

جب امتحان کا دور ختم ہوتا ہے تو نتیجہ کا دور شروع ہوتا ہے، جیسے لڑکوں کے امتحان ہوتے ہیں تو امتحان کے دن گنتے ہیں کہ پھر اس کے بعد رزلٹ ہے، نتیجہ ہے۔ امتحان کے بعد رزلٹ آتا ہے کہ ہم نے ان کو مال دیا تھا انہوں نے یہ یہ کیا۔ ہم نے ان کو دولت دی تھی انہوں نے یہ کیا۔ تندرستی دی تھی انہوں نے تندرستی میں یہ کیا۔ یہ سب دیکھا جائے گا۔

## نعمتوں سے فائدہ اٹھاؤ اور شکر گذار بنو:

اس لئے دعوت دی جاتی ہے اور نصیحت کی جاتی ہے کہ نعمت میں اپنے آپ کو نہ بگاڑو۔ نعمت میں اللہ کا شکر ادا کریں اور حق بھی ادا کریں۔ اللہ کی تعلیم ہے کہ نعمت سے فائدہ اٹھاؤ اور حق بھی ادا کرو، ”كُلُوْا مِنْ رِزْقِ رَبِّكُمْ وَاشْكُرُوْا لَه“ یہ فرمایا ہے کہ تمہیں اللہ نے دیا ہے تو کھاؤ، پیو اور فائدہ اٹھاؤ کہ یہ تمہارے لیے ہی دیا ہے کسی اور کے لیے نہیں دیا گیا ہے، کسی جن اور فرشتہ کے لیے نہیں۔ یہ تو تم انسانوں کے لیے پیدا کیا ہے۔

## غافل اور ظالم نہ بنو:

اس لئے تم کھاؤ اور پیو لیکن شکر گذار بنو۔ غافل نہ بنو اور ظالم نہ بنو۔ آدمی غافل کیسے بنے گا؟ کہ اس کو نعمت ملی اور اس نعمت سے گناہ کیا۔ یہ ظالم ہوا کہ نعمت سے گناہ کیا، کیوں کہ نعمت کی طاقت گناہ میں لگائی اس لئے یہ ظالم ہے۔ نعمت گناہ کرنے کے لئے نہیں بلکہ شکر ادا کرنے کے لئے دی گئی ہے۔ شکر ادا نہ ہو اور گناہ ہو تو اس سے تو اللہ بہت ناراض ہوتے ہیں کہ نعمت سے گناہ کرے۔ زندگی بڑی نعمت ہے اگر کوئی اس میں گناہ کرے، زندگی میں نعمتیں دیں کہ آنکھ، کان یہ سب بڑی نعمتیں ہیں کہ اس سے کوئی گناہ کرے، مال دیا اور مال سے کوئی گناہ کرے تو فرمایا کہ یہ تو ظالم ہے۔

## انسان کی دو صفتیں:

اللہ نے آدمی کی دو صفتوں کا زیادہ ذکر کیا ہے، ایک انسان ظالم ہے، انسان ناشکرا ہے۔ قرآن میں اللہ نے یہ کہا کہ یہ ظالم ہے، یہ ناشکرا ہے، کیوں کہ اس کو میں

نے نعمتیں دیں ،یہ ان نعمتوں میں میرے مقابلے میں کھڑا ہوجاتا ہے ،میری سنتا نہیں،اس لئے میرے دوستو! اللہ کی طرف سے یہ دعوت ہے اور نصیحت ہے کہ ہر آدمی اپنے آپ کو حکموں کا پابند بناوے۔

## حکموں کا توڑنے والا نامراد ہوگا:

اس لئے میرے بھائیو! اپنے آپ کو پابند بناویں اور اس یقین کے ساتھ پابند بناویں کہ میری کامیابی ان حکموں کے پورا کرنے میں ہے۔میری ناکامی حکموں کو توڑنے میں ہے۔یعنی اگر میں نے اللہ کا حکم توڑا تو میری ناکامی ہے۔یہ پکی بات ہے کہ جو حکم کو توڑے گا وہ نامراد ہوگا،آج نہیں تو کل۔اور جو حکم کو پورا کرے گا وہ کامیاب ہوگا،اس کے کامیاب ہونے میں کوئی شک نہیں۔اس لئے زندگیوں کی ذمہ داری ہمارے اوپر ہے،مال دیا ہے تو اس میں بھی ذمہ داری کو پورا کرے،جان دی ہے ،حیات دی ہے تو اس میں اپنی ذمہ داری کو پورا کرے،اور اپنی حیات میں اللہ تعالیٰ کا حق ادا کرے۔

## دین کی مجلسوں کا مقصد:

میرے بھائیو! یہ مجلسیں اس لئے کی جاتی ہیں، تاکہ ذمہ داری سمجھ میں آوے،ورنہ ذمہ داری سمجھ میں نہیں آئے گی۔ضرورت سمجھ میں آئے گی،راحت سمجھ میں آئے گی۔اسی چکر میں رہیں گے کہ ضرورت پوری ہوجائے اور راحت مل جائے۔جیسے ضرورت اور راحت ہے ایسے اللہ کا جو حق ہے اسے بھی ادا کرو۔نبیوں نے

یہی بتایا کہ ''یٰقَوۡمِ اعۡبُدُوا اللّٰہَ'' اے میری قوم ایک اللہ کی عبادت کرو۔ اس لئے اپنی ذمہ داریوں کو سمجھ کر اپنے آپ کو اللہ کے حکموں والا، اللہ کی عبادت والا بناوے۔ یہ مجلسیں اسی لئے ہیں۔ مختلف قسم کے زمانے آتے ہیں، کبھی رمضان آوے گا، حج کا زمانہ آوے گا۔ یہ کیوں؟ اس لئے کہ یاددہانی ہو۔

## رمضان میں مومن کی روزی بڑھ جاتی ہے:

رمضان کا مہینہ ذمہ داری کی یاددہانی کا مہینہ ہے۔ اللہ تعالیٰ اس مہینہ میں نعمتیں بھی بہت دیتے ہیں۔ مومن کا رزق بڑھ جاتا ہے، حدیث میں ہے کہ مومن کی روزی رمضان میں بڑھ جاتی ہے۔ یہ اس لئے نہیں کہ بہت کھاؤ، ایسا کہیں بھی حدیث میں ملتا نہیں کہ روزی بڑھ گئی تو بہت کھاؤ۔ یہ اس لئے کہ تم شکر کرو، اور دوسروں کو کھلاؤ۔ دوسرے دنوں میں کھانے کا حکم دیا۔ بقرعید کے دنوں میں کھانے کا حکم دیا کہ کھاؤ۔ روزے مت رکھو۔ ان دنوں میں روزہ حرام ہے ''لَاتَصُوۡمُوۡا فِيۡ هٰذِهِ الاَيَّام'' یہ فرمایا کہ ان دنوں میں روزے نہ رکھو، کھاؤ، یہ کھانے پینے کے دن ہیں۔

## اللہ کو اپنی تابعداری دکھاؤ:

رمضان میں کھانے پینے کے لئے نہیں کہا۔ یہ جہالت ہے کہ لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ روزی بڑھ گئی کہ کھاؤ اور پیو اور سو جاؤ۔ یہ سمجھنے کی بات ہے۔ حدیث میں ہے کہ رمضان کے مہینہ میں اللہ تعالیٰ کو اپنی تابعداری دکھاؤ کہ میں نے اتنی عبادت کی، میں نے اتنی خیرات کی، میں نے اتنی دعا مانگی ہے، میں نے اتنی توبہ کی ہے، میں نے اتنا

استغفار کیا ہے۔اللہ کو اپنی تابعداری دکھاؤ۔ایک دوسرے سے آگے بڑھو اور اللہ کو اپنا آگے بڑھنا دکھاؤ۔اللہ نے رمضان دیا ہے تو رمضان کا یہ تقاضا ہے کہ اللہ کو اپنے اعمال دکھاؤ۔

## رمضان کی حقیقت:

رسول اللہ ﷺ فرماتے تھے کہ اگر لوگوں کو معلوم ہو جاوے کہ رمضان کیا ہے تو یہ چاہیں گے کہ سارا سال رمضان رہے، یہ حدیثوں میں ہے کہ اگر لوگوں کو رمضان کی حقیقت کا اندازہ ہو جائے تو عید کا انتظار نہ کریں، بلکہ وہ کہیں گے کہ سارا سال رمضان رہے۔جیسے بارہ مہینہ لوگ کماتے ہیں۔بارہ مہینہ کھاتے پیتے ہیں، ایسے ہی بارہ مہینہ رمضان کی خواہش کریں۔رمضان کی حقیقت بتائی کہ اللہ کے یہاں رمضان اتنا قیمتی ہے۔اس لئے رمضان کی قدر کرنی ہے اور اللہ کو راضی کر دینا ہے۔کھا پی کر نفس کو راضی تو کر ہی رہے ہیں، اللہ کو راضی کرو۔یہ رمضان میں اللہ کی جانب سے تقاضا ہے کہ مجھ کو اپنی عبادت، اپنی محنت، اپنی قربانی، اپنی دعا دکھاؤ، لوگوں کو مت دکھاؤ۔لوگوں کو دکھایا تو سب بے کار ہے۔حدیث میں ہے کہ اللہ کو دکھاؤ۔

## رمضان صحیح تو پورا سال صحیح:

اگر رمضان صحیح گذرے گا تو سارے سال اس کا اثر رہے گا۔جیسے بعض انجکشن ایسے ہوتے ہیں کہ ان کا اثر پانچ سال رہے گا، مجھے ڈاکٹر نے کہا تھا کہ گھٹنوں میں انفیکشن ہے، آپ ایک انجکشن لے لو کہ ایک سال تک کوئی تکلیف نہ ہوگی۔چلو گے

، پھر وگے۔ بعض انجکشنوں میں پانچ سال اثر رہتا ہے، اسی طرح رمضان اگر صحیح گذارا تو سال بھر اس کا اثر رہے گا۔

## رمضان کا اثر:

مولانا علی میاں صاحبؒ سہارنپور میں حضرتؒ کے یہاں آئے تو فرمایا تھا کہ ایک رمضان دوسرے رمضان کو چارج دیتا ہے، تو اگلے رمضان تک اس کا اثر رہتا ہے۔ جیسے گورنمنٹ سروس میں ہوتا ہے کہ جب وہ ہٹتے ہیں تو چارج دے کر ہٹتے ہیں کہ اب میں جارہا ہوں، ایک رمضان دوسرے رمضان کو چارج دیتا ہے، اسی لئے اپنے رمضان کو اچھا بنانا ہے، خاص طور پر یہ آخری عشرہ تو بہت اہم ہے۔ کبھی دس بھی ہوں گے، تو کبھی نو بھی ہوں گے۔ یہ بہت اہم ہیں اور حدیثوں میں اس کی زیادہ تاکید آئی ہے کہ آخری عشرہ میں شب قدر کو تلاش کرو۔ رمضان میں رات پر زور دیا ہے، کھانے پر نہیں۔ اس امت کو شب قدر دی گئی ہے اس کو کمالو۔ رمضان میں رات پر زور دیا ہے کہ اس رات کو کمالو۔ اگر رمضان نہیں تو اس رات کو کمالو۔

## اپنے آپ کو اللہ کے فضل کا حقدار بناؤ:

رمضان کی راتوں میں عبادتوں سے، توبہ واستغفار سے اپنی زندگی کو صحیح کرو۔ اللہ کا حق بھی ادا کریں اور بندوں کا حق ہے تو وہ بھی ادا کریں۔ اور اپنے آپ کو اللہ کے سامنے توبہ کرکے پاک وصاف بناویں یہاں تک کہ رمضان گذر گیا اور اللہ کی طرف سے مغفرت ہوگئی تو یہ خوش نصیب ہے۔ جس نے رمضان گذرنے پر بھی اپنی مغفرت

نہیں کرائی اس کے لئے بددعا ہے، حدیث میں ہے کہ رمضان گذر گیا اور مغفرت نہیں کرائی! کھاپی کر دن گذار دیئے! ایسے لوگوں کے لئے بددعاء ہے، اللہ کے رسول کی بھی اور جبرئیل کی بھی۔ اس لئے میرے دوستو! اپنے آپ کو اللہ کے فضل کا، اللہ کے کرم کا حقدار بنائیں، اللہ بہت قدر کرنے والے ہیں، بندوں کی عبادت، بندوں کی خدمت کی اللہ کے یہاں بڑی قدر ہے۔ اس لئے توبہ کریں اور اپنی ذمہ داریوں کو خوب اچھی طرح سنبھالیں، نمازوں کا اہتمام کریں۔ رمضان میں نمازی بن جاویں، ایسا نمازی کہ آئندہ کبھی چھوٹے نہیں۔

## آخرت کا بوجھ اٹھانا سیکھو:

یاد رکھو! دنیا کا کوئی کام بوجھ لئے بغیر بنتا نہیں ہے۔ شادی کرنی ہے تو بوجھ پڑے گا، مکان بنانا ہے تو بوجھ پڑے گا، علاج کرانا ہے تو بوجھ پڑے گا، بوجھ بغیر کام بنتا نہیں، اور لوگ بوجھ اٹھاتے بھی ہیں۔ تو جس طرح دنیا کے لیے بوجھ اٹھایا جاتا ہے، اپنی آخرت کے لیے بھی بوجھ اٹھاؤ۔ پہلی صف میں نماز پڑھنا، تکبیر اولیٰ کے ساتھ نماز پڑھنا، باجماعت نماز پڑھنا یہ نفس پر بوجھ ہے، اس بوجھ کو اٹھانے میں ہی کامیابی ہے، یہ پکی بات ہے کہ جس طرح دنیا کا کام بغیر بوجھ اٹھائے نہیں بنتا، کتنے پاپڑ بیلنے پڑتے ہیں، پھر کبھی ہوتا ہے، کبھی نہیں بھی ہوتا۔ ایسے ہی آخرت کا کام ہے کہ اس کا بوجھ لیں کہ مجھے یہ کام کرنا ہے چاہے کچھ بھی ہوجائے پھر اللہ کی مدد آئے گی۔ اللہ اس کو آسان کردیں گے اور آسان کرتے ہی چلے جائیں گے۔

## نفس گبھراتا ہے اور پیچھے ہٹتا ہے:

اس لئے ہمت کرنی ہے اور بوجھ اٹھانا ہے ورنہ نفس گبھراتا ہے اور پیچھے ہٹتا ہے،اس لئے پیچھے نہ ہٹیں ، اللہ کہتے ہیں کہ حکم کو پورا کرنے میں آگے بڑھو، جلدی کرو۔ بوجھ اٹھائے بغیر کام نہیں بنتا۔ بوجھ اٹھائیں گے تو کام آسان ہوجائے گا۔شیطان تو بہکاتا رہے گا کہ آج نہیں کل! آج نہیں کل! اور یونہی زندگی پوری ہوجائے گی۔اس لئے توبہ کرنی ہے، استغفار کرنا ہے،اور اللہ کا جوحق ہے وہ ادا کرنا ہے اوردوسروں کے حقوق کوبھی ادا کرنا ہے،اس طرح اپنی زندگی صاف ستھری بنانی ہے۔صاف ستھری زندگی لیکراللہ کے پاس جانا ہے۔

اس لئے دعاءبھی مانگیں اورمحنت بھی کریں۔

☆☆☆☆☆☆

﴿۳﴾

# دین کی محنت

17 June 17 (22 Ramdhan 38)

بتاریخ: ۱۷/ جون ۲۰۱۷ء مطابق ۲۲/ رمضان المبارک ۱۴۳۸ھ

بمقام: خانقاہ محمودیہ جامعہ علوم القرآن، جمبوسر

## اقتباس

فرمایا کہ اگر دنیا کا تعلق بڑھ گیا اور اس کی محبت اندر آ گئی تو پھر اس کو عبادت کا کوئی مزہ نہیں آئے گا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام یہی فرماتے تھے کہ جس طرح بیمار آدمی کو کھانے پینے کی چیزوں میں مزہ نہیں آتا، بیمار آدمی کی طبیعت کھانے پینے کو نہیں چاہتی۔ ایسے ہی اگر دنیاداری کسی کو لگ گئی تو وہ کسی عبادت میں مزہ آنے نہیں دیتی۔ اس کو عبادت بوجھ محسوس ہوتی ہے کہ کب ختم ہو، کب ختم ہو۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ، وَالصَّلوٰۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ ، وَعَلٰی آلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ، اَمَّا بَعْدُ !

## کامیابی کس کے لئے ہیں؟:

میرے پیارے دوستو! جب آدم علیہ السلام کو زمین پر بسایا گیا تو ان کو ایک پیغام دیا تھا یعنی ایک ذمہ داری دی تھی اور یہ فرمایا تھا کہ باقی جو ساری ضرورتیں ہیں وہ سب ہم پوری کردیں گے، بلکہ ہم تو اس کا انتظام بھی کر چکے ہیں۔ تمہیں تو ایک کام کے لئے پیدا کیا ہے اور وہی سبق ابھی تک چل رہا ہے اور اخیر تک رہے گا، ان ذمہ داریوں پر عمل کرنے سے اللہ تعالیٰ سارے حالات ٹھیک کردیں گے۔ حضرت آدم علیہ السلام کو یہ بات سمجھائی گئی کہ تمہارے ساتھ ساتھ ہمارے احکام بھی زمین پر اتریں گے۔ ہمارے حکم بھی آئیں گے، ہدایت بھی آوے گی۔ جو اِن ہدایت کی باتوں کو قبول کرے گا اور اپنی زندگی حکم والی بناوے گا وہ کامیاب ہوگا اور جو اس پر عمل نہیں کرے گا وہ نامراد ہوگا۔

## زندگی کو ہدایت والی بناؤ:

حضرت آدم علیہ السلام کی تمام اولاد کے لیے یہ سب سے پہلا پیغام ہے اور وہ ہی آخر تک کے لیے ہے۔ اسی کو چلانے کے لئے، سمجھانے کے لئے اللہ تعالیٰ نے

انبیاء علیہم السلام کو مبعوث فرمائے۔ حضرت آدم علیہ السلام کے تقریباً ایک ہزار سال بعد حضرت نوح علیہ السلام آئے، جس وقت کہ لوگ اس پیغام سے ہٹ گئے تھے، نئی نئی باتیں شروع کر دی تھی اور حق بات پر چلنے کے لئے وہ تیار نہیں تھے۔ اسی طرح نوح علیہ السلام کے بعد دوسرے انبیاء علیہ السلام آئے۔ اخیر میں حضرت محمد ﷺ آئے اور وہی بات کہی کہ زندگی کو ہدایت والی بناؤ تا کہ زندگی سیدھے راستے پر رہے، اور اعمال کے ذریعہ سے اپنے اندر صفات پیدا کرو۔ یہ تقاضا ہوتا ہے۔

## عمل میں مضبوطی سے صفات پیدا ہوتی ہیں:

آدمی جب اپنے عمل میں مضبوط بنتا چلا جاتا ہے تو اس میں صفات پیدا ہوتی ہیں، غلط صفات بھی اور صحیح صفات بھی۔ چوری کرتے کرتے آدمی چور بن جاتا ہے، جھوٹ بولتے بولتے جھوٹا کہلاتا ہے۔ ایسے ہی سچ بولتے بولتے سچا بن جاتا ہے، ذکر کرتے کرتے ذاکر اور علم لیتے ہوئے عالم کہلانے لگتا ہے، الغرض آدمی کی زندگی میں ماحول سے اور محنت سے صفتیں پیدا ہوتی ہیں۔ آدمی جس ماحول میں رہتا ہے ویسی صفات اس میں پیدا ہوتی ہیں، اچھے ماحول اور اچھی صحبت میں رہے تو اچھائی آتی ہے، غلط ماحول میں رہے تو زندگی غلط بنے گی۔ صحیح محنت میں رہے تو صحیح صفات پیدا ہوتی ہیں، غلط محنت میں رہے تو غلط صفتیں پیدا ہوتی ہیں۔

## پابندی میں ساری خیر اور آزادی میں سارا شر چھپا ہوا ہے:

میرے دوستو! بُری صفتوں کا آدمی ذمہ دار ہے کہ ایسا کیوں کیا؟ اور صحیح صفت

ہے تو آدمی کو اللہ تعالیٰ کامیاب اور سرفراز کرتے ہیں، اس لئے زندگی آزاد نہیں بنانا ہے، بلکہ زندگی کو پابند کرنا ہے۔ساری خیر پابندی میں ہے۔سارا شر آزادی میں ہے۔ہم جس دور سے گذر رہے ہیں وہ آزاد دور ہے یعنی جس کو جو چاہے کرے کوئی پوچھنے والا نہیں ہے۔

## خیر کی صفت کو بڑھاؤ اور شر کی صفت کو دباؤ:

اللہ تعالیٰ نے آدمی میں دونوں قسم کے وصف رکھے ہیں، وہ متقی اور پرہیزگار بھی بن سکتا ہے اور فاسق وفاجر بھی بن سکتا ہے۔"فَأَلْهَمَهَا فُجُورَهَا وَتَقْوٰهَا" دونوں صفتیں اللہ نے رکھی ہیں، اس کا تقاضا یہ ہے کہ ایک صفت کو بڑھانا ہے اور ایک صفت کو دبانا ہے۔پابندی والی صفت کو بڑھاؤ اور جو صفت فساد پیدا کرنے والی ہے اسے دباؤ۔تمام عبادتوں کے یہی ثمرات پیدا ہوتے ہیں۔نماز برائیوں سے روکے گی، کیوں کہ آدمی برائی بھی کرسکتا ہے، بھلائی بھی کرسکتا ہے۔ بھلائی بڑھے اس کے لیے نماز ہے،"اَلصَّلٰوةُ خَيْرُ مَوْضُوعٍ "اللہ کی دی ہوئی چیزوں میں نماز ایک بہترین چیز ہے ،اور نماز نور ہے۔

جس طرح دنیا اندھیرے اور اجالے کی جگہ ہے ایسے آدمیوں کے دل بھی اندھیرے اور اجالے کی جگہ ہے۔دل میں اندھیرا بھی ہوتا ہے اور دل میں نورانیت بھی آتی ہے۔دل میں فساد بھی آتا ہے، فسق وفجور بھی آتا ہے، صلاح وتقوی بھی آتا ہے۔محنت اور مجاہدہ اس بات کا ہے کہ جو صفات خیر کی ہیں انہیں بڑھاؤ، جیسے آدمی

کا بدن بیماری بھی لیتا ہے اور تندرستی بھی لیتا ہے۔اب کیا کرنا ہے؟ کرنا یہ ہے کہ تندرستی کا خیال رکھواور اپنی صحت اور تندرستی سنبھالو، کیوں کہ اگر اس کا خیال نہ کیا تو بیماری آئے گی۔فقہاء بھی یہی کہتے ہیں کہ تندرستی کی حفاظت کرو، کیوں کہ تندرستی ہوگی تو عبادت کرے گا،تندرستی نہیں ہوگی تو کچھ نہیں کر پائے گا،صرف پلنگ پر پڑا رہے گا۔ تندرستی ہوگی تو دین کا بھی کرے گااور دنیا کا بھی کرے گا۔

## اپنی ذات کی اصلاح واجب ہے:

آدمی کواللہ نے ایسا بنایا کہ وہ فسادی بھی بن سکتا ہےاور متقی بھی بن سکتا ہے۔اللہ تعالیٰ نبیوں کواسی لیے بھیجتے ہیں کہ لوگوں کوان کے غلط ماحول میں سے،فساد میں سے نکالے،''لِتُخرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمَاتِ اِلَی النُّورِ'' کہ انہیں اندھیرےاورفساد میں سے نکالو۔اس لئے ہمارےاوپر ذمہ داری بنتی ہے کہ اپنے آپ کوفساد سے نور کی طرف نکالے۔لہذا ہر آدمی پر واجب ہے کہ اپنی ذات کی اصلاح کرے۔اس بات کی فکر کرے کہ میرے اندر صحیح صفات پیدا ہوں،صحیح اعمال پیدا ہوں۔اللہ کا ڈر پیدا ہو۔

## اللہ کا ڈر خیر اور اللہ کی ذات کی طرف مائل کرتا ہے:

اس لئے ایسا ایمان بناوے کہ جو اسے اللہ سے ڈراوے۔ایمان کا سب سے پہلا تقاضا یہ ہے کہ اللہ کا ڈر پیدا ہو۔اللہ کا ڈر خیر کی طرف لے جائے گا، بلکہ اللہ کا ڈر اللہ کی طرف بھی لے جاتا ہے۔اللہ کے ماسوا کا ڈر آدمی کواس سے دور کرتا ہے، جیسے سانپ کا ڈر آدمی کوسانپ سے دور کرتا ہے۔آگ کا ڈر آگ سے دور کرے گا۔لیکن اللہ کا ڈر اللہ کی

طرف لے جائے گا۔ یہ خاص بات ہے کہ جو اللہ سے ڈرے گا وہ اللہ کی طرف جائے گا۔ حضور ﷺ کے زمانے میں جب کوئی بات پیش آجاتی تو حضور ﷺ مسجد کی طرف تشریف لے جاتے تھے، جیسے ہوا تیز ہوگئی، آندھی آگئی، تو فوراً مسجد تشریف لے جاتے تھے۔ کیوں کہ یہ اللہ کی طرف سے ہے اس لئے اللہ کے پاس جاؤ۔

## اللہ کا ڈر کیسے پیدا ہو؟

میرے دوستو! اللہ سے ڈرو، اللہ کا ڈر پیدا کرنے کے لئے اللہ نے جن باتوں سے ڈرایا ہے، اس کو خوب سنو۔ اللہ نے بہت ساری باتیں ڈرنے کی بتائی ہیں کہ اسے سنو اور اس سے ڈرو۔ اللہ تعالیٰ اپنے رسولوں کے ذریعہ سے ڈرنے کی باتیں سناتے ہیں کہ جہنم اور اس کی آگ سے ڈرو۔ اس کی سزاؤں سے، اس کے سانپ بچھوؤں سے، وہاں کے اندھیرے سے، قبر کی تنگی سے ڈرو۔ انبیاء کرام ان چیزوں کو سناتے ہیں۔ اس کو سننے سے اللہ کا ڈر پیدا ہوتا ہے۔

## سب سے زیادہ ڈرنے کی جگہ قبر ہے:

حضور ﷺ فرماتے تھے کہ قبر سے زیادہ گھبراہٹ والی جگہ میں نے کوئی جگہ نہیں دیکھی۔ ''مَارَأَیْتُ مَنْظَراً اَفْضَحُ مِنَ الْقَبْرِ '' سب سے زیادہ ڈرنے کی جگہ قبر ہے۔ اس گھبراہٹ کا کیا علاج ہے؟ یاد رکھو! قبر کی گھبراہٹ سے بچانے والی اللہ کے ذکر سے زیادہ طاقتور کوئی چیز نہیں ہے، اس لئے اللہ کا ذکر کرو، اللہ کو یاد کرو۔ اس سے کیا ہوگا؟ اس سے قبر کی گھبراہٹ میں نجات ملے گی۔ پھر فرمایا کہ جیسے ہَوَا جب رُک جاتی

ہےتو حبس ہوتا ہے، پسینے آنے لگتے ہیں،اسی طرح قبر میں ایک طرح کا حبس ہوتا ہے جس کو ہم ''باف'' بھی کہتے ہیں۔اس کا علاج کیا ہے؟ فرمایا کہ اس کا علاج یہ ہے کہ صدقہ کرو۔تمہارا صدقہ قبر کی تنگی اور باف (حبس) کو دور کرتا ہے۔

## ڈر آدمی کے اندر بہت زیادہ اثر پیدا کرتا ہے:

ہمیں ڈرنے کی باتیں بھی بتائیں اوراس کا علاج بھی بتایا کہ دوزخ کی آگ سے بچنے کی راہیں اختیار کرو۔صدقہ کرو چاہے کھجور کا ایک ٹکڑا ہی کیوں نہ دینا پڑے۔یہ جہنم کی آگ سے بچاؤ کا ذریعہ بنے گا۔اللہ تعالیٰ اپنے نبیوں کے ذریعہ سے یہ باتیں سناتے ہیں کہ ڈرو۔ڈر آدمی کے اندر بہت زیادہ اثر پیدا کرتا ہے۔کسی چیز کا ڈر ہوگا تو آدمی وہاں سے ہٹے گا اور دور بھاگے گا،نہیں تو وہیں پر پڑا رہے گا۔

حدیث شریف میں ہے کہ ''مَنْ خَافَ اَدْلَجَ ومن اَدْلَجَ بَلَغَ الْمَنْزِلَ''یعنی جو ڈرا وہ جلدی چلا، یہ قاعدہ کی بات ہے کہ آدمی جس چیز سے ڈرتا ہے جلدی کرتا ہے کہ گاڑی چلی جائے گی، دوکان بند ہو جائے گی وغیرہ وغیرہ۔تو گویا کہ ڈر کی وجہ سے جلدی جائے گا۔ایسے ہی جو اللہ سے ڈرے گا وہ اللہ کی طرف جلدی جائے گا۔اللہ کے حکموں کو پورا کرنے میں جلدی کرے گا،یہی نبیوں کی صفات ہیں کہ ''یَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ وَيَخَافُوْنَ سُوْءَ الْحِسَابِ '' وہ اللہ سے ڈرتے ہیں اوراپنے حساب وکتاب کی فکر میں رہتے ہیں اور یہی لوگ ہیں جو نیکی کرنے میں جلدی کرنے والے ہیں ''يُسَارِعُوْنَ فِي الْخَيْرَاتِ ''اس لئے ڈر کی باتیں بھی سنی ہیں۔

## انبیاء کرام علیہم السلام کا کام:

اللہ تعالیٰ نے اپنے نبیوں پر وہ باتیں نازل کی ہیں جس سے ڈر پیدا ہوتا ہے، اس کو وعید بھی کہتے ہیں۔ پھر انبیاء سے اس ڈر کا علاج بھی پوچھو کہ علاج کیا ہے؟ تو وہ علاج بھی بتاویں۔ ایسے ہی انبیاء کرام علیہم السلام بشارتیں بھی سناتے ہیں، خوشخبریاں سناتے ہیں کہ اللہ آپ کو یہ دیں گے، وہ دیں گے، اللہ نے آپ کے لیے یہ تیار کیا ہے۔ اللہ تمہیں یہ برکت دیں گے۔ رسول اللہ ﷺ جنت کا بیان کرتے تھے، تو صحابہ کہتے تھے کہ ایسا ہوتا تھا کہ گویا جنت کا منظر سامنے آ گیا ہے۔ انبیاء علیہم السلام جنت وجہنم سناتے ہیں، حساب کتاب سناتے ہیں، وعدے اور وعیدیں سناتے ہیں۔ اس کا سننا اور سنانا پھر اس کا علاج اور طریقہ بتایا کہ جنت حاصل کرنی ہے تو اس کا طریقہ یہ ہے اور جہنم سے بچنا ہے تو اس کا یہ طریقہ ہے۔ اس کے لیے یہ یہ عمل ہیں۔

## دنیا کی محبت سے عبادت کا مزہ ختم ہو جاتا ہے:

ڈر کی باتوں کو سننے سے اندر ایمان بنتا ہے، یقین تیار ہوتا ہے، اللہ کی طرف رجوع بڑھتا ہے۔ اس لئے دین کی ان مجلسوں کا ہونا ضروری ہے اور فرمایا کہ ایسی مجلسوں میں بیٹھو جو اللہ کی طرف رجوع بڑھاوے۔ دنیا کی محبت اور دنیا کا تعلق کم کراوے کیوں کہ اگر دنیا کا تعلق بڑھ گیا اور اس کی محبت اندر آ گئی تو پھر اس کو عبادت کا کوئی مزہ نہیں آئے گا۔

حضرت عیسی علیہ السلام یہی فرماتے تھے کہ جس طرح بیمار آدمی کو کھانے پینے کی

چیزوں میں مزہ نہیں آتا، بیمار آدمی کی طبیعت کھانے پینے کو نہیں چاہتی۔ ایسے ہی اگر دنیاداری کسی کو لگ گئی تو وہ کسی عبادت میں مزہ آنے نہیں دیتی۔ اس کو عبادت بوجھ محسوس ہوتی ہے کہ کب ختم ہو، کب ختم ہو۔

## نفس پر قابو کر کے اللہ کی عبادت کرو:

ان چیزوں کا علاج یہ ہے کہ اپنے نفس پر قابو کر کے اللہ کی عبادت کریں، اور نفس پر عبادت کا بوجھ ڈالیں، اس کی ایسی مثال دی جیسے پالتو جانور کہ اگر اس کو چھوڑ دو وہ بے قابو ہو جائے گا اور کسی کو ھلاک کرے گا۔ اس لئے اس کو پالتے ہیں اور کام کا بناتے ہیں۔ اس کو سدھاتے ہیں، تاکہ وہ کام کرے، اگر اس کو ایسا نہ کیا جائے تو وہ آوارہ ہو جائے گا۔ اس کی ناک میں نکیل اور گلے میں رسی ڈالتے ہیں، یہ سب اس کو پابند کرنے کے لئے ہے، نہیں تو وہ خود بھی ہلاک ہوگا اور دوسروں کو بھی ہلاک کرے گا، یہاں تک کہ مالک کو بھی ہلاک کر دے گا، ایسے ہی آدمی کا نفس ہے کہ اگر اس کو عبادت کا بوجھ نہیں دیا گیا، دین کے کاموں کا بوجھ اس پر نہ ڈالا گیا تو وہ آوارہ بن جائے گا۔ آج جو زندگیاں آوارہ ہو چکی ہیں، قابو میں نہیں ہیں اس کی وجہ یہی ہے کہ اس پر عبادت کا بوجھ ڈالا نہیں گیا۔

## دین کے بعد آنے والی دنیا برکت والی ہوتی ہے:

اس لئے میرے بھائیو! ہمیں دین دیا گیا ہے، دین کی محنت دی گئی ہے کہ اپنے آپ کو اس محنت میں چلاؤ، اس محنت کو اپنے ذمے لو تاکہ یہ بیماری نکل جائے، پھر

زندگیوں میں دین آئے گا۔دین آنے کے بعد پھر جو دنیا آئے گی وہ برکتوں والی ہوگی۔باقی دنیا تو آنے ہی والی ہے، بے دینی میں بھی آئے گی اور دین داری میں بھی آئے گی، لیکن جو دنیا بے دینی میں آئے گی وہ الجھنوں والی ہوگی، آدمی کو پھانس دے گی، نہ ادھر کا رہے گا نہ اُدھر کا۔دنیا کی بے برکتی یہ ہے کہ دنیا تو بہت آتی ہے اور آدمی اس میں سے فارغ ہی نہیں ہوتا اور اگر برکت والی ہوتی ہے تو چاہے وہ تھوڑی ہو لیکن اس کی برکت کی وجہ سے دنیا کی مشکلات اور مسائل آسان ہو جاتے ہیں۔

## برکت کے دو اسباب:

اللہ تعالیٰ انبیاء علیہم السلام کو برکتیں دیتے ہیں اور برکتوں کے ذریعہ ان کی مشکلات کو آسان کر دیتے ہیں۔ برکت آتی ہے ایمان اور تقوی سے، آدمی ایمان والا بنا، یقین والا بنا، خدا کے خوف والا بنا، اور اپنے آپ کو طریقوں کا پابند بنایا تو اب اللہ تعالیٰ اس کو دنیا میں برکتیں دیں گے اور برکت دے کر دنیا کے کاموں کو آسان کریں گے۔

## زندگی گذارنا مقصود نہیں بنانا مقصود ہے:

اس لئے میرے دوستو! زندگی کو بنانا ہے۔زندگی کو گذارنا مقصود نہیں، زندگی بنانا مقصود ہے۔باقی زندگی تو ہر حال میں گذرے گی اور گذارنا ہمارے قابو میں بھی نہیں، وہ تو روزانہ گذرتی ہے، سورج نکلتا ہے، ڈوبتا ہے، سالوں سال گذر گئے۔مسئلہ زندگی گذارنے کا نہیں ہے، مسئلہ زندگی بنانے کا ہے۔ہماری زندگی عمل والی اور صفات والی

بنیں، ہماری زندگی میں اخلاق اوراعمال پیدا ہوجاویں۔ جس کے نتیجہ میں ہم اللہ کا حق ادا کرنے والے بنیں، اللہ کے بندوں کا حق ادا کرنے والے بنیں اوراپنی ذات کا حق ادا کرنے والے بنیں۔

## اپنی ذات کا حق پہچانو:

آج کل لوگ اپنی حاجت تو خوب جانتے ہیں لیکن اپنی ذات کا حق نہیں جانتے۔ بھوک، پیاس، کپڑا، دوا یہ سب حاجتیں کہلاتی ہیں، ان کو تو سب جانتے ہیں، باقی اپنی ذات کا کیا حق ہے، یہ کسی کو معلوم نہیں ہے۔ حاجت تو جانور کو بھی معلوم ہوتی ہے وہ پیاسا ہوتا ہے پانی کی تلاش میں جاتا ہے۔ بھوکا ہوگا تو کھانے کی تلاش میں لگ جاتا ہے، سردی گرمی میں جگہ تلاش کرتا ہے۔ ہر جاندار کو حاجت معلوم ہوجاتی ہے۔ لیکن ہمارے لیے خاص بات یہ ہے کہ حاجت کے ساتھ حق بھی جانو۔ کیوں کہ ہم سے حساب وکتاب ہوگا۔ جانوروں سے حساب وکتاب نہیں ہوگا۔ جانور تو اس دن مٹی ہوجائیں گے، جب کہ ہم سے حق کا مطالبہ ہوگا اور حق کا انعام بھی ملے گا۔

## دوزخ سے بچنے کا راستہ:

اصل حق آدمی پر یہ ہے کہ ہر آدمی اپنے آپ کو دوزخ سے بچاوے۔ یہ اس کی ذات کا اس پر حق ہے، اگر یہ دوزخ سے اپنے آپ کو نہیں بچائے گا تو کوئی وکیل بچانے والا نہیں ہوگا۔ دنیا میں تو اپنے بچاؤ کے لئے وکیل کھڑا کردیتے ہیں، آخرت میں ایسا نہیں چلے گا، خود ہی اپنا بچاؤ کرنا ہوگا۔ ’’فَاتَّقُوا النَّارَ فَلَوْبِشِقِّ التَّمَرَاتٍ ‘‘ وہاں تو اللہ

اور بندہ دو ہی ہوں گے، تیسرا کوئی نہیں ہوگا۔ اللہ پوچھیں گے تو اس کو جواب دینا پڑے گا۔ سامنے آگ ہوگی، اسکے دائیں بائیں اعمال ہوں گے۔ اس لئے یہ حق ہے کہ آدمی اپنے آپ کو دوزخ کی آگ سے بچاوے۔

حضرت علیؓ فرماتے تھے کہ دوزخ سے بچنے کا ایک ہی راستہ ہے کہ دین سیکھو، جیسے راحت اور آرام کے لیے دنیا کی دوسری چیزیں سیکھتے ہیں، ایسے ہی دوزخ سے بچنے کے لئے دین سیکھو۔ ایمان، اعمال اور اخلاق سیکھو، پھر دوزخ سے بچاؤ ہوجائے گا اور وہ کامیاب ہوگا۔ باقی دنیا کی کوئی شکل چاہے وہ مال کی ہو یا مرتبہ کی ہو دوزخ سے بچاؤ کے لیے کچھ کام نہیں دے گی۔ یہ تو ضرورت پوری کرنے کے لیے ہیں، کامیابی کے لیے نہیں ہے۔ کامیاب کرنے کے لیے اللہ نے ہم کو دین وایمان دیا ہے۔ اس لئے ہر آدمی کی ذمہ داری ہے کہ دین کو سیکھیں، پوچھیں تاکہ نجات حاصل ہو۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرماوے۔

## دین کی محنت سے آخرت کا شوق پیدا ہوتا ہے:

یہ مذاکرے اسی لیے ہیں کہ ہم اپنی ذات کا حق سمجھیں۔ اور اس کے لیے ایک ہی راستہ ہے کہ دین سیکھیں، دین کی محنت کریں۔ دین کی محنت میں اللہ کے راستے میں جائیں تاکہ دین کا شعور آوے۔ یاد رکھو! اللہ کے راستے میں جانے سے علم نہیں آتا لیکن دین کا دھیان ضرور بنے گا، آخرت کا شوق پیدا ہوگا، اپنی ذمہ داری کا احساس ہوگا۔ اسی کے لئے ہمیں جہالت سے نکلنا ہیں، جہالت میں سے نکلیں گے تو حقوق

ادا کرنے والے ہوں گے۔ جہالت میں رہ کر کوئی آدمی بھی حق ادا نہیں کر سکتا۔ جہالت تو جہنم میں لے جاتی ہے۔

اس لئے اللہ تعالیٰ سے ان مبارک دنوں میں خوب مانگیں کہ اللہ تعالیٰ ہماری صحیح رہبری کرے اور ہم صحیح راستے پر آجاویں، اور کامیاب ہو کر دنیا سے نکل جائیں۔ اللہ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرماوے۔ آمین

☆☆☆☆☆☆

﴿۴﴾

# اللہ والوں کی صحبت

18 June 17 (23 Ramdhan 38)

بتاریخ: ۱۸/جون ۲۰۱۷ء مطابق ۲۳/رمضان المبارک ۱۴۳۸ھ

بمقام: خانقاہ محمودیہ جامعہ علوم القرآن، جمبوسر

## اقتباس

مولانا یوسف صاحبؒ فرمایا کرتے تھے کہ آدمی کو غرض ناپسند ہوتی ہے، کیوں کہ یہ آدمی سے پیدا ہوئی ہے اور آدمی منی سے پیدا ہوا ہے جو کسی کو بھی پسند نہیں ہے۔ لہذا غرض کسی کو پسند نہیں ہوتی کہ یہ تو مطلبی ہے۔ اسی طرح دین ومذہب میں غرض کو کوئی جگہ نہیں، جو غرض سے آئے گا وہ دنیا ہی لے گا، دنیا ہی بنائے گا، چاہے دین کا نام لے۔ حدیثوں میں آتا ہے کہ قرآن بھی پڑھا تا تھا، جہاد بھی کیا، سخاوت بھی کی، اور اللہ کہتے ہیں یہ دوزخی ہے۔ کیوں؟ کیوں کہ انھوں نے یہ سب غرض کے لیے کیا ہے۔ میرے لیے کچھ بھی نہیں کیا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ۔ وَالصَّلاۃُ والسَّلامُ عَلیٰ سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ وَعَلیٰ آلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ ! اَمَّا بَعْد :

## دنیا خیر وشر کا مجموعہ ہے:

ایک حدیث پاک میں یوں ہے:"طُوبٰی لِعَبْدٍ جَعَلَہُ اللّٰہُ مِفْتَاحًا لِلْخَیْرِ وَمِغْلَاقاً لِلشَّرِّ" حدیث شریف کا ٹکڑا ہے،اس کا مطلب یہ ہے کہ خوش نصیبی ہے اس بندے کے لیے جس کو اللہ تعالیٰ خیر کے پھیلنے کا ذریعہ بنائے اور خوش نصیبی ہے اس بندے کے لیے جس کو اللہ تعالیٰ شر کے مٹنے کا ذریعہ بنائے۔ یہ بہت اونچی بات ہے۔ دنیا خیر وشر کا مجموعہ ہے۔ جیسے دنیا میں اندھیرا اور اجالا ہوتا ہے،رات اور دن ہوتا ہے۔ ویسے ہی دنیا میں خیر وشر دونوں ہیں، دونوں چیزیں ظاہر ہوتی ہیں اور دونوں کے ظاہر ہونے کے اسباب ہوتے ہیں اور بندے ہوتے ہیں، خیر کا ذریعہ بھی بندے بنتے ہیں اور شر کا ذریعہ بھی بندے بنتے ہیں۔ یہ شروع سے چلا آ رہا ہے۔

## یہ دنیا ایک اکھاڑا ہے:

اللہ تعالیٰ نے جب دنیا بنائی تو جہاں حضرت آدم علیہ السلام اترے وہیں ابلیس بھی اترا ہے۔ دونوں کو نیچے بھیجا ہے، "اِھْبِطُوْا" دونوں نیچے جاؤ۔ آدم علیہ السلام بھی

اترے اور ابلیس ملعون بھی اترا۔اس لئے کہتے ہیں کہ یہ دنیا اکھاڑا ہے۔خیر وشر کی کشتی ہے۔ خیر کمانے والوں کو خیر ملتی ہے اور شر کمانے والوں کو شر ملتا ہے۔اس لئے کہا ”اَفۡضَلُ البِلاَدِ عِنۡدَاللّٰہِ مَسَاجِدُھَا وَاَبۡغَضُ البِلاَدِ عِنۡدَاللّٰہِ اَسۡوَاقُھَا“ کہ بہترین جگہ مساجد اور بدترین جگہ بازار ہے، یوں مقابلہ ہوتا ہے۔سب بازاروں کا ایک ہی حکم ہے ،چاہے مکے کا بازار ہو، چاہے مدینے کا بازار ہو۔وہ بھی غافل کرنے والے ہیں اور غیر خدا کی طرف مائل کرنے والے ہیں۔

## انسان میں خیر وشر دونوں کا مادہ رکھا گیا ہے:

اللہ تعالیٰ نے آدمی میں خیر وشر دونوں کا مادہ رکھا ہے،”فَاَلۡھَمَھَا فُجُورَھَا وَتَقۡوَاھَا “ کہ آدمی کے اندر فسق وفجور کی بھی طاقت ہے اور تقوی وطہارت کی بھی طاقت ہے۔یہ اپنے آپ کو پابند و پرہیز گار بھی بنا سکتا ہے اور یہ اپنے آپ کو فاسق وفاجر بھی بنا سکتا ہے۔دنیا میں خیر وشر کا ہونا کہ اس میں اللہ کی حکمت ہے۔خیر کے اسباب بھی پیدا ہوں گے اور شر کے اسباب بھی پیدا ہوں گے۔دنیا یوں ہی چلتی رہے گی۔اللہ تعالیٰ اپنے رسولوں کے ذریعہ سے یہ بتانا چاہتے ہیں کہ خیر حاصل کرو۔اس لئے فرمایا کہ خوش نصیب ہے وہ بندہ کہ جس کو اللہ تعالیٰ خیر پھیلنے کا ذریعہ بناوے اور شر کے مٹنے کا ذریعہ بناوے۔اس لئے دنیا میں خیر وشر کو جاننا پڑے گا۔خیر کیا چیز ہے؟ شر کیا چیز ہے؟ بھلائی کیا ہے؟ برائی کیا ہے؟ نیکی وبدی،ان سب کو جاننا ضروری ہے،اس لئے اللہ تعالیٰ نے اپنی کتابیں اتاری ہیں۔سارا خیر اس میں ہے۔آخر میں قرآن شریف آیا کہ وہ پورا کا پورا

خیر ہے۔ بہترین امت کو بہترین چیز دی گئی ہے، وہ قرآن کریم ہے۔ لہذا اس کو سیکھیں ،اس کو سکھاویں۔ "خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَهُ" صرف پڑھنے کو نہیں فرمایا بلکہ یوں کہا کہ سیکھو۔ پڑھنے کا درجہ پہلے ہوتا ہے۔ بچہ پہلے پڑھتا ہے اور کچھ نہیں جانتا کہ اس کا کیا مطلب ہے۔ یہ بھی خیر ہے مگر یہ پہلا درجہ ہے۔ اس کو قراءت کہتے ہیں: "فَاقْرَؤُا" پھر اس سے آگے یہ ہے کہ اس کو سیکھو۔

## قرآن حضور ﷺ کا رہبر:

کتاب پڑھنے اور سیکھنے سے اللہ تعالیٰ سے تعلق پیدا ہوتا ہے، اللہ کی یہ کتاب اللہ کے رسول ﷺ کی بھی رہبر ہے۔ ہاں! حضور ﷺ کا رہبر قرآن شریف ہے، جب کوئی بات ہوتی تھی تو آیت نازل ہوتی تھی، وہ رہبری کرتی تھی۔ حضور ﷺ سارے انسانوں اور جناتوں کے رہبر ہیں اور قرآن آپ کا رہبر ہے۔ اس لئے قرآن شریف سیکھنا، سمجھنا اور اس پر عمل کرنا ضروری ہے۔ قرآن پر عمل کرانے کے لیے ہی رسول ﷺ کو بھیجا ہے۔ کتاب کے نزول کا کیا مطلب ہے یہ بات نبی سمجھاتے ہیں کہ اس کا یہ مطلب ہے اور اس کا یہ مطلب ہے۔ جو باتیں حضور ﷺ نے سکھائیں وہ صحابہ نے لے لی ہے۔ آپ کی صحبت میں رہ کر اس کو سیکھا پھر دنیا کو دیا، اس طرح بہترین راستہ طے ہوا اور بہترین راستہ تیار کیا۔

## جو دین کا پابند نہیں ہوگا وہ ماحول اور رواج کا پابند ہوگا:

بہتری کا یہی راستہ ہے کہ دین کو سیکھا جاوے اور اپنے آپ کو اس کا پابند بنایا

جائے۔اگر اپنے آپ کو دین کا پابند نہیں کیا تو وہ ماحول کی چیزوں کا پابند ہوگا، رواجوں کا پابند ہوگا۔اور اپنی عادت وطبیعت کا پابند ہوگا۔نبیوں سے لوگ یہی کہتے تھے کہ ہمارے باپ دادا جیسا کرتے تھے ہم ایسا ہی کریں گے۔باپ دادا گمراہ ہیں تو وہ بھی گمراہ ہوئے۔اس لئے میرے دوستو! دنیا کی خیر دین میں ہے اگر اس کو لیا تو ساری دنیا میں خیر آگئی اور اگر دین نہیں آیا تو ساری دنیا میں خیر نہیں آئے گی۔ساری خیر دین کی وجہ سے ہے۔دنیا والوں نے دین کو قبول کیا تو خیر ہی خیر ہے اور دین کو رخصت کر دیا تو کوئی خیر نہیں۔

## دین کا ماحول بناؤ:

اس لئے دین کی دعوت ہے، دین کی محنت ہے، دین کا سیکھنا سکھانا ہے، اپنے آپ کو دین کا پابند بنانا ہے۔دینی ماحول بنانا ہے۔اس لئے دین کا ماحول بناؤ۔جب ایک طبقہ دین کی محنت کرے گا تو ماحول بنے گا۔ماحول بنے گا تو لوگوں کو دین پر چلنا آسان ہوجائے گا۔ماحول نہیں ہوگا تو دین پر چلنا مشکل ہوجائے گا۔اس لئے کہا جاتا ہے کہ مل جل کر دین سیکھو، دین کی محنت کرو۔دین کی محنت کو لے کر دنیا میں پھرو، تاکہ اپنے اندر دینی رشتہ پیدا ہوجائے۔

## دنیا غرض سے ملتی ہے اور دین اخلاص سے ملتا ہے:

جب دین کی محنت ہوگی تو سارے مسلمان بھائی بھائی بن جائیں گے۔کالے گورے ،کسی بھی زبان کے ہوں، کسی بھی قوم کے ہوں، سب ختم ہوجائیگا اور سب بھائی بھائی بن

جائیں گے۔دعوت کا یہ اثر ہے کہ جب دعوت کی محنت ہوگی تو سب بھائی بھائی ہوجائیں گے۔ بھائی بن کر کام کرنا بہت ضروری ہے۔حضور ﷺ نے صحابہ کو بھائی بنایا، مواخاۃ کی۔ بھائی بن کر کام کرو، بھائی بن کر دین پر چلو۔ دین ہوگا تو بھائی بنیں گے اور دنیا ہوگی تو بھائی نہیں بنیں گے۔اپنی اپنی غرض کے تابع ہوجائیں گے۔دنیا غرض سے ملتی ہے اور دین اخلاص سے ملتا ہے۔اپنی غرض قربان کرے تو دین ملے گا، اور غرض ہے تو دنیا ہی آئے گی۔اس لئے آدمی کو غرض پسند نہیں آتی۔آپ نے کیسے میری بات میں ہاں کہہ دیا کہ آدمی کو غرض پسند نہیں آتی۔ بہت زمانہ پہلے کا واقعہ ہے،ایک صاحب ہمارے ساتھ پڑھتے تھے۔ان کی ایک بہن تھی۔ کچھ گڑ بڑ ہوگئی تو ان کی بہن کو طلاق ہوگئی۔اتفاق سے ہمارے وہ دوست ایک روز ہمارے گھر آئے۔ہم کھانا کھا رہے تھے۔دوسرے ایک صاحب میرے گھر آئے،کبھی نہیں آتے تھے،اور آکر کہنے لگے آپ کے یہاں مہمان آئے ہیں، میں نے کہا جی ہاں! آئے ہیں۔ پھر اس نے اس مہمان سے گفتگو شروع کردی کہ آپ مجھ کو نہیں پہچانتے؟ مہمان نے کہا کہ نہیں بھائی میں تو آپ کو نہیں پہچانتا۔ پھر وہ صاحب تعجب سے کہنے لگے کہ مجھ کو نہیں پہچانتے! میں بھی تعجب تھا کہ آخر ان کا کیا تعلق ہے۔اپنا تعلق ظاہر کرکے اور کھانے پینے کی بات کرکے پھر وہ چلے گئے۔میں اپنے ساتھی سے کہا کہ آخر کیا بات ہے؟ وہ کیا کہتا ہے؟ انہوں نے کہا کہ میری ایک بہن کو طلاق ہوئی ہے۔ یہ اس سے رشتہ کے چکر میں ہے۔ یہ غرض ہے کہ اس کی نظر اس سے رشتہ پر ہے، ورنہ کھانا وانا کچھ نہیں ہے،سب غرض ہے۔میری مثال سمجھ میں آئی؟ کہ وہ آیا، استقبال کیا، کھانے کی دعوت دی، پھر بھی اس مہمان کو پسند نہیں آئی؟ کیوں؟ کیوں کہ اس میں اس کی غرض تھی۔

## غرض مطلبی کا کوئی ٹھکانہ نہیں:

مولانا یوسف صاحبؒ فرمایا کرتے تھے کہ آدمی کو غرض ناپسند ہوتی ہے، کیوں کہ آدمی سے پیدا ہوتی ہے اور آدمی منی سے پیدا ہوا ہے۔ جو کسی کو بھی پسند نہیں ہوتا۔ غرض کسی کو پسند نہیں کہ یہ تو مطلبی ہے۔ اسی طرح دین و مذہب میں غرض کو کوئی جگہ نہیں۔ جو غرض سے آئے گا وہ دنیا ہی لے گا، دنیا ہی بنائے گا، چاہے دین کا نام لے۔ حدیثوں میں آتا ہے کہ قرآن بھی پڑھاتا تھا، جہاد بھی کیا، سخاوت بھی کی، اور اللہ کہتے ہیں یہ دوزخی ہے۔ کیوں؟ کیوں کہ انہوں نے یہ سب غرض کے لیے کیا ہے۔ میرے لیے کچھ بھی نہیں کیا۔

## ایمان واخلاص اصل چیز ہے:

اس لئے ایمان واخلاص اصل چیز ہے۔ ایمان کیا چیز ہے؟ تو فرمایا کہ اخلاص۔ اللہ کو اللہ مان کر اللہ کے لیے کرنا، کوئی دوسری غرض نہ ہو اس کو کہتے ہیں ایمان۔ اس لئے یہ دونوں صفتیں پیدا ہونا ضروری ہے، کلمہ طیبہ میں یہ دونوں باتیں ہیں، ایمان بھی ہے اور اخلاص بھی۔ کلمہ پڑھو اور اپنے آپ کو کلمہ والا بناؤ یعنی اللہ کی فرماں برداری اور تابعداری والا بناؤ، کلمہ زندگی بدلنے کا تقاضا کرتا ہے کہ اپنی زندگی بدلو۔ کلمہ پڑھنے کے بعد آپ کس کے ہو گئے؟ تو فرمایا کہ کلمہ پڑھنے کے بعد میں تو اللہ کا ہو گیا۔ میرے سارے کام اللہ کے لیے۔ ”قُلْ إِنَّ صَلَاتِيْ وَنُسُكِيْ وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ“ کہہ دو کہ میرا جینا مرنا، میری جانی مالی سب عبادتیں سب اللہ کے لیے ہیں

کسی اور کے لئے نہیں ہے۔اس لئے ایمان سیکھنے کے لئے ایمان کی محنت اور اخلاص سیکھنے کے لئے اخلاص والوں کی صحبت بہت ضروری ہے۔اللہ کی بڑائی،اللہ کی قدرت کو بولو،اس کو سوچو،اس کو سمجھاؤ،اوراس پر اعتماد کرواوراپنے آپ کواس کا پابند بناؤاور دوسروں کواس کی تلقین کرو،اس کی دعوت دو۔اوراخلاص والوں کی صحبت میں رہو۔نبی سب سے زیادہ اخلاص والے ہوتے ہیں، نبی کی کوئی غرض نہیں ہوتی۔کوئی طلب نہیں ہوتی،سوائے اس کے کہ اللہ کی بات چلے اوراللہ کے بندے اللہ سے جڑ جائیں۔اس لئے وہ محنت کرتے ہیں، خدمت کرتے ہیں، اخلاص سے پیش آتے ہیں،دین سکھاتے ہیں،صبر کرتے ہیں۔

## جتنا ایمان بنے گا اتنا آخرت کا دھیان بنے گا:

لہذا ایمان کے لیے ایمان کی محنت کرنا ہے،یعنی حکم والی زندگی گذارنے کے لیے حکموں والی محنت ہے۔جیسے بازار میں چیزوں والی محنت ہوتی ہے، وہاں سے چیزیں آتی ہیں، جاتی ہیں،لوگ لیتے ہیں، بیچتے ہیں۔اسی طرح ایمان کی محنت مسجدوں سے ظاہر ہوتی ہے۔اللہ کی بات ،اللہ کی محنت،اللہ کی چیزیں سکھانا یہ ایمان کی محنت ہے، ایمان کی محنت سے ایمان بنے گا۔جتنا ایمان بنے گا ،آخرت کا دھیان بنے گا۔جتنا ایمان کمزور ہوگا،اتنا آخرت سے غافل ہوگا اور دنیا سے دھوکا کھائے گا۔اس طرح آدمی دنیا سے دھوکہ کھاتا ہے کہ دنیا سے جو امیدیں بندھی تھیں وہ پوری نہیں ہوئیں،اور پھر آخرت میں حسرت اور پچھتاوا ہوتا ہے۔اس لئے آگاہ کیا ہے کہ

اپنے آپ کو خیر کا ذریعہ بناؤ۔سیکھو اور سیکھاؤ اور آخرت بناؤ۔دین سیکھنے سے، دین سیکھانے سے اور دین پر چلنے سے آخرت بنتی ہے۔اس لئے مل جل کر، صحبت میں رہ کر دین سیکھیں یہ اصلی طریقہ ہے۔

## اللہ والوں کی صحبت دین سیکھنے کے لیے ہے:

اس لئے میرے بھائیو! اللہ والوں کی صحبت میں دین سیکھو، ان کی صحبت دین سیکھنے کے لیے ہے، جیسے گھر میں لڑکیاں کھانا پکانا، چولہا سب کچھ بڑی عورتوں کی صحبت میں رہ کر سیکھتی ہیں، کوئی کاغذ، قلم یا کتاب نہیں ہوتی۔کھانا بنانے کے لیے کتابیں چھپی ہیں، لیکن یہ چیزیں کتابوں سے حاصل نہیں ہوتیں، وہ ماں کی صحبت میں حاصل ہوتی ہے۔ایسے ہی اچھوں کی صحبت اور ان کی رہبری سے زندگی میں دین آتا ہے۔اب یہ چیزیں کم ہوگئیں، کہ لوگ صحبتوں سے دور ہوگئے۔وحشت ہوتی ہے ان کو صحبت میں۔یہ مجلسیں اسی لئے ہوتی ہیں تاکہ ایک دوسرے کی صحبت سے سیکھیں، اور ایک دوسرے کی خوبیاں لیں۔لوگوں میں بہت خوبیاں ہیں، اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ”اَلنَّاسُ مَعَادِنُ كَمَعَادِنِ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ“ کہ یہ سب لوگ اپنی جگہ اتنے قیمتی ہیں جیسے سونے چاندی کی کانیں ہوتی ہیں۔جس زمین میں سونا نکلے، چاندی نکلے وہ زمین کتنی قیمتی ہوتی ہے۔ایسے لوگ بھی زمین کے بنے ہوئے ہیں، جیسے زمین میں خوبیاں ہیں کہ یہ باغ کی زمین ہے، یہ کھیت کی زمین ہے۔ایسے ہی لوگوں میں بھی خوبیاں ہیں۔لیکن وہ خوبیاں ایسی دبی ہوئی ہیں جیسے سونا چاندی زمین کے نیچے دبی

ہوئی ہیں۔لوگ اسے کھود کر، صاف صفائی کر کے نکالتے ہیں۔ایسے لوگوں کی خوبیاں انکی خواہشوں اور من چاہیوں میں دبی ہوئی ہیں۔ جب چاہے کھالے، جب چاہے کمالے۔جب لوگ اپنے ماحول میں سے دین کے لئے نکلیں گے تو ان کی خوبیاں ظاہر ہوں گی۔ان کو نکالنا پڑے گا۔اپنے ماحول میں سے نکلو اور دین کے ماحول میں جاؤ تو تمہاری خوبیاں ظاہر ہوں گی۔ورنہ یہ خوبیاں ایسے ہی دبی رہتی ہیں جیسے سونا چاندی زمین کے نیچے دبی رہتی ہیں اور لوگ اس پر پیشاب کرتے ہیں۔اسی طرح انسان کی خوبیاں دبی رہیں گی اور اسی حال میں دنیا چھوڑ کر چلے جائیں گے۔نہ خود فائدہ اٹھایا اور نہ کسی اور کو فائدہ پہونچایا۔حالاں کہ یہ قیمتی تھے۔

## ہماری تبلیغ تو خوبیوں کا لین دین ہے:

مولانا الیاس صاحبؒ فرماتے تھے کہ ہماری تبلیغ تو خوبیوں کا لین دین ہے۔پیسوں کا لین دین نہیں ہے، چیزوں کا لین دین نہیں ہے، اپنی چیزیں اپنے پاس رکھو۔یہ نہیں چاہئے۔تو کیا چاہیے؟ ہمیں تو آپ کی خوبی چاہئے۔ایک آدمی عبادت گذار ہے۔ایک آدمی محنت ومشقت کرنے والا ہے، بھاگ دوڑ کرنے والا ہے،ایک آدمی خدمت کرنے والا ہے۔اسی طرح بعض لوگوں میں سخاوت ہوتی ہے،تو دین آنے سے یہ سب خوبیاں ظاہر ہوتی ہیں۔اسی لیے حضور ﷺ کو بھیجا تھا کہ لوگوں میں جو صلاحیتیں ہیں وہ ابھر کر باہر آجاویں۔حضور ﷺ کی دعوت سے، تعلیم سے لوگوں میں خوبیاں آئیں، بہت بلندی پر پہونچے،ان کی خوبیوں سے امت کو فائدہ ہوا اور خیر کا ذریعہ بن گئے۔

## دین کی محنت سے ہر طبقے میں دین پہونچا ہے:

اس لئے اپنے آپ کو خیر کا ذریعہ بناؤ، خیر حاصل کرنے کے لیے حرکت میں آؤ۔ اپنی جگہ کھانے پینے سے، پڑے رہنے سے کوئی خوبی ظاہر نہیں ہوتی۔ایک جگہ پر کھانا پینا اور پڑے رہنا یہ پروگرام بہت نقصان دینے والا ہے۔اس لئے حرکت میں آؤ، بہت فائدہ ہوگا۔اس لئے اس زمانے میں یہ محنت جاری ہوئی اور اس سے بہت لوگوں کو فائدہ ہوا۔مختلف طبقہ کے لوگوں کو دین ملا، غریب سے غریب آدمی کو اور اونچے سے اونچے آدمی کو دین ملا۔ہوائی جہاز اڑا رہا ہے وہ بھی نماز پڑھ رہا ہے۔وہ بھی ہم سے ملنے آتا ہے، ہم کویت ایرویز سے جا رہے تھے تو اس کا پائلٹ ہم سے ملنے کے لیے آیا وہ عرب تھا۔ جماعت کی وجہ سے ہم کو جانتا ہوگا، تو وہ اپنا کام بھی کرے اور نماز بھی پڑھے۔یہ محنت کا اثر ہے کہ ہر طبقے میں دین پہونچے گا۔

## اپنے گھروں میں دین داخل کرو:

اس لئے میرے بھائیو! ہماری یہ ذمہ داری ہے کہ ہم خیر کو تلاش کریں اور خیر مل جائے تو دوسروں کو سکھاویں، اپنے گھروں میں داخل کریں۔ہم بازاروں میں سے لالا کر دنیا کا سامان تو بہت داخل کرتے ہیں، وہ تو غفلت میں ڈالنے والی چیزیں ہیں، اس لئے اپنے گھروں میں دین داخل کرو۔ہمارے گھروں میں دینی ماحول بنے۔ پرانے زمانے میں ہر گھر میں مسجد ہوتی تھی، اس کو مسجد بیت کہتے تھے، جیسے گھر میں کھانے پکانے کی جگہ ہوتی ہے ایسے ہی نماز پڑھنے کی بھی جگہ ہوتی تھی جس کو مسجد بیت کہتے تھے۔ہر گھر میں یہ

ہوتا تھا اور یہ کیوں ہوتی تھی؟ کہ گھر میں عبادت کرنے کے لیے ہوتی تھی۔ صحابہ حضور ﷺ سے درخواست کرتے تھے کہ آپ ہمارے گھر میں دو رکعت نماز پڑھیں۔ پھر وہ جگہ مسجد بن جاتی تھی۔ اس کا کوئی مینارہ اور محراب نہیں ہوتا۔ بلکہ یہ عبادت کی جگہ ہوتی تھی۔ یہ کیوں ہوتا تھا کہ دین گھر میں داخل ہونے کی وجہ سے۔ مرد فرض نماز مسجد میں پڑھتے تھے اور نفل نمازیں گھر میں پڑھتے تھے، اور عورتیں گھروں میں اس جگہ نمازیں پڑھتی تھیں، اور رمضان کا مہینہ آتا تھا تو اس جگہ اعتکاف بھی کرتی تھیں۔ مرد محلّہ کی مسجد میں اعتکاف کرتا تھا اور عورت گھر کی مسجد میں اعتکاف کرتی تھی۔

## گھروں کا دین اصل چیز ہے:

گھروں کا دین اصل چیز ہے، کیوں کہ گھروں میں کوئی چیز ہوگی تو دوسروں کو دیگا۔ گھر میں کوئی چیز نہیں ہے تو کیا دیگا۔ لوگ مانگتے ہیں کہ مہمان آئے ہیں آپ کے گھر میں اچار ہے؟ پاپڑ ہے؟ شہد ہے؟ ٹھنڈا پانی ہے؟ تو اگر گھر میں نہیں ہوگا تو کہاں سے دے گا۔ گھر میں ہوگا تو کہے گا لے جاؤ۔ ایسے ہی گھروں میں دین ہوگا تو دوسروں کو دے گا۔ اور اس کے لیے اپنی زندگیوں میں دین لانا ہے، کہ زندگیوں میں دین ہوگا تو گھر میں آئے گا۔ یہ ساری محنت اسی لئے ہے کہ زندگیوں میں دین آوے، مرنے کی فکر کریں، آخرت کی تیاری کریں، آخرت تو آنے والی ہے۔

## دین کی مجلسیں دین حاصل کرنے کے لیے ہیں:

یہاں سے کچھ لے کر جائیں، بھول نہ جائیں، جیسے بازار میں جاتے ہیں تو کچھ

لے کر آتے ہیں، بازار گئے اور کسی چیز پر نظر پڑی تو اس کو لے لیا۔ یوں چلتی دنیا کی موہوم ضرورت آتی ہے تو آدمی اس کو بھی لے لیتا ہے۔ ایسے ہی دین کا معاملہ ہے کہ مسجدوں میں آویں یا دین کی مجلسوں میں آویں تو کچھ لے کر جائیں کہ اب سے صبح وشام موت تک تسبیح پوری کریں گے، تلاوت کریں گے۔ اپنے بچوں کو دین کی تعلیم دیں گے۔ ان مجلسوں کا یہی مقصد ہے کہ یہاں سے کچھ لے کر جاؤ۔ نہیں تو سن کر بھول جائیں گے اور پھر اس کا سوال ہوگا کہ جو باتیں جانی تھیں اس پر کیا عمل کیا؟ قیامت میں یہ پانچواں سوال ہوگا۔ اس لئے اپنے آپ کو آخرت کے بارے میں فکر مند کرنا ہے۔ اور اس کے لیے اللہ سے دعائیں مانگیں۔ ہم تو مصیبت کے وقت دعا مانگتے ہیں ، باقی نہیں۔ یہ بھی ایک روگ ہے۔ دعا تو ہر وقت مانگتے رہنا ہے، یہ ہماری ضرورت ہے۔ اس لئے دعا کے عادی بنیں، جی نہ لگے تو مانگیں۔ آخرت بھی مانگیں اور دنیا بھی مانگیں۔

☆☆☆☆☆☆

﴿۵﴾

# رمضان کے قیمتی اوقات

19 June 17 (24 Ramdhan 38)

بتاریخ: ۱۹ر جون ۲۰۱۷ء مطابق ۲۴ر رمضان المبارک ۱۴۳۸ھ

بمقام: خانقاہ محمودیہ جامعہ علوم القرآن، جمبوسر

## اقتباس

فرمایا کہ مجھ کو بہت یاد کرو، "اُذْکُرُوْاللّٰہَ ذِکْراً کَثِیْرًا" مجھے بہت یاد کرو۔ اللہ کا ذکر کثرت سے کرنے کا کیا مطلب؟ کثرت سے اللہ کا ذکر کرنے کا مطلب یہ ہے اللہ کی اطاعت اور تابعداری کرنا اپنی طاقت کے مطابق۔ کیوں کہ اللہ کی اطاعت کرنے والا حقیقت میں اللہ کا ذکر کرنے والا ہے۔ "کُلُّ مُطِیْعٍ ذَاکِرٌ" ہر وہ آدمی جو اللہ کی اطاعت میں لگا ہوا ہے وہ اللہ کا ذاکر ہے۔ جس طرح زبان سے ذکر کرے وہ ذاکر ہے ایسے ہی جو آدمی اللہ کا حکم پورا کرے وہ بھی ذاکر ہے۔ خالی زبان سے ذکر نہیں ہوتا۔ اللہ کے حکم اور اس کی تابعداری پر ہے تو بھی ذکر ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ۔ وَالصَّلاۃُ والسَّلامُ عَلیٰ سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ وَعَلیٰ آلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ ! اَمَّا بَعْد :

## ایک حکم اور ایک وعدہ:

اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے: ''فَاذْکُرُوْنِی اَذْکُرْکُمْ '' کہ تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کروں گا۔ یہ ایک حکم ہے، ایک وعدہ ہے۔ حکم یہ ہے کہ تم اس کو یاد کرو، اور وعدہ کیا ہے کہ میں تم کو یاد رکھوں گا، یہ اللہ تعالیٰ کا طریقہ ہے کہ اپنا حکم دیں گے اور اپنا وعدہ پورا کریں گے، تاکہ وعدہ پر یقین کریں اور حکم پر عمل کریں۔ اللہ کے وعدوں پر یقین کرنا کہ اللہ کا وعدہ حق ہے۔ اللہ نے یہ بتایا ہے: '' یَاأَیُّھَاالنَّاس اِنَّ وَعْدَاللّٰہِ حَقٌّ'' اے لوگو! میرا وعدہ حق ہے، اس میں کوئی شک نہیں۔ اور اللہ اپنے وعدہ کے خلاف کبھی نہیں کرتے۔ ہمیں حکم دیا ہے کہ مجھے یاد کرو اور میں تمہیں یاد کروں گا۔ اس کی کیا صورت ہوگی۔ ہم یاد کریں گے ''سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَااِلٰہَ اِلَّااللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ''۔ سبحان اللہ (میں پاکی بیان کرتا ہوں) الحمد للہ (ساری تعریف اللہ کے لیے ہیں) اللہ اکبر (اللہ سب سے بڑے ہیں) لاالہ الا اللہ (اس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے) اب اللہ کیا کریں گے، اس کو سمجھنا ہے، اس کا مطلب ہے کہ تم مجھے یاد کرو اطاعت سے، میں تمہیں یاد کروں گا رحمت سے۔ ''اَطِیْعُواللّٰہَ وَاَطِیْعُواالرَّسُوْلَ

لَعَلَّکُمۡ تُرۡحَمُوۡن'' یہ فرمایا ہے کہ اللہ اوراس کے رسول کی بات مانا کروتا کہ تم پر رحم ہو جائے۔ مجھ کو یاد کرو اطاعت و تابعداری سے اور میں تم کو یاد کروں گا رحمتوں سے۔مجھ کو یاد کرو دعا سے میں تم کو یاد کروں گا قبولیت سے۔''اُدۡعُوۡنِیۡ اَسۡتَجِبۡ لَکُمۡ '' مجھ سے دعا مانگو میں قبول کروں گا۔ بندہ یاد کرے گا دعا سے اور اللہ یاد کریں گے قبولیت سے۔اس طرح حکم پورا ہوگا اور وعدہ پورا ہوگا۔

## اللہ کو یاد کرنے کا کیا مطلب؟

اس لئے فرمایا کہ مجھ کو بہت یاد کرو،'' اُذۡکُرُوۡا اللّٰہَ ذِکۡرًا کَثِیۡرًا'' مجھے بہت یاد کرو۔ اللہ کا ذکر کثرت سے کرنے کا کیا مطلب؟ کثرت سے اللہ کا ذکر کرنے کا مطلب یہ ہے اللہ کی اطاعت اور تابعداری کرنا اپنی طاقت کے مطابق۔ کیوں کہ اللہ کی اطاعت کرنے والا حقیقت میں اللہ کا ذکر کرنے والا ہے۔'' کُلُّ مُطِیۡعٍ ذَاکِرٌ '' ہر وہ آدمی جو اللہ کی اطاعت میں لگا ہوا ہے وہ اللہ کا ذاکر ہے۔جس طرح زبان سے ذکر کرے وہ ذاکر ہے ایسے ہی جو آدمی اللہ کا حکم پورا کرے وہ بھی ذاکر ہے۔خالی زبان سے ذکر نہیں ہوتا۔اللہ کے حکم اور اس کی تابعداری پر ہے تو بھی ذکر ہے۔

## حرام سے بچنے والا بھی ذاکر ہے:

اسی طرح جن چیزوں سے اللہ نے منع کیا ہے، اس سے رک جاوے، اس سے اپنے آپ کو بچالے تو یہ بھی ذکر کرنے والا ہے۔ ''اِتَّقِ الۡمَحَارِمَ تَکُنۡ اَعۡبَدَالنَّاسِ'' کہ تو حرام سے بچ جا پھر تو اللہ کا سب سے بڑا عبادت گذار بندہ ہے۔جو آدمی اللہ کی

حرام کردہ چیزوں سے اپنے آپ کو بچاوے، کھانے پینے، بولنے اور استعمال کرنے کی بہت ساری وہ چیزیں جن کو اللہ نے حرام کیا ہے، ان حرام کردہ چیزوں سے بچنا ضروری ہے۔ وہ اللہ کی سرحدیں ہیں، اس میں کوئی داخل نہ ہو۔ جیسے کسی حکومت کی سرحد اور بورڈر میں داخل ہونے کی اجازت نہیں ہوتی، بغیر اجازت کے کوئی داخل ہوگیا تو وہ بڑا جرم سمجھا جاتا ہے۔ ابھی کچھ سالوں پہلے یمنی جو بھولے بھالے ہیں، بنگلہ دیش گئے، تو کسی نے کہا کہ چلو کچھ خرید لائیں اور اس غرض سے نکلے، اور وہ ہندوستان کی بوڈر میں داخل ہوگئے۔ وہ بنگلہ دیش کے مسافر تھے، ہندوستان سے کوئی تعلق نہیں تھا تو ان کا اس جرم کی وجہ سے دو برس تک کیس چلا۔ ان کو جانے نہ دیا۔ بہت پریشان ہوئے۔ صرف بورڈر میں داخل ہوئے تھے، اور کوئی گناہ نہیں کیا تھا، بھولے بھالے دیہاتی تھے۔ اس سے پہلے بھی ایک قصہ بنا وہ تو پانچ سال رہے۔ یہ مثالیں ہیں کہ ہر بادشاہ کا ملک ہوتا ہے اور اس کی سرحدیں ہوتی ہیں، اس کے قریب کوئی نہ جائے۔ اللہ کی سرحدیں وہ ہیں جو اس نے حرام کی ہیں۔ اس میں کوئی قدم نہ رکھے، اس لئے اتنا ایمان بنانا پڑے گا جو حرام سے بچائے۔

## ایمان ویقین کی قوت آدمی کو دین پر کھڑا کرتی ہے:

ایمان ویقین کی قوت سے آدمی فرائض کو ادا کرتا ہے اور ایمان ویقین کی قوت سے آدمی حرام چیزوں سے بچتا ہے۔ اسی سے آدمی دین کے تقاضا کو پورا کرتا ہے۔ اگر آدمی کے اندر ایمان ویقین نہیں بنا ہے، تو دین کا کام نہیں کرے گا، جیسے بیمار آدمی اپنی

طبیعت کے تقاضے بھی پورے نہیں کرسکتا، کھانا، پینا، سونا کچھ نہیں کرسکتا۔ کیوں کہ وہ بیمار ہے، بیماری کی وجہ سے سب کچھ بستر پر ہی ہو جاتا ہے۔ ایسے ہی یہ اپنی کمزوری کی وجہ سے دین کے تقاضے پورے نہیں کرسکے گا۔ اس لئے اپنے آپ کو دین کی محنت میں لگانا، دین کا پابند بنانا ہے، اللہ سے مدد مانگنا یہ ضروری ہے، نہیں تو ماحول کی وجہ سے اور اپنی خواہشوں کی وجہ سے وہ اللہ سے دور ہو جائے گا، صحیح راستہ چل نہیں سکتا، ''وَلَا تَتَّبِعِ الْهَوٰى فَيُضِلَّكَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ'' کہ من چاہی نہ کرو، ورنہ صحیح راستہ سے دور ہو جاؤ گے، جانور کی طرح بلکہ جانوروں سے بدتر، کیوں کہ جانور تو ایک ہی طریقہ سے نقصان پہونچاتا ہے، سانپ آکر کاٹ لے گا، دوسرا تو کچھ کر نہیں سکتا، ایک چیز اس کے پاس نقصان کی ہے، لیکن اگر آدمی بگڑے تو وہ تو بہت نقصان پہونچائے گا، اس لئے اپنی حفاظت، اپنا بچاؤ ایمان میں ہے۔ مال آدمی کو ملتا ہے آدمی مال میں ترقی چاہتا ہے، گراوٹ کو پسند نہیں کرتا، نیچے جانا نہیں چاہتا، بلکہ اوپر جانا چاہتا ہے، کیوں کہ روز روز ضرورتیں بڑھتی جائیں گی تو مال کی ضرورت بھی بڑھے گی۔ ایسے ہی ہمارے دین میں بھی ترقی ہو، اگر دین میں ترقی نہ ہوئی تو دین نیچے جائے گا۔

## اپنے دین کے بارے میں اللہ سے مدد مانگتے رہو:

اس لئے اپنے دین میں ترقی کی فکر کریں، اللہ نے زندگی اسی لیے دی ہے، کھانے کمانے کے لیے نہیں دی ہے۔ دین بنانے کے لیے، ایمان بنانے کے لیے، آخرت بنانے کے لیے یہ زندگی دی ہے۔ اللہ نے اپنے احکامات دیئے ہیں، اس لئے

اللہ سے مدد مانگیں۔ اللہ کو یاد کریں، تاکہ اللہ ہم کو یاد کرے۔ حضور ﷺ نے صحابی کو دعا سکھائی اور فرمایا کہ یہ دعا تمہیں سکھاتا ہوں، اسکو کبھی نہ چھوڑنا، اللہ سے ہر نماز کے بعد مانگ لینا۔ یہ دعا سکھائی "رَبِّ اعِنِّی علیٰ ذِکْرِكَ وَشُکْرِكَ وحُسْنِ عِبَادَتِكَ" کتنی پیاری دعا سکھائی۔ اس کا مطلب یہ ہوتا ہے: اے اللہ تو میری مدد فرما، کیوں کہ اللہ کی مدد کے بغیر کوئی کام ہوتا نہیں، اس لئے اللہ سے مدد مانگیں، کہ تو میری مدد کر کہ میں تیرا ذکر کروں، تجھے یاد کروں، تجھے یاد رکھوں، ہر وقت اللہ کی یاد میں یعنی اللہ کی اطاعت میں، اور اس کی تابعداری میں رہنا یہ ذکر اصلی ہے۔ اور اس بات پر مدد مانگنی ہے کہ میں تیرا شکر گذار بندہ بنوں۔ کیوں کہ جس طرح اطاعت کے لیے احکام بہت آتے ہیں اس طرح نعمتیں بھی بہت آتی ہیں۔ اللہ کی نعمتیں بے شمار ہیں، اس کو کوئی گن نہیں سکتا، جب کوئی نعمت ہاتھ سے چلی جاتی ہے تو پتہ چلتا ہے۔ جب تک نعمت کام دیتے رہتی ہے آدمی کو خیال نہیں آتا کہ کتنی بڑی نعمت ہے۔ اس لئے اللہ سے مانگیں کہ تیرے ذکر کی توفیق دے کہ میں تجھے یاد کروں اور تیری نعمتوں پر میں تیرا شکر گذار بنوں۔

## ناشکری اللہ کی پکڑ کا سبب ہے:

شیطان کو جب جنت سے نکالا گیا اور اس کو مردود بنایا گیا آدم علیہ السلام کو سجدہ نہ کرنے کی وجہ سے تو شیطان کو حسد آیا اور اس نے سوچا کہ مجھے ان کے پیچھے پڑنا ہے، تو اس نے اللہ تعالیٰ سے اس وقت یوں کہا تھا کہ میں آدم علیہ السلام کی اولاد کو ایسا

بناؤں گا کہ ان کی اکثریت تیرا شکر نہیں کرے گی۔ ان میں زیادہ تر وہ ہی لوگ ہوں گے جو نعمت کا شکر ادا نہیں کریں گے۔ ”لَا تَجِدُ اَکْثَرَھُمْ شَاکِرِیْن“ ناشکری یعنی نعمت کو استعمال کرنا اور اس کا حق ادا نہ کرنا۔ نعمت کو استعمال کرنا اور اللہ کو ناراض کرنا، جیسے مال ملا ہے، یہ اللہ کی نعمت ہے، لیکن مال میں حق ادا کرنے کے بجائے، مال کو فضولیات میں، عیاشی میں، گناہوں میں لگانا، یہ مال کی ناشکری ہے۔ شیطان لوگوں کو اس پر ڈالتا ہے تاکہ وہ ناشکرے بنیں اور اللہ کی پکڑ میں آویں۔

اس لئے حضور ﷺ نے دعا سکھائی ہے کہ دعا مانگو کہ اللہ تمہیں شکر گذار بناوے۔ ذکر اور شکر پر اللہ تمہاری مدد کرے، ”اَللّٰھُمَّ اَعِنِّی عَلٰی ذِکْرِكَ وَشُکْرِكَ“ اللہ کو وہ بندہ پسند آتا ہے جو کھانا کھائے اور شکر ادا کرے، پانی پیئے اور شکر کرے۔ جس طرح انسان کو کھانا پینا پسند ہے، ایسے ہی اللہ کو کھا پی کر شکر کرنا بہت پسند ہے۔ اس لئے یہ چیزیں اپنی اندر پیدا کرنی ہیں۔

## اللہ سے عبادت کا حسن مانگو:

اور اللہ سے یہ بھی مانگنا ہے کہ اے اللہ میری مدد کر کہ میں تیری اچھی طرح عبادت کروں۔ ”حُسْنِ عِبَادَتِكَ“ جیسے انسان کھانے پینے میں، رہنے سہنے میں، ہر چیز میں حسن اور خوبی کو پسند کرتا ہے، ایسے ہی اللہ کی عبادت بھی اچھی ہو، نیت بھی اچھی، طریقہ بھی اچھا۔ پابندی بھی اچھی ہو، تاکہ عبادت میں حسن پیدا ہو۔ اس لئے حضور ﷺ نے صحابی سے فرمایا کہ ہر نماز کے بعد یہ دعا مانگا کرو۔ ”ربّ اَعِنِّی عَلٰی

ذِكْـرِكَ وَشُكْـرِكَ وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ" دعا بھی مانگنی ہے اور دعاء کا تقاضا بھی پورا کرنا ہے کہ اپنے آپ کو اللہ کا ذاکر بناوے، اللہ کا شاکر بناوے۔ شکرگذاروں کو خصوصی انعام ملے گا، کیوں کہ شکرگذار اللہ کی نعمتوں میں اللہ کا حق ادا کرتا ہے۔ وہ یہ سوچتا ہے کہ جو نعمت ملی ہے اس میں اللہ کا کیا حق ہے، اللہ کے بندوں کا کیا حق ہے۔ جب نعمتوں کا حق ادا کریں گے تو اللہ انہیں اور دیں گے۔

## نعمتوں میں انصاف اور احسان سیکھو:

حضرت جی مولانا یوسف صاحب رحمۃ اللہ فرماتے تھے کہ اگر اللہ سے لینا ہے تو جتنا ملا ہے سارا مت کھا جاؤ۔ سارا اپنے اوپر مت ڈال دو، بلکہ دیکھو اس میں اللہ کا کیا حق ہے، اللہ کے بندوں کا کیا حق ہے۔ احسان سیکھو، انصاف سیکھو۔ انصاف ہوگا تو حق ادا ہوگا۔ انصاف ہی نہیں ہوگا تو کیسے حق ادا کرے گا۔ اسی طرح احسان سیکھو کہ جس طرح اللہ نے مجھے دیا ہے، میں بھی لوگوں کو دوں، یہ ہی حکم ہے۔ قارون کو بھی یہی کہا تھا کہ اللہ نے تجھ کو دیا تو بھی دوسروں کو دے۔ اللہ نے تیرے ساتھ احسان کیا ہے تو دوسروں کے ساتھ احسان کر۔ یہ نہیں کہ روک کر بیٹھ گیا کہ میرا ہے، کسی کو نہیں دینا ہے، مدعی دعوے دار ہوگیا۔ حالاں کہ سب کچھ اللہ کا ہے، ہر ایک کے پاس تھوڑی دیر رہے گا۔ "اِنَّا نَحْنُ نَرِثُ الْاَرْضَ وَمَنْ عَلَيْهَا" اللہ کہتے ہیں کہ زمین اور زمین کے اوپر جو کچھ ہے اس کے وارث ہم ہیں۔ اللہ ہر چیز کے مالک و وارث ہیں، تو حضرت فرماتے تھے کہ اللہ سے لینے کا ارادہ ہے تو سارا مت اڑاؤ بلکہ اس میں حق ادا کرو۔

## دنیا حقوق ادا کرنے کی جگہ ہے:

حق ادا کرنا بہت ضروری ہے، اللہ کا حق تو یہ ہے کہ جو چیزیں فرض کی ہیں، نماز، روزہ، زکوۃ، حج، یہ فرائض اللہ کے حق ہیں، ان کا ادا ہونا ضروری ہے، اس کے بعد بندوں کے حق ہیں، ان کا جاننا بھی ضروری ہے کہ کس کا کیا حق ہے۔ دنیا حقوق ادا کرنے کی جگہ ہے اور آخرت بدلہ پانے کی جگہ ہے، یہ ترتیب ہے۔ جو حق ادا کر کے جائے گا وہ بدلہ پائے گا، جو حق ادا نہیں کرے گا وہ گرفتار ہوگا، پکڑا جائے گا۔ اللہ نے دنیا کو حقوق کی جگہ بنایا ہے اور اس کے لیے دنیا میں کتابیں اتاری ہیں، علم اتارا ہے تاکہ لوگ جانیں کہ ہم پر کیا حق ہے اور پھر اس کو ادا کرے۔ اس لئے انصاف اور احسان سیکھو۔ جو اپنے لیے پسند کرو وہ دوسروں کے لیے پسند کرو، جو اپنے لیے ناپسند کرو وہ دوسروں کے لیے بھی ناپسند کرو، یہ انصاف کی بات ہے۔ اور اس کے اوپر احسان ہے۔ جو حق تھا وہ دے دیا، حق ادا کرنا یہ احسان ہے۔

## تم زمین والوں پر رحم کرو، آسمان والا تم پر رحم کرے گا:

اس لئے اللہ کی مخلوق کے ساتھ احسان کرنا۔ اس کے ساتھ بھلائی کرنا۔ یہ حکم ہے ہمارے دین میں: "اِنَّ اللّٰہَ یَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالاِحْسَانِ" اللہ حکم دیتے ہیں انصاف کرنے کا، احسان کرنے کا۔ انصاف کرنا یہ فرض ہے، احسان کرنا یہ ہماری جانب سے احسان ہے۔ جب ہم احسان کریں گے تو اللہ بھی ہمارے ساتھ احسان کریں گے۔ "اِرْحَمُوا مَنْ فی الاَرْضِ یَرْحَمُکُمْ مَنْ فِی السَّمَاء" تم زمین والوں پر رحم

کرو، آسمان والا تم پر رحم کرے گا۔ یہ ہماری زندگی ہے کہ اللہ کو بھی خوش کرنا ہے اور اللہ کی مخلوق کے ساتھ بھی ہمارا رشتہ و تعلق صحیح ہو۔ ہماری زندگی پاکیزہ ہو۔ اس لئے میرے بھائیو! اللہ کا دین سیکھنا ہے تاکہ ہماری زندگی صاف ستھری بنے۔ پھر بھی اگر کوئی بات ہو تو اللہ سے توبہ کریں، استغفار کریں، اپنے آپ کو قصوروار ٹھہراویں کہ میں قصوروار ہوں، میرے قصوروں کو معاف فرما۔ تو ہمارا کام ہے عمل کرنا اور توبہ بھی کرنا، تاکہ کوئی کمی کوتاہی ہو تو اللہ تعالیٰ معاف فرمادیں۔

## رمضان کے قیمتی اوقات کو غنیمت سمجھو:

رمضان مہینہ کے موقع کو غنیمت سمجھیں، رات کو بھی، دین کو بھی، اور اپنا ذہن پکا بناویں کہ ہماری زندگی اللہ کے ذکر والی، اللہ کے شکر والی، عبادت والی زندگی گذارنی ہے۔ جو گذر گیا اس پر توبہ کرنی ہے۔ اللہ کی خوب عبادت کرنی ہے، عبادت سے نفس کمزور پڑتا ہے۔ عبادت چھوٹ جائے گی تو گویا ایسا ہے جیسے کہ کسی جانور کو آزاد چھوڑ دیا۔ نہ لگام، نہ نکیل ہے، نہ کچھ، تو کیا ہوگا۔ ایسا جانور خود بھی ہلاک ہوگا اور دوسروں کو بھی ہلاک کرے گا۔ ایسے آدمی کا نفس بے قابو ہو جاتا ہے۔ اس لئے اپنے آپ کو پابند بناویں۔ ورنہ آدمی اپنی من چاہی سے ہلاک ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہماری حفاظت فرماوے۔

## دینی اعمال کو سیکھو اور دوسروں کو سکھاؤ:

اللہ کی خوب عبادت کریں، فرائض ادا کریں، نوافل ادا کریں۔ اور دین سیکھیں اور دوسروں کو سکھاویں۔ اس لئے کہ اگر کسی کو سکھا دیا تو بعض مرتبہ وہ سیکھنے والا ہم سے

آگے نکل جائے گا، ہمارے یہاں ایک مولوی نور محمد صاحب میوات کے تھے، وہ کہتے تھے کہ میں نے جماعت میں ایک آدمی کو صلوۃ التسبیح سکھائی، وہ سیکھ گیا۔ فضائل اعمال میں اس کا پورا طریقہ موجود ہے۔ تو اس آدمی نے صلوۃ التسبیح کو اچھی طرح سیکھ لیا، کہتے ہیں کہ ہمارا وقت پورا ہو گیا اور ہم جدا ہو گئے۔ پھر اس کے بعد کچھ وقت کے بعد وہ ملا اور مجھے دیکھ کر لپٹ گیا، میں نے کہا آپ کون؟ تو کہنے لگا کہ آپ نے مجھے صلوۃ التسبیح سکھائی تھی، میں وہ ہی ہوں۔ اس نے کہا کہ جب سے آپ نے مجھ کو صلوۃ التسبیح سکھائی ہے میں ہر روز دن میں دو مرتبہ پڑھتا ہوں۔ تو جو عمل ہم نہیں کر سکتے، اگر کسی کو سکھا دیا تو وہ کرنے والا بنے گا، تو اللہ تعالیٰ اس کو بھی ثواب دے گا اور سکھانے والے کو بھی دے گا۔ اللہ دونوں کو دیتے ہیں، سیکھنے والے کو بھی، اور سکھانے والے کو بھی۔ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے انعام ہے۔ دونوں کو برابر انعام دیتے ہیں۔

## اس مبارک مہینہ میں صلوۃ التسبیح پڑھا کرو:

رمضان کے مبارک مہینہ میں صلوۃ التسبیح کا اہتمام کریں، حضرت ابن عباسؓ ہر جمعہ کو صلوۃ التسبیح پڑھتے تھے۔ بڑی اچھی نماز ہے، علماء نے لکھا ہے کہ جو صلوۃ التسبیح پڑھے تو اس کے بعد اپنی مغفرت کی دعا ضرور مانگے، اس نماز میں مغفرت کا اثر ہے۔ صلوۃ التسبیح یہ ہمت کی بات ہے، کوئی مشکل کام نہیں۔ اس آدمی کو نہیں دیکھا کہ دن میں دو مرتبہ پڑھتا تھا۔ اللہ ہم سب کو نصیب کرے۔ (آمین)

☆☆☆☆☆☆

﴿٦﴾

# کلمہ کا تقاضا

20 June 17 (25 Ramdhan 38)

بتاریخ: ۲۰/جون ۲۰۱۷ء مطابق ۲۵/رمضان المبارک ۱۴۳۸ھ

بمقام: خانقاہ محمودیہ جامعہ علوم القرآن، جمبوسر

## اقتباس

ہم نے جو کلمہ پڑھا ہے ''لِاِلٰـہَ اِلَّاالـلّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ'' یہ ذمہ داری کا کلمہ ہے، اسی پر جینا ہے، اسی پر مرنا ہے۔ یہ ہی ایک راستہ ہے۔ اس کے علاوہ دوسرا کوئی راستہ نہیں۔ لہذا اسی پر رہو اور اسی پر مرو، اس کے لئے دین کو سیکھو، دین کو پڑھو، دین کو سمجھو، دین کو علماء سے پوچھو۔ یہ نہیں کے جو چل رہا ہے چلنے دو۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ، وَالصَّلوٰۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ ، وَعَلٰی آلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ، اَمَّا بَعْدُ !

## دنیا کی اصل بنیاد کیا ہے؟:

میرے پیارے بھائیو! اللہ نے دنیا کو ذمہ داریوں کی جگہ قرار دیا ہے۔ دنیا کیا ہے؟ دنیا یہ تو ذمہ داریوں کی جگہ ہے اور دنیا کی اصل بنیاد ہی یہ ہے۔ ذمہ داریوں کو پورا کرنے اور سمجھنے کے لیے یہ ایک وقفہ ہے، ایک زمانہ ہے۔ اس لئے ہر زمانے کے لوگ اپنی اپنی ذمہ داریوں کو سمجھے، اور اسے پورا کرے۔

ان ذمہ داریوں کو پورا کرنے میں مدد کے لیے اللہ نے اسباب دیئے ہیں، مال دیا، تندروستی دی، نعمتیں دی ہیں۔ یہ سب کچھ ذمہ داریوں کی مدد کے لیے ہے۔ جیسے روزہ دار کو سحری کا کھانا دیا کہ سحری کھالو اور روزے میں قوت حاصل کرو۔ دن بھر کھانا نہیں ملے گا اس لئے پہلے سے دے دیا تاکہ روزہ آسانی سے پورا ہوسکے۔ یہی مثال ہے کہ اللہ نے جتنے اسباب دیے، جتنی نعمتیں دی، وہ سب سہارے کے لیے دی ہیں، مال کو سہارا بتایا ہے "نِعْمَ الْمَؤُوْنَۃَ" کہا ہے۔ یہ بہترین سہارا ہے زندگی کے لیے، اس سے بہت ساری ذمہ داریاں آسان ہوجاتی ہیں۔ اس لئے مال کمانے کا بھی حکم دیا ہے۔ کمائیوں کے احکام اور اس کی فضیلتیں بیان کی ہیں کہ کما کر ذمہ داری کو پوری کرو۔

## اسباب کے باوجود دین سے غافل ہونا اللہ کو بہت ناپسند ہے:

جو بات اللہ کو ناپسند ہے، وہ ہے ذمہ داریوں سے غافل ہونا۔ ذمہ داریوں سے غافل کیوں ہوئے؟ کیوں کہ اسباب آ گئے۔ اب ذمہ داریوں سے غافل ہو گئے، پیچھے رہ گئے۔ کھاتے پیتے ہوئے، خوش حال ہو گئے اور حکموں میں پیچھے ہو گئے، اکثر ایسا ہی ہوتا ہے۔ پہلے کھانا پینا کم تھا، نعمتیں کم تھیں تو کچھ دین کا کام بھی ہو جاتا تھا، اب نعمتیں زیادہ ہو گئیں، مال زیادہ ہو گیا، راحتیں زیادہ ہو گئیں، تو دین سے پیچھے ہو گئے۔ یہ بات اللہ کو بہت ناپسند ہے کہ ہم نے تم کو مال اس لئے دیا تھا تاکہ تم اس کے ذریعہ سے دین میں آگے بڑھو۔ یہ بات اللہ کو پسند نہیں۔ یہ تو آدمی کی کمزوری ہے، عیب ہے۔ ''وَإِذَا أَنْعَمْنَا عَلَى الْإِنْسَانِ أَعْرَضَ وَنَأَى بِجَانِبِهِ'' کہ جب میں نے انسان پر انعام کیا، اکرام کیا تو اس نے اس سے فائدہ اٹھا کر منہ موڑ لیا، اور یہ ہم سے دور چلا گیا۔

## غفلت کی علامت:

آج مسجدوں کے مقابلے میں بازار زیادہ آباد ہے، یہ غفلت کی علامت ہے کہ مسجد کے لیے وقت نہیں ہے اور بازار کے لیے بہت وقت ہے، کیوں کہ بازار سامانوں سے اور اسباب سے لدے ہوئے ہیں، ہر جگہ ایسا ہے، مکہ و مدینہ کے بازاروں میں خوب اسباب ہیں۔ تو اس طرح نعمتوں میں آکر دین سے منہ موڑ لیا اور دور ہو گئے، یہ انسان کی کمزوری بتائی کہ میں نے تو ان کا اکرام کیا اور انہوں نے یہ

برتاؤ کیا ہے۔اب اگر میں یہ نعمتیں کھینچ لوں گا تو پھر اس کی حالت بدل جاتی ہے، "وَإِذَا مَسَّـهُ الشَّرُّ كَانَ يَؤُوساً" جب میں چھین لوں گا تو یہ نیراس ہو جائے گا کہ میرا تو کوئی نہیں ہے، میرے تو حالات ہی نہیں بنتے۔میں نے تو دعا بھی بہت مانگی، وظیفے بھی بہت کیئے، تبلیغ میں بھی گیا، پھر بھی میرا تو حال بنتا ہی نہیں۔

## انسان کو کوئی حالت راس نہیں آتی:

حقیقت یہ ہے میرے بھائیو کہ انسان کو کوئی حالت راس نہیں آتی، نعمت دیں تو بھی سیدھا نہیں رہتا اور چھین لیں تو بھی سیدھا نہیں رہتا۔اللہ تو ہر چیز کا پیدا کرنے والا ہے اور وہ سب کچھ جانتا ہے کہ بات کیا ہے۔نعمت ہضم نہیں ہوتی، آوارہ ہو جاتا ہے، حلال وحرام کی تمیز ختم ہو جاتی ہے۔اسے تو بس مال ملنا چاہیئے چاہے حرام ہی سے آوے، یہ ہوتا ہے۔اور جب میں اس کی نعمتوں پر ہاتھ ڈالوں اور چھین لوں تو بھی وہ نراس (ناامید) ہو جاتا ہے کہ جیسے اس کا کوئی ہے ہی نہیں۔یہ بات اصل میں غافل ہونے کی وجہ سے ہے کہ اس کو کوئی حالت راس نہیں آتی۔اس لئے اپنی زندگیوں کو محنت کر کے، دین سکھ کر کے ذمہ داریوں پر ڈالنا ہے، تاکہ اللہ نعمت دیں تو شکر گذار بنیں۔

## انبیاء علیہ السلام شاکر وصابر ہوتے ہیں:

انبیاء کرام علیہم السلام کی جماعتوں کا حال یہ ہوتا ہے کہ ان کو نعمت ملے تو شکر گذار بنتے ہیں، "اِنَّـهٗ كَـانَ عَبۡداً شَكُوۡرَا" اللہ خود تعریف کرتے ہیں کہ بے شک وہ شکر گذار بندہ ہے۔ابراہیم علیہم السلام کے بارے میں فرمایا کہ "شَـاكِراً لانعمه"

نعمت کے شکرگزار بندے ہیں، اسی طرح تکلیف اور ناگوار حالات آئے تو صبر کرے، حکم نہ توڑے، انبیاء علیہم السلام نے صبر بھی کیا، چنانچہ انبیاء علیہ السلام کے بارے میں فرمایا: "اِنَّا وَجَدْنَاهُ صَابِرًا" "نِعْمَ الْعَبْدُ" ہم نے بندے کو صبر کرنے والا دیکھا اور بہت اچھا بندہ پایا۔ ہمارے سامنے نبیوں کی صفتیں اور نبیوں کی حالتیں اس لئے رکھی ہیں کہ ہمارا کام ہی نبیوں والا ہے۔

## ہمارا وجود نبیوں والے کام کے لئے ہے:

اللہ نے ہم کو نبیوں والے کام کے لیے پیدا کیا ہے۔ دوسرے کاموں کے لیے پیدا نہیں کیا۔ ہاں اگر دوسروں کا کام ہمارے ذمے آجائے تو بھی ہم اس کو نبیوں کی رہبری میں کریں گے۔ حضور ﷺ فرماتے تھے کہ اللہ نے مجھ کو ایسا نہیں بنایا کہ میں ہل چلاؤں اور تاجر بنوں، لیکن اگر کوئی تاجر آجائے اور پوچھے کہ تجارت کیسی کرنی ہے تو حضور ﷺ بتائیں گے کہ ایسی کرنی ہے، حکومت کرنے کے لئے نہیں بنایا لیکن اگر کوئی حکومت کرنے والا آجائے تو اس کو حکومت کی رہبری دیں گے۔ حضرت مولانا یوسف صاحبؒ فرماتے تھے کہ ہم کو حکومت کرنی نہیں ہے، لیکن ہمارا جی چاہتا ہے کہ ہم سے پوچھے کہ حکومت کیسے کی جائے، جیسے لوگ وکیلوں سے پوچھ کر کام کرتے ہیں، اسی طرح ہم کو بھی حکومت تو نہیں کرنی ہے لیکن کسی کو حکومت کرنی ہو تو ہم سے پوچھے، ہم اس کو صحیح راستہ بتائیں گے۔ اگر ان کو صحیح راستہ نہیں ملا تو پھر یہ حکومت کے ذریعہ ظلم کریں گے۔ جھوٹ بھی ظلم ہے، "وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوا إِنْ هَذَا إِلَّا إِفْكٌ افْتَرَاهُ

وَأَعَانَهُ عَلَيْهِ قَوْمٌ آخَرُونَ فَقَدْ جَاؤُوا ظُلْماً وَزُوراً ''ان کے پاس رہبری نہ ہونے کی بناء پر وہ ظلم کرتے ہیں اور جھوٹ بولتے ہیں، ایسے ہی کوئی تجارت کرنا چاہے تو کرے لیکن ہم سے پوچھے کہ تجارت کیسی کرنی ہے تو ہم ان کو تجارت کرنے کا صحیح راستہ بتائیں گے، رہبری ملے گی تو وہ تاجر سچا اور ایمان دار ہو جائے گا، اور جنت کا حق دار ہو جائے گا، اگر ایسا نہیں ہے تو وہ اپنی تجارت میں ایسا گنہگار ہو گا جیسے بازاری عورت ہوتی ہے، کیوں کہ بازاری عورت بھی بازار میں ہے، اور تاجر بھی بازار میں ہے، اس کا مقصد بھی مال اور اس کا مقصد بھی مال۔ ایک عزت بیچ کر مال کما رہی ہے اور یہ دیانت بیچ کر مال کما رہا ہے، اس لئے یہ دونوں ایک ہی ہے۔ قیامت میں ایسے تاجروں کو فاجر کہہ کر پکارا جائے گا کہ اے فاجرو! آؤ۔ جیسے فاجر عورت فاجر کہلاتی ہے، یہ بھی ایسے ہی فاجر کہلائیں گے۔ یہ بھی بدکار ہے اور وہ بھی بدکار ہے۔ فرق صرف اتنا ہے کہ ایک نے عزت بیچی ہے اور اس نے دیانت بیچی ہے۔

## سب نبیوں کا ایک ہی راستہ ہے:

اللہ نے ہمارے لیے دین والا راستہ کھولا ہے۔ جو راستہ نبیوں کے لیے کھولا تھا وہ ہمارے لیے بھی کھولا ہے۔ سب نبیوں کا ایک ہی راستہ ہے۔ نوح علیہ السلام کے زمانہ میں بگاڑ آیا تو اللہ نے انہیں دین لے کر بھیجا، ایسے ہر زمانے میں جو بگاڑ ہو گا اس کا علاج حکومت نہیں کرے گی، تجارت نہیں کرے گی، بلکہ اس کا علاج دین ہو گا۔ ''شَرَعَ لَكُم مِّنَ الدِّيْنِ مَا وَصَّى بِهِ نُوحاً ''۔ اس زمانہ میں اللہ نے ہم کو ایک راستہ دیا

ہے، اس لئے دین کا پابند اس یقین سے ہونا ہے کہ اللہ نے ہمیں حق کا راستہ دیا ہے۔ کیوں کہ اللہ نے پیدا ہی کیا ہے دین کے لیے۔

## دنیا دینے کے دو طریقے:

دنیا اللہ تعالیٰ دو طریقوں سے دیتے ہیں، ایک اس حیثیت سے کہ وہ پروردگار ہے، اور پالنے کے لیے جو بہت سارے اسباب بنائیں ہیں، اس میں ایک تجارت بھی ہے، تو کسی کو تجارت سے پالیں گے، کسی کو کھیتی سے پالیں گے، کسی کو مزدوری سے تو کسی کو نوکری سے پالیں گے۔ یہ سب پلنے کے راستے ہیں۔ ہر ایک کو ان طریقوں سے پالیں گے، جیسے چھوٹے بڑے جانوروں کو اللہ چارا دیتے ہیں۔ چھوٹے بڑے تمام جانوروں کا چارا مہیا کرتے ہیں۔ چارا نہیں ملتا تو وہ مر جاتے ہیں۔ اور ہر ایک کو ان کے حساب سے دیتے ہیں، کیوں کہ وہ اللہ کی مخلوق ہے اور اللہ ان سب کے پروردگار ہے۔ ان کو پالنے والے ہے۔ یہ دینا پرورش کے لیے ہوتا ہے۔ جتنی عمر ہوتی ہے اتنی اس کی روزی ہوتی ہے۔ جس دن عمر ختم ہوگی تو روزی بھی ختم ہو جائے گی۔

## ہماری ذمہ داری اور اس کا سوال:

مخلوق کو پالنا کیوں ہے؟ پالنا اس لیے ہے کہ ان کو جو ذمہ داریاں دی ہیں، وہ ان ذمہ داریوں کو پورا کرے، باقی پالنے والے ہم ہیں۔ میں تمہیں پالوں گا، تم اپنی ذمہ داری پوری کرو۔ روزی تو ہم دیں گے۔ ''وَأْمُرْ أَهْلَكَ بِالصَّلَاةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا لَا نَسْأَلُكَ رِزْقاً نَّحْنُ نَرْزُقُكَ'' اپنے گھر والوں کو نماز کا حکم دو اور خود بھی پابند رہو،

روزی کموانا ہم تم سے نہیں چاہتے ، روزی تو ہم تمہیں دیں گے۔ میرے بھائیو! دعوت یہی ہے کہ ہر آدمی اپنے اندر یہ شعور اور یہ فکر پیدا کرے کہ مجھے ایمان کی ، اعمال کی ، اخلاق کی اور سچائی کی ذمہ داری دی گئی ہے، دین کی ذمہ داری دی گئی ہے۔ اور جب زندگی کا وقت پورا ہو جائے گا تو سب سے پہلے دین ہی کا سوال ہوگا۔ جب آدمی کو قبر میں اتارا جائے گا تو فرشتے قبر میں اس سے پوچھیں گے کہ اپنا دین بتاؤ، اگر دین پر رہا ہے تو اس کے پاس دین ہوگا اور دین پر نہیں رہا تو اس کے پاس دین نہیں ہوگا۔ لہذا دین پر رہنا یہ ہماری ذمہ داری ہے۔

## جیسی زندگی ہوگی ویسی موت آئے گی:

حضرت عمرؓ فرماتے تھے کہ جیسی زندگی گزرے گی ویسی موت آئے گی، جیسی زندگی گذاروں گے ویسے مروں گے، اور زندگی تو صبح ہوئی، شام ہوئی، صبح ہوئی، شام ہوئی اور زندگی یوں ہی تمام ہو جائے گی۔ اس زندگی میں کیا کیا ہے، اور کتنا کیا ہے اس کا جواب دینا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے رحمت کے دروازے بھی کھول رکھے ہیں اور توبہ کے دروازے بھی کھول رکھے ہیں۔ تاکہ عمل کرنے والے عمل کرے اور ان سے کوئی بھول چوک ہو جائے تو ہم معاف کرنے کو تیار ہے۔ عمل کرنے والوں کی بھول چوک معاف ہو جاتی ہے، کیوں کہ وہ عمل کرتے تھے بھول ہوگئی۔ جو نوکر سچا اور ایماندار ہوتا ہے، اس کے بارے میں سوچتے ہیں کہ اس سے بھول ہوگئی تو ہوگئی، باقی ایسا اس سے ہوتا نہیں، کیوں کہ اس کی ساری زندگی اس کے سامنے ہوتی ہے اس لئے

اس کی غلطی معاف کردی جاتی ہے۔ایسے ہی اللہ عمل کرنے والے بندوں کی بھول چوک معاف کردیتے ہیں۔"إِنِّی لَغَفَّارٌ لِّمَن تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ صَالِحا"کہ میں غفار ہوں،معافی دینے والا ہوں،توبہ قبول کرنے والا ہوں۔کس کے لئے کہ اس آدمی کے لئے جوعمل کرتا تھا۔آدمی سے بھول ہوتی ہے اس لئے معافی کا دروازہ کھلا رکھا۔

## ایک چوتھائی حق اللہ کا اور باقی سب آپس کے ہیں:

اللہ نے اپنا حق بھی بہت تھوڑا رکھا ہے۔ایک چوتھائی حق اللہ کا ہےاو باقی سب حقوق آپس کے ہیں۔صرف پچیس فیصد اللہ کا اور پچھتر فیصد بندوں کے آپس کے حقوق ہیں۔اس میں بھی معافی رکھی۔پھر بھی نہ کرے تو یہ بہت بڑی نمک حرامی کہلاتی ہے۔اس لئے میرے دوستو!اس طرف توجہ کرنی ہے۔اس مبارک مہینہ میں اور اس مبارک گھڑیوں میں اس بات کی توجہ کرنی ہے۔توبہ کرکے اپنی زندگی کو بدلنی ہے۔اسی سے اندر کا چین بھی ملے گا،اگر حکموں کا تابع ہوا تو چین کی زندگی دی جائے گی۔ورنہ اندر کا چین چھین لیتے ہے۔الجھنیں اور پریشانیاں رہتی ہیں۔

## اطاعت سے دل کا سکون ملتا ہے:

اللہ کی یاد سے دل کو چین ملتا ہے،اللہ کی یاد کا مطلب ہے اللہ کی اطاعت،خالی زبان سے یاد کرنا نہیں ہے۔زبان سے بھی یاد کرنا ہے اور اپنے آپ کو عمل کا بھی پابند بنائیں۔ورنہ زبان سے اللہ کی یادتو ہو اور عمل اس کے خلاف ہو تو یہ دھوکہ

ہے۔ پابندی سے اندر کا چین ملے گا اور دین کی وجہ سے اسباب میں برکت آئے گی۔ جب برکت آئے گی تو مشکلات آسان ہو جائے گی۔

## برکت کس کو کہتے ہیں؟:

برکت کا معنی بڑھنا نہیں ہے۔ ہاں! البتہ برکت کا یہ اثر ہوتا ہے کہ بڑھ جاتا ہے ،کبھی زیادہ بھی ہو جاتا ہے، لیکن ایسا ہونا ضروری نہیں ہے۔ ہاں! برکت کا یہ اثر ضرور ہوتا ہے کہ اللہ کی طرف سے کام آسان ہو جاتے ہیں اور کام بن جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نبیوں کو برکت دیتے ہیں ،اسباب زیادہ نہیں دیتے۔ برکتوں سے ان کا کام چلتا ہے۔ حالات بنتے چلے جاتے ہیں اور ضرورتیں پوری ہوتی چلی جاتی ہیں اور آدمی اپنی ذمہ داری سے پیچھے نہیں رہتا۔ لہذا اصل زندگی تو ذمہ داری کی زندگی ہے۔

## دین کا ہر کام اپنی ضرورت سمجھ کر کرنا ہے:

حدیث شریف میں ہے جتنی ذمہ داری پوری کی جائے گی اتنی ہی اللہ کی مدد اترے گی، لہذا اپنی ذمہ داری پوری کرو، عبادت کی ذمہ داری جیسے نماز ہے، روزہ ہے، زکوۃ ہے کہ پوری پوری زکوۃ ادا کریں، اور زکوۃ کو غریب کی ضرورت نہ سمجھیں، اپنی ضرورت سمجھیں۔ اپنی ضرورت سمجھ کر زکوۃ ادا کریں۔ دین کا ہر کام اپنی ضرورت سمجھ کر کرنا ہے۔ دھوبی سے کپڑے دھلواتے ہیں تو دھوبی کی ضرورت سے نہیں کہ اگر اس کو نہ دیا تو وہ بھوکا مرے گا، بلکہ اپنی ضرورت سے دھلواتے ہیں، ایسے غریب ہماری زکوۃ کے بغیر بھوکا نہیں مرے گا، اللہ دوسری جگہ سے دیں گے، زکوۃ یہ اللہ کا حق ہے، اور

اللہ نے کہا ہے کہ میرا حق بندوں کو دینا۔ بندوں کو دیگا تو مجھ تک پہونچ جائے گا، جیسے دنیا میں کوریئر اور کیریئر ہوتے ہیں، کام بنانے کے لئے ہوتے ہیں، ان کے ذریعہ کوئی چیز اگر بھیجی جائے تو منزل تک پہونچتی ہے، اسی طرح اس غریب کو پیسے دیئے تو یہ اللہ کو پہونچ جائیں گے، اور اللہ کو بھی اس کی ضرورت نہیں، لیکن اللہ نے ہمارے لئے انتظام کیا ہے، اس لئے اپنے مالوں میں اللہ کا حق سمجھ کر زکوۃ ادا کرنا ہے۔ غریب کی ضرورت نہیں سمجھنا ہے، آپ نہیں دوں گے تو غریب بے چارہ کیا کرے گا؟ مر جائے گا؟ نہیں! وہ تو چلا جائے گا۔

کیا صرف مال ہی میں زکوۃ واجب ہوتی ہے؟ ایسا نہیں کہ صرف کیش رقم ہی میں زکوۃ واجب ہوتی ہے، بلکہ اور چیزوں میں بھی زکوۃ ہوتی ہے، علماء سے پوچھیں! نہیں تو زکوۃ روکنے والا یہ بڑا گنہگار کہلائے گا۔ ایسے ہی نماز، روزہ وغیرہ عبادتوں کا بھی یہی حکم ہے کہ اس کو اپنی ضرورت سمجھ کر پورا پورا ادا کرنا ہے۔

## مسلمانوں کے بازار مسجدوں کے مانند ہوتے ہیں:

اسی طرح میرے بھائیو! ہمیں ہماری کمائیاں بھی صحیح کرنی ہیں، ہماری کمائیاں بازاری عورتوں کی طرح نہ ہوں۔ حضرت علیؓ فرماتے تھے کہ مسلمانوں کے بازار ایسے ہوتے ہیں جیسے ان کی مسجدیں ہوتی ہیں۔ جیسے مسجد میں ہم صاف ستھرے ہوتے ہیں، غلط چیز کرتے نہیں ہیں، تو بازار میں بھی یہ چیز نہیں ہوگی۔ کیوں کہ جو مسجد میں ہیں وہ ہی بازار میں آتے ہیں اور جو بازار میں ہیں وہی مسجد میں آتے ہیں۔ یہ معیار ہے کہ

''سُوۡقُ الۡمُسۡلِمِ کَمُصَلاَّھُمۡ ''مسلمان کے بازار میں سارے کاروبار پاک صاف ہوتے ہیں، جیسے وہ مسجد میں پاک وصاف ہوتا ہے۔اس لئے صحابہ کی تجارت سے اللہ خوش تھے،اور خوش ہوکر ان کی تجارتوں میں برکتیں دیں۔ہر چیز اچھی ہے،مزدوری، تجارت،کھیتی،ملازمت ہر چیز اچھی ہے اگر وہ ان کو صحیح طریقے سے کیا جائے،ان کے فضائل اور مسائل کو جان جان کر کیا جائے۔

## کلمہ کا تقاضا:

میرے پیارو! ہم نے جو کلمہ پڑھا ہے''لاَاِلٰہَ اِلاَّاللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوۡلُ اللّٰہِ'' یہ ذمہ داری کا کلمہ ہے،اسی پر جینا ہے،اسی پر مرنا ہے۔یہ ہی ایک راستہ ہے۔اس کے علاوہ دوسرا کوئی راستہ نہیں۔لہذا اسی پر رہو اور اسی پر مرو۔لہذا توبہ کر کے اپنے آپ کو اس کا پابند بنانا ہے۔دین کو سیکھنا ہے، دین کو پڑھنا ہے،دین کو سمجھنا ہے،دین کو پوچھنا ہے۔یہ نہیں کے جو چل رہا ہے چلنے دو۔جیسے دنیا کے کاموں کو پوچھ کر،سیکھ کر، سمجھ کر کرتے ہیں ایسے دین کے کام کو بھی پوچھ کر،سمجھ کر کرنا ہے،تا کہ وہ عمل بنے، جب عمل بنے گا تو اللہ اس کا نتیجہ لائیں گے،عمل ہی نہیں بنا تو نتیجہ کیا نکلے گا،یہ تو رواج ہے۔اس لئے رواج سے بچنا ہے۔اللہ ہم سب کو توفیق عطا فرمائے۔

## رمضان المبارک تو ہے ہی توبہ کرنے کے لئے:

ہم ان مبارک دنوں سے خوب فائدہ اٹھائیں، روزانہ توبہ کرنا ہو،کیوں کہ رمضان تو ہے ہی توبہ کرنے کے لئے۔حدیثوں میں ہے کہ بدبخت ہے وہ انسان جس

کی رمضان میں بخشش نہیں ہوئی۔کم نصیب ہے وہ جس کی اللہ نے بخشش نہیں کی، کیوں کہ اس نے اللہ سے بخشش مانگی ہی نہیں۔ ورنہ یہ تو بخشش کا مہینہ ہے، گناہوں سے معافی کا مہینہ ہے۔دعاؤں کی قبولیت کا مہینہ ہے۔ یہ سب اس شخص کے لئے ہے جو عمل کرے۔اس مہینہ میں اپنی راحت وآرام کو کم کریں۔ دنیا کی مشغولیت کو کم کریں۔تب جا کر یہ کام بنے گا۔

## دنیااورآخرت ایک ساتھ جمع نہیں ہوتے:

دنیااورآخرت دوایک ساتھ جمع نہیں ہوسکتے ،دودھ میں بھی ہاتھ ڈالےاوردہی میں بھی ہاتھ ڈالے، یہ نہیں ہوسکتا۔اس لئے اپنی آخرت بنانے کے لئے اپنی دنیا کو کم کرنا پڑے گا۔پھر بڑی برکتیں ہوگی۔اگر کسی نے آخرت کے بوجھ کو گھٹا دیا، دنیا کے بوجھ کو بڑھا دیا تو وہ دنیا اس کے لیے بوجھ بنے گی،اس میں کوئی برکت نہیں ہوگی۔اس لئے توبہ کرنی ہے،اپنی ذمہ داریوں کو سمجھنا ہے۔اپنے آپ کو دین دار بنانا ہے،دین کی محنتوں میں اپنے آپ کو لگانا ہے۔ایک ایک عمل کے لئے اپنے آپ کو پابند بنانا ہے، کیوں کہ یہ بھی ہمارے لیے ہیں،جیسے ڈیوٹی اور تجارت ہمارے لیے ہوتی ہیں۔ایسے ہی دین بھی ہمارے لیے ہے۔دین کو ہم اپنا نہیں سمجھتے ، بلکہ اللہ کا سمجھتے ہیں۔ہاں ! دین اللہ کا دیا ہوا ہے،باقی وہ ہمارے لیے۔

☆☆☆☆☆☆

﴿ ۷ ﴾

# دنیا ایک بازار ھے

21 June 17 (26 Ramdhan 38)

بتاریخ: ۲۱ / جون ۲۰۱۷ء مطابق ۲۶ / رمضان المبارک ۱۴۳۸ھ

بمقام: خانقاہ محمودیہ جامعہ علوم القرآن، جمبوسر

## اقتباس

حدیث میں یہ فرمایا کہ "كُلُّ النَّاسِ يَغْدُوْ فَبَائِعٌ نَفْسَهُ يُوْبِقُهَا اَوْ يُعْتِقُهَا"۔ ہر آدمی پر صبح شام ہوتی ہے، وہ دنیا میں سودا کرتا ہے، جیسے بازار میں لوگ سودے کرتے ہیں، پھر سودے میں نفع اٹھالیتے ہیں، مالدار ہوجاتے ہیں، اور اگر کھوٹ میں اترے تو پاگل ہوجاتے ہیں، ایسے دین کے معاملے میں ہے کہ ہر آدمی صبح شام کرتا ہے، اور اس میں اپنی صلاحیتوں اور طاقتوں کو لگاتا ہے، اگر اپنی طاقت مقصد پر لگائی تو یہ کامیاب ہے اور نفع پانے والا ہے، اور اگر مقصد پر اپنی طاقت کو نہیں لگاتا تو پھر یہ کھوٹ میں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنَعُوْذُبِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہ فَلاَ مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلاَ ھَادِیَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنْ لاَ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لاَشَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوْلاَ نَا مُحَمَّداً عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ وَصَلّٰی اللّٰہ تَعَالیٰ عَلَیْہِ وَعَلیٰ آلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَبَارَکَ وَسَلَّمَ تَسْلِیْماً کَثِیْراً کَثِیْراَ ۔ اَمَّابَعْدُ

## دنیادارالعمل ہے:

میرے پیارے بھائیو! دنیا کو اللہ نے دارالعمل بنایا ہے۔یعنی کام اور عمل کرنے کی جگہ ہے۔وقت بھی عمل کے لئے اور جگہ بھی عمل کے لئے ہے۔دنیا کا ایک دوسرا پہلو یہ بھی ہے کہ یہ دھوکا کی جگہ ہے، دارالغرور ہے، آدمی یہاں دھوکا کھاتا ہے،اس لئے یہاں اپنے آپ کو دھوکہ سے بچانا اور زندگی کا رخ عمل کی طرف کرنا یہ اصل چیز ہے۔عمل کی جگہ میں عمل سے ہی فائدہ ہوگا، جیسے بازار کاروبار کی جگہ ہے، جو کاروبار کرے گا وہ نفع پائے گا، کیوں کہ وہ ہے ہی کاروبار کرنے کی جگہ۔ایسے ہی دنیا عمل کی جگہ ہے۔اللہ تعالیٰ نے جو صلاحیتیں اور طاقتیں دی ہیں وہ عمل کے لئے دی ہیں۔ ہاتھ پیر کی طاقت،آنکھ کان کی طاقت، مال ودولت کی طاقت، یہ طاقتیں صرف گذارے

کے لئے نہیں ہیں، بلکہ عمل کرنے کے لئے دی ہیں۔اس لئے یہاں دنیا میں عمل کرنا ہے جیسے بازار میں لوگ تجارت کر کے نفع کما لیتے ہیں، مالدار ہو جاتے ہیں۔اور کچھ لوگ اپنے پاگل پنے کی وجہ سے کھوٹ میں اتر جاتے ہیں۔

## دنیا ایک بازار ہے:

حدیث میں یہ فرمایا کہ "كُلُّ النَّاسِ يَغْدُوْ فَبَائِعٌ نَفْسَهُ يُوْبِقُهَا اَوْ يُعْتِقُهَا"۔ ہر آدمی پر صبح شام ہوتی ہے، وہ دنیا میں سودا کرتا ہے، جیسے بازار میں لوگ سودے کرتے ہیں، پھر سودے میں نفع اٹھا لیتے ہیں، مالدار ہو جاتے ہیں، اور اگر کھوٹ میں اترے تو پاگل ہو جاتے ہیں، ایسے دین کے معاملے میں ہے کہ ہر آدمی صبح شام کرتا ہے ، اور اس میں اپنی صلاحیتوں اور طاقتوں کو لگاتا ہے، اگر اپنی طاقت مقصد پر لگائی تو یہ کامیاب ہے اور نفع پانے والا ہے، اور اگر مقصد پر اپنی طاقت کو نہیں لگاتا تو پھر یہ کھوٹ میں۔

## بڑا نفع لیکن کرنے والے تھوڑے:

ایک حدیث میں حضور ﷺ نے فرمایا کہ یہ جو ذکر کے کلمات ہیں، "سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَر" یہ تیسرے کلمے کے الفاظ ہیں۔آپ نے فرمایا کہ نمازوں کے بعد یہ تسبیح ۳۳/۳۳ مرتبہ پڑھ لیں۔کل ملا کر ۱۰۰/کلمات ہوتے ہیں۔ سوتے وقت بھی پڑھ لیا کرو، اس طرح پانچ نمازوں کے پانچ سو اور سوتے وقت کے سو۔ سب ملا کر ۶۰۰ ہوئے ، اور ایک کلمہ پر دس نیکی ملتی ہے، تو چھ سو کو دس سے ضرب دو، کتنے

ہوئے؟ ۶۰۰۰ چھ ہزار ہوئے۔آدمی ہر روز چھ ہزار نیکی کما سکتا ہے، گناہ تو اتنے ہوں گے نہیں اور اتنی ساری نیکیاں ہو جائے گی، تو اس سودے میں نفع میں رہا کہ نقصان میں؟ بڑا نفع ہوا۔کتنا بڑا نفع کا مقام ہے کہ روزانہ چھ ہزار نیکی کما سکتا ہے، لیکن اس کے کرنے والے تھوڑے ہیں، یہ پیغمبر کی بات ہے۔لوگ نہیں کرتے! صحابہ نے پوچھا کہ یا رسول اللہ! اتنا بڑا نفع ہے کہ روزانہ چھ ہزار کی آمدنی اور وہ بھی نیکیوں کی، پیسوں کی نہیں۔نیکی بڑی قیمتی ہے، نیکی کی یہ تاثیر ہے کہ ایک نیکی آدمی کو جنت میں لے جاتی ہے۔حضور ﷺ نے فرمایا کہ اس کے کرنے والے تھوڑے اس لئے ہوئے کہ آدمی نماز پڑھنے کے لئے آتا ہے، نماز سے فارغ ہوتا ہے، تو شیطان اس کو کوئی چیز یاد دلاتا ہے، فلاں کام ہے، فلانی ضرورت ہے۔جیسے ضرورت یاد آئی، وہ تسبیح چھوڑ دی اور چلا گیا۔اور سونے کے وقت لیٹا کہ لیٹے لیٹے تسبیح پڑھ لوں اور کیا پڑے گا، یوں اس کو سلا دیا، وہاں مسجد سے نکال دیا اور یہاں سلا دیا، اس طرح چھ ہزار کے بڑے نفع سے محروم کر دیا۔فرمایا''رَبِحَ مَنْ رَبِحَ وَخَسِرَ مَنْ خَسِرَ'' کمالیا جس نے کمالیا اور کھوٹ میں اترا وہ جو کھوٹ میں اترا۔

## عمل کے لئے ایمان شرط ہے:

رسول اللہ ﷺ جو سمجھا رہے ہیں یہ عمل کی راہ کہلاتی ہے۔اس لئے اپنی راہ عمل کی بناؤ، کیوں کہ یہ دنیا دار العمل ہے۔عمل کرنے کے لئے ایمان شرط ہے۔اللہ کا شکر ہے کہ اس نے ہمیں ایمان دیا، ہم ایمان والے ہیں۔رہا عمل کہ وہ ہماری ذمہ داری ہے۔اور عمل کے لئے علم ہونا ضروری ہے، بغیر علم کے لیے کیا عمل کرنا ہے۔

امام غزالیؒ نے فرمایا کہ ایمان اور علم اصل دولت ہے۔ اللہ پر، رسولوں پر، آخرت پر، کتابوں پر، جنت وجہنم، قبر وقیامت ان سب پر ایمان لانا ضروری ہے، لیکن اس کا علم ہونا چاہئے۔ نماز کے لئے نماز کا علم، زکوۃ کے لئے زکوۃ کا علم، اور دوسری عبادتوں کا علم ہے، ان تمام چیزوں کو سیکھنا ہے۔

## جہالت سے ذمہ داریاں پوری نہیں ہوتی:

دو قسم کے احکام ہوتے ہیں، ایک کرنے کے اور ایک بچنے کے، جیسے سڑک پر ایک لائن چلنے کی اور ایک بچنے کی ہوتی ہے۔ ایسے ہی دین میں کچھ کام کرنے کے ہیں اور کچھ بچنے کے ہیں۔ تو جو احکام بچنے کے ہیں ان کا جاننا بھی ضروری ہے تا کہ بچے، اگر جانیگا نہیں تو بچے گا کیسے؟ اس لئے دین سکھنا ضروری ہے، دین سکھیں، پوچھیں، جانیں، تا کہ عمل صحیح ہو جائے۔ اگر یہ چیزیں نہیں ہوئی تو جہالت رہے گی، اور جہالت سے ذمہ داریاں پوری نہیں ہوتیں۔ جہالت سے کوئی حق ادا نہیں ہوتا۔ حق ادا کرنے اور ذمہ داری کو پورا کرنے کے لئے واقف ہونا ضروری ہے۔ واقف ہوگا تو ذمہ داری کو پورا کرنے کی کوشش کرے گا اور بچنے کی چیزوں سے بچے گا۔ اس لئے دین سیکھنا فرض قرار دیا گیا۔ بغیر سیکھے عمل کرے تو عمل غلط ہوگا۔ بغیر سیکھے ہوئے روٹی پکائے یا کھانا پکائے تو کیا ہوگا؟ وہ تو خراب کردے گا۔ ایسے ہی جہالت کی وجہ سے دین خراب ہوگا۔

## پابندی سے جنت بنتی ہے:

انسان کی پہلی ذمہ داری یہ ہے کہ وہ دین سیکھے۔ پھر دوسری ذمہ داری ہے دین کو

سیکھ کر اپنے آپ کو عمل کا پابند بھی بنائے، یعنی اخیر تک، موت تک عمل کرتا رہے۔ پابندی کرنے سے عمل بنتا ہے، کبھی کرے، کبھی نہ کرے، کبھی چھوڑ دے، کبھی ادا کرے، وہ عمل نہیں بنے گا۔ جیسے مکان کی تعمیر کرتے ہیں کہ اینٹ پر اینٹ رکھ کر پوری کرتے ہیں، تو وہ مکان رہنے کے قابل ہوجائے گا، ایسے ہی عملی زندگی ہے کہ اپنے آپ کو عمل کا پابند کرے، اس سے اس کی جنت بنتی ہے۔ جس طرح مکان بنانے کے لئے جتنی چیزوں کی ضرورت ہے، وہ ملتی رہیں گیں تو تعمیر ہوتی رہے گی اور وہ مال نہیں آیا تو تعمیر رک جائے گی۔ اسی طرح عمل چھوٹ جائے گا تو وہ جنت جس کی تعمیر ہورہی تھی رک جائے گی، پوچھیں گے کہ یہ تعمیر کیوں رک گئی تو فرشتے کہیں گے کہ مال نہیں آرہا ہے، یہ آدمی پہلے پابند تھا اور چھوڑ کر الگ ہوگیا۔ رمضان المبارک میں اعمال بنائے اور رمضان کے بعد چھوٹ گئے، اس لئے پابند ہونا ضروری ہے۔

## اپنے آپ کو خیر کے کاموں کا عادی بناؤ:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ اپنے آپ کو خیر کے کاموں کا عادی بناؤ۔ جیسے ضرورت کی چیزوں کا عادی بنتے ہیں کہ چائے پینی ہے، پان کھانا ہے، اس کے عادی بن گئے ہیں، ایسے ہی خیر کے کاموں کے عادی بنو، روزانہ کرتے رہو، کیوں کہ دین پہلے عادت میں آئے گا، پھر عبادت میں منتقل ہوگا۔ جیسے چھوٹے بچے سے نماز پڑھواتے ہیں کہ جب تمہارا بچہ سات سال کا ہوجائے تو اس کو نماز کا حکم دو، بچہ پر کہاں نماز فرض ہے، پھر بھی کہا کہ اس کو نماز پڑھاؤ، کیوں؟ اس لئے کہ وہ عادی

بنیں۔ ہمارے ایک بزرگ حضرت مولانا تھانویؒ کہتے ہیں کہ مجھے ۱۳ سال کی عمر سے تہجد کی عادت بن گئی تھی۔ بعض بزرگوں نے اپنی اولاد سے کہا کہ روزانہ ایک قرآن پڑھ لیا کرو، قرآن پڑھ کر پھر دوپہر کی روٹی کھانا، تو وہ روزانہ ایک قرآن پڑھتے تھے، اس طرح ان کو عادی بنایا۔ عادت ہوگئی، اب مشکل نہیں ہوگا، کیوں کہ روزانہ کرتے ہیں۔ اور عمل اسی کو کہتے ہیں جو روزانہ ہو۔ کبھی کرے اور کبھی نہ کرے یہ تو کھیل ہوگیا۔ کیوں کہ کھیلاڑی کا جی چاہے تو کھیلے اور جی نہ چاہے تو نہ کھیلے، اس کو کھیل کہتے ہے۔ اس کے مقابلے میں عمل ہوتا ہے جو کہ روزانہ ہوتا ہے کہ یہ تو میرا کام ہے اور میں روزانہ کام پر جاتا ہوں۔

## دین کو کھیل نہ بناؤ:

دین کو کھیل نہ بنائے، جو دین کو کھیل بنائے گا وہ اپنی دنیا سے دھوکا کھائے گا، کیوں کہ دین بنایا نہیں اور دنیا رہی نہیں تو اب کھوٹ میں اترے گا۔ اگر دین کا پابند ہو اور مجبوری آگئی، اب پابندی نہیں ہوتی تو اللہ اس بندہ کی مجبوری کے زمانے میں عمل کئے بغیر ثواب دیں گے۔ جیسے پینسن ملتا ہے، عمر ایسی ہوگئی کہ کام کا رہا نہیں تو اب اس کی چھٹی ہوگئیں، لیکن اس کو پیسے دیتے ہیں۔ ایسا ہی اللہ کا معاملہ ہے کہ بندہ روزانہ قرآن پڑھتا تھا، اب آنکھیں چلی گئی، اب پڑھا نہیں جاتا تو بغیر پڑھے ثواب ملے گا۔ جماعت سے نماز پڑھتا تھا، اب عذر کی وجہ سے جماعت سے نماز پڑھی نہیں جاتی تو بغیر جماعت کے جماعت کا ثواب دیں گے۔

## دین میں زبردستی نہیں ہے:

پابندی اصل ہے، اس لئے اللہ تعالیٰ نبیوں کو بھی پابندی کا حکم دیتے ہیں کہ جیسا حکم ملا ہے ویسا کرو، جیسا جی چاہے ویسا نہیں۔ یہ دنیا عمل کے لئے بنائی ہے، باقی اللہ تعالیٰ کسی پر زبردستی نہیں کرے گا، جو کرے گا اپنے لیے کرے گا، نہیں کرے گا تو وہ جانیں۔ زبردستی کسی کو نہیں کرتے، بلکہ اللہ تعالیٰ تو بشارتوں کے ساتھ چلاتے ہیں کہ ہم تمہیں یہ عطا فرمائیں گے، یہ دیں گے، برکتیں ہوں گی، ثواب ملے گا، اس طرح بشارتیں سناتے ہیں، تاکہ خوشی خوشی عمل کرے۔ نبیوں کو حکم ہوا کہ ہمارے بندوں کو بشارتیں سناؤ ''فَبَشِّرْ عِبَاد''، حضور بشارتیں سناتے تھے، کیسی بشارتیں سناتے تھے، مثال کے طور پر جو آدمی عصر سے پہلے چار رکعات نماز سنت پڑھے، اس کو رسول ﷺ نے دعا دی: ''رَحِمَ اللّٰهُ اِمْرَأً صَلّٰى اَرْبَعًا قَبْلَ الْعَصْرِ'' اے اللہ اس بندے پر رحم کر جو عصر سے پہلے چار رکعات نماز پڑھے۔ اس لئے امت کے بعض لوگ ایسے گذرے ہیں کہ ان کی عصر کی سنت کبھی نہیں چھوٹی، حالانکہ یہ چار رکعات واجب یا سنت مؤکدہ نہیں ہے، لیکن چونکہ نبی کی دعاء ملی ہے اس لئے ان کی عصر سے پہلے کی سنتیں کبھی فوت نہیں ہوئی۔ کبھی دعائیں دیں گے، کبھی برکتیں بتائیں گے، کبھی ثواب بتائیں گے، کبھی خوش خبریاں دیں گے، عمل کی قیمت بتائیں گے کہ فجر کی دو رکعات سنت یہ دنیا مافیھا سے بہتر ہے لہذا اس کو مت چھوڑنا، چاہے دشمن کے گھوڑے تمہیں اپنے پاؤں میں روندے، عمل کی اہمیت بتائی کہ ظہر سے پہلے کی

سنت ایسی ہے جیسے تہجد کی نماز۔ حضور فرماتے تھے کہ رات کا اٹھنا آسان نہیں ہے، اس لئے عشاء کی نماز کے بعد، وتر کے بعد دو رکعات نماز پڑھ لو، بعد میں اگر رات کو اٹھ گئے تو تہجد پڑھ لو ورنہ یہ دو رکعات ہی تہجد کا کام کرلے گی۔ یہ سب دنیا کے دار العمل ہونے کی وجہ سے ہے۔

## دنیا کا نقصان کئے بغیر عمل ہوتا نہیں:

حضور ﷺ اللہ کی طرف سے اسی لئے بھیجے گئے ہیں کہ بندوں کو بشارتیں سناویں۔ خوشخبریاں سناویں، برکتیں بتاویں، اور اپنی زندگی کو عملی بناوے، اس کے لئے دنیا قربان کرنی پڑے گی۔ کچھ نہ کچھ دنیا نقصان برداشت کئے بغیر عمل ہوتا ہے۔ دنیا کا نقصان نہ ہو اور آخرت بنے ایسا نہیں ہوسکتا، دنیا نہ چھوٹے اور آخرت بن جائے یہ دھوکا کی بات ہے۔ دنیا نقصان ہوجائے ہونے دو، یہ تو کوَر ہوجائے گا، لیکن اگر آخرت کا نقصان ہوا تو کوَر نہیں ہوگا۔ ہمارے ایک دوست ابھی بھی زندہ ہے، ان گھر میں چوری ہوگئی، ایسی چوری کہ سارا کا سارا صاف۔ بیچارے دوسرے شہر میں چلے گئے۔ کچھ کام کیا، کاروبار کیا، کام جم گیا اور مالدار ہوگئے۔ پہلے پرانا گھر تھا لہذا ایک نیا گھر خرید لیا۔ کہنے کا مقصد یہ ہے کہ دنیا کا نقصان تھا کوَر ہوگیا۔ مال تو آتا جاتا ہے۔ ''اَلْمَالُ غَادٍ وَرَائِحٍ '' مال صبح آئے شام کو چلا جائے، شام کو آئے صبح کو چلا جائے، وہ تو ہے ہی آنے جانے والی چیز۔ یہ پڑا رہے تو فائدہ نہیں دے گا۔ چائے پینی ہو تو پیسے دینے پڑے، اپنے پاس سے مال کو ہٹانا پڑے گا، تب جا کر فائدہ ہوگا۔

## آخرت بنانے کے لئے دنیا قربان کرنی پڑے گی:

عمل کا معاملہ ایسا نہیں ہے کہ جو عمل اپنی جگہ سے فوت ہوا وہ قیامت تک نہیں آئے گا، حدیث میں ہے کہ ایک روزہ چھوڑ دیا، ساری عمر روزہ رکھے تو بھی اس کا بدل نہیں ہوسکتا۔ اس لئے اپنی دنیا کا نقصان تو برداشت کرلے لیکن اپنی آخرت کا نقصان نہ کرے، آخرت بنانے کے لئے دنیا قربان کرنی پڑتی ہے۔ دونوں کو ملا کر چلو ایسا نہیں ہوسکتا۔ جیسے دودھ اور دہی ایک پیالے میں جمع نہیں ہوسکتے۔ اللہ نے دنیا کو قربان کرنے کے لئے بنایا ہے، آخرت کے لئے دنیا قربان کرنے سے کھوٹ میں نہیں بلکہ نفع میں رہے گا۔

## عمل کو بعد پر ٹالنے والے کھوٹ میں ہوتے ہیں:

اس لئے اپنے آپ کو اور اپنے نفس کو تیار کرنا ہے، ہمت کرنی ہے۔ دوسرے وقت نہ ٹالیں کہ بعد میں کریں گے، بعد میں کچھ ہوتا نہیں۔ بعد پر ڈالنے والے اکثر کھوٹ میں ہوتے ہیں، ''اِنَّ اَکْثَرَ صِیَاحِ اَھْلِ النَّارِ مِنَ التَّسْوِیْفِ'' یہ فرمایا ہے کہ دوزخیوں کی زیادہ چیخ و پکار ٹال و مٹول کی وجہ سے ہوگی۔

لوگ کہتے ہیں، بعد میں کریں گے، ابھی کیا ضروری ہے۔ رمضان کے بعد کریں گے، حج کے بعد کریں گے۔ نماز بعد میں پڑھیں گے، پھر پڑھ نہیں پاتا وہ قضا ہوجاتی ہے۔ کسی کا حق تھا، کوئی لینا دینا تھا۔ لینے والا آیا تو کہتے ہیں کیا کھا کر مر گیا ہوں؟ دیں گے۔ پھر دے نہیں پاتے ہیں اور یونہی مر جاتے ہیں۔ موقع ملا تھا تو خود ہی چھوڑ

دیا، اب موقع نہیں ملتا۔ اس لئے فرمایا کہ زیادہ تر دوزخ میں جانے والے ٹالنے والے ہوتے ہیں۔ آج کل پر ٹالتے رہتے ہیں، اس طرح اللہ کا حق بھی باقی رہ جاتا ہے اور مخلوق کا حق بھی باقی رہ جاتا ہے۔

## ذکر اور شکر کا مجموعہ حسن عبادت ہے:

اپنے آپ کو اس معاملہ چوکنّا بنانا ہے، اور اس کام کے لئے اللہ سے اپنے بارے میں مدد مانگنا ہے، اور دعاء کرنی ہے: "رَبِّی اَعِنِّی عَلٰی ذِکْرِکَ وَشُکْرِکَ وَحُسْنِ عِبَادَتِکَ"۔ یہ دعا اسی لئے ہے کہ ہم اس سے مدد مانگیں۔ اے اللہ تو میری مدد کر کہ میں تیرا ذکر کروں، شکر کروں، تیری اچھی عبادت کروں۔ اللہ کا ذکر یہ اس کے حکموں کی وجہ سے ہے اور شکر اس کی نعمتوں کی وجہ سے ہے۔ پھر ان دونوں کا مجموعہ حسن عبادت ہے۔ اللہ کی مدد کے بغیر کام ہوتا نہیں ہے، اس لئے اللہ سے مدد بھی مانگیں، ہمت بھی کریں، اور اپنے آپ کو آگے بڑھائیں، روزانہ اپنے آپ کو چوکنّا بنائیں، اللہ مجھے بھی توفیق دے اور آپ کو بھی توفیق دے۔ (آمین)

☆☆☆☆☆☆

﴿۸﴾

# الله سے اپنا معاملہ ٹھیک کرلو

22 June 17 (27 Ramdhan 38)

بتاریخ: ۲۲/جون ۲۰۱۷ء مطابق ۲۷/رمضان المبارک ۱۴۳۸ھ

بمقام: خانقاہ محمودیہ جامعہ علوم القرآن، جمبوسر

## اقتباس

فرمایا کسی عمل کو سر سے اتار دینا کہ کرلیا ہوگیا، یہ کافی نہیں ہے؛ بلکہ اس عمل کو ایسا کیا جائے کہ جس کی جانب سے وہ کام سونپا گیا اس آدمی کو پسند آجائے۔ جیسے آپ کسی کاریگر کو کوئی کام سونپو تو وہ ایسا کام کر کے دیکھائے گا کہ جس سے کام کرانے والا خوش ہوجائے۔ تو اللہ کو بھی ایسا عمل پیش کیا جائے جو اللہ کو پسند آجائے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنَعُوْذُبِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہ فَلاَ مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلاَ ھَادِیَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنْ لاَ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لاَشَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوْلاَ نَا مُحَمَّداً عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ وَصَلَّی اللّٰہ تَعَالیٰ عَلَیْہِ وَعَلیٰ آلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَبَارَکَ وَسَلَّمَ تَسْلِیْماً کَثِیْراً کَثِیْراً . اَمَّابَعْدُ

## سب سے بڑی بات اللہ کا راضی ہونا ہے:

میرے پیارے بھائیو اور بزرگو! ہمارا یہ جمع ہونا کسی مقصد کے لئے ہے، دنیا میں کبھی تو لوگ جمع ہوتے ہیں تماشے کے لئے کہ تماشا دیکھ کر چلے گئے۔ کبھی جمع ہوتے ہیں کسی تقریب پر، کسی کی شادی تھی، کسی کا نکاح تھا، کسی کا ولیمہ تھا، تو جمع ہوئے اور کھا پی کر چلے گئے۔ ہمارا یہ جمع ہونا ایسا نہیں ہے۔ ہم تو کسی کام کے لئے جمع ہوئے ہیں، اس لئے نیت کرو کہ ہم اس کام کو کریں گے، اور ایسا کام کرنا ہے کہ اللہ راضی ہوجائے۔ سب سے بڑی بات اللہ کا راضی ہونا ہے۔ ’’وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰہِ اَکْبَرُ‘‘ اللہ راضی ہوگئے تو سارے کام بن گئے۔

زمینوں کی، آسمانوں کی، دلوں کی، ہر چیز کی چابیاں اللہ کے ہاتھ میں ہیں، جب اللہ کھولیں گے تو کھلے گی اور جب اللہ بند کریں گے تو بند ہوگی۔ کسی کے ہاتھ میں کچھ نہیں۔ اس لئے اللہ کو راضی کرنا ہے۔

## اسلام اللہ کا محبوب اور پسندیدہ دین ہے:

اللہ تعالیٰ نے ہم کو پسند کر کے دین دیا ہے۔ یہ جو دین ہم کو دیا گیا ہے وہ اللہ کو بہت پسند ہے۔''اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللہِ ''ایک دفعہ ہم کینیڈا میں تھے، جہاز سے اترے تو ساتھیوں نے کہا کہ عشاء کا وقت قریب ہے، ہم مسجد میں نماز پڑھ لیں۔عشاء کی نماز پڑھنے گئے تو لوگ جمع ہو گئے کہ بات بھی کرلو۔تو اس وقت میں نے ان سے کہا اللہ نے ہم کو پسند کر کے دین دیا ہے، میں نے ان کو مثال دی کہ ہمارے دلّی کے رہنے والے کچھ دوست ہیں، جمعرات کو آتے رہتے ہیں، جیسے آپ آئے ہو، کچھ تو ان میں فروٹ کے تاجر بھی ہیں تو وہ ہمارے لیے فروٹ لاتے ہیں، ایک مرتبہ پپیتا لائے، ایسا اچھا کہ اگر ہم بازار سے خریدیں تو وہ بھی ایسا نہیں ہوگا۔ کیوں کہ وہ ہمارے لیے پسند کر کے لائے، وہ تاجر ہے اس لئے وہ جانتے ہیں کہ کون سا پپیتا سب سے اچھا ہے؟ اس کو پسندیدہ چیز کہتے ہیں۔ اللہ نے ہمیں پسند کر کے یہ دین دیا ہے کہ لو مجھے یہ بہت پسند ہے اور یاد رکھو پسند کر کے جو چیز دی جائے تو وہ بڑی عزت کی بات ہوتی ہے، بڑی محبت کی بات ہے۔ یہ مثالیں ہیں، وَلِلّٰہِ الْمَثَلُ الْاَعْلٰی ۔

## اللہ بندوں سے کب راضی ہوں گے؟

اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے اس وقت راضی ہوں گے جب ہم اس کے پسند کردہ دین سے وہ عمل کریں جو اس کو پسند آوے، تب جا کر جوڑ بیٹھے گا۔ اللہ نے پسند کر کے

دین دیا اور ہمیں اس پسندیدہ دین پر عمل کر کے دینا ہے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے ایسا عمل کیا کہ اللہ کو پسند آ گیا، "تو رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡھُمۡ وَرَضُوۡعَنۡہُ" کا پروانہ دیا۔ اصل ترتیب یہ ہے کہ ہم وہ تقاضوں کو پورا کریں جو اللہ کو پسند آ جائے۔ اللہ راضی ہو جائے ایسا عمل کرنا ہے۔ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین سے اللہ خوش ہو گئے۔ کیوں؟ اس لئے کہ جب جب بھی ان کے سامنے دین کی بات آئی، دین کا تقاضا آیا تو یہ حضرات تیار ہو گئے۔ اگر کوئی چیز اللہ نے منع کی تو اس سے بچنے کے لئے بھی تیار ہو گئے کہ اب نہیں کریں گے۔ "اِنۡتَھَیۡنَا" کہہ دیا تو اللہ ان سے خوش ہو گئے۔

## حالات کا دارومدار اللہ کی رضا پر موقوف ہیں:

سارے حالات کا بننا اسی پر موقوف ہے کہ اللہ کو جو پسند ہے ہم وہ کرنے والے بن جائیں اور جو ناپسند ہے اس سے بچنے والے بن جائیں۔ اللہ اگر راضی ہو گیا تو دنیا آخرت کے حالات بن جائیں گے۔ اگر اللہ ناراض ہو گیا تو دنیا کی کوئی طاقت ہمارے حالات نہیں بنائے گی، چاہے ہم کو عہدے ملے، زمین ملے یا مال ملے، کوئی بھی طاقت ہمارے حالات نہیں بنا سکے گی، کیوں کہ اللہ ہی ناراض ہے۔

ہماری زندگی کا وظیفہ اور ہماری زندگی کی ڈیوٹی یہ ہے کہ اللہ کو راضی کرنا اور اس کی ناراضگی سے بچنا۔ جو بات اللہ نے منع کی ہے، حرام کی ہے، بس! اب اس سے بچنا ہے۔ یہی مقصد ہے اس مجمع کا اور اس دین کی باتوں کے سننے کا۔

## اتباع احسن کس کو کہتے ہیں؟:

ان مجلسوں کا تقاضا کیا ہے؟ ان مجلسوں کا تقاضا یہ ہے کہ دین کی باتوں کو عملی بنایا جائے، فرمایا: ”فَبَشِّرْ عِبَادِ الَّذِيْنَ يَسْتَمِعُوْنَ الْقَوْلَ فَيَتَّبِعُوْنَ أَحْسَنَهُ أُولٰئِكَ الَّذِيْنَ هَدَاهُمُ اللّٰهُ وَأُولٰئِكَ هُمْ أُولُوا الْأَلْبَاب “بشارت سنایئے میرے بندوں کو، کون سے بندے؟ کہ میرے وہ بندے جو دین کی بات کو ارادے کے ساتھ سنتے ہیں، دھیان کے ساتھ، پہلا عمل سننا ہے، اور عمل کرنے کے لئے سننا ضروری ہوتا ہے۔ تو فرمایا بشارت ہے میرے ان بندوں کے لیے جو بات کو دھیان سے سنتے ہیں، پھر سن کر کیا کرے۔ فَيَتَّبِعُوْنَ اَحْسَنَه، یعنی اتباع احسن کرے۔ اتباع احسن کا کیا مطلب ہے؟ اتباع احسن کا مطلب یہ ہے کہ بات سناتے وقت جس عمل کے کرنے کے لیے کہا گیا یا اس عمل کے کرنے کا نمبر آیا تو اس عمل کو بہت اچھی طرح کر کے بتایا، اچھی سے اچھی شکل میں اس عمل کو اللہ کے سامنے پیش کیا۔

## عمل کیسا ہو؟

ایک ہے کسی عمل کو سر سے اتار دینا کہ کرلیا ہو گیا، یہ کافی نہیں ہے؛ بلکہ اس عمل کو ایسا کیا جائے کہ جس کی جانب سے وہ کام سونپا گیا اس آدمی کو پسند آجائے۔ جیسے آپ کسی کاریگر کو کوئی کام سونپو تو وہ ایسا کام کر کے دیکھائے گا کہ جس سے کام کرانے والا خوش ہو جائے۔ تو اللہ کو بھی ایسا عمل پیش کیا جائے جو اللہ کو پسند آجائے۔ جس طرح آدمی کھانے پینے کی چیزیں اپنے لیے تیار کرتا ہے تو اچھے سے اچھی شکل میں تیار کرتا

ہے۔ پھر کہتا ہے کہ یہ تو ہمارے گھر کے لیے بنائی ہے، بیچنے کے لیے تو الگ ہے۔ ہمارے دوست احباب ہوتے ہیں تو ہمیں کہتے ہیں کہ یہ چیز ہمارے گھر کی بنائی ہوئی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اس چیز کو بہت زیادہ اہتمام سے بنایا۔ بیچنے کی چیز میں اتنا اہتمام نہیں ہوتا۔ کھانے پینے، پہننے اوڑھنے، رہنے سہنے میں جب آدمی اپنے لیے بناتا ہے تو اس کا خاص اہتمام کرتا ہے۔ جیسے رہنے کا گھر الگ ہوتا ہے اور کرایے پر دینے کا مکان الگ ہوتا ہے۔

اللہ کی طرف سے بندوں کو یہ دعوت ہے کہ تمہارا عمل تمہارے لیے ہے میرے لیے نہیں ہے۔ مجھے تمہارے عمل کی کیا ضرورت ہے۔ کیا ہماری نماز اور روزوں کی اللہ کو ضرورت ہے؟ نہیں !نہیں! اللہ کی عبادت کرنے والے تو بہت سارے فرشتے ہیں، تم نہیں کروگے تو دوسرے بہت ہیں۔ اور کوئی بھی اللہ کی عبادت نہ کرے تو اللہ تھوڑا ہی چھوٹا ہو جائے گا۔ اللہ تو اپنی شان کے ساتھ بڑے ہیں، بڑے رہیں گے۔ جو کوئی آدمی بھی عمل کرے گا وہ اپنے لیے کرے گا۔ اس لیے فرمایا کہ عمل کرو اور اپنے لیے کرو، اور اس کو اچھے سے اچھی شکل میں کرو۔ کیوں کہ وہ تمہارے لیے ہے۔ ''إِنْ أَحْسَنتُمْ أَحْسَنتُمْ لِأَنفُسِكُمْ وَإِنْ أَسَأْتُمْ فَلَهَا '' اچھا کروگے تو اپنے لیے کروگے اور برا کروگے تو وہ بھی تمہارے لیے ہے۔

## دین کس کو کہتے ہیں:

اصل بات یہ ہے کہ اللہ نے ہم کو عمل کرنے کے لیے دین دیا ہے۔ دین کس کو

کہتے ہیں؟ دین یہ اعمال کے مجموعے کا نام ہے۔ایک عمل کا نام دین نہیں۔نماز پڑھ لی،ٹھیک ایک عمل ہوا، یہ پورا دین نہیں ہے۔دین تو عمل کے مجموعہ کا نام ہے، جیسے پھولہار ہوتا ہے۔ایک پھول کو پھول ہار نہیں کہتے ؛ بلکہ بہت سے پھول مل کر پھول ہار بنتا ہے۔ایسے ہی ایک عمل سے دین نہیں بنتا ، وہ دین کا ایک عمل ہے، اس سے کوئی انکار نہیں، ورنہ دین تو عمل کے مجموعے کا نام ہے۔عمل کے مجموعے کا مطلب یہ ہے کہ کچھ اعمال وہ ہیں جن کا تعلق دلوں سے ہیں، کچھ اعمال وہ ہیں جن کا تعلق بدن سے ہیں، کچھ اعمال وہ ہیں جن کا تعلق مال سے ہیں۔اب پوری بات بنے گی۔دلوں کا عمل یہ ہے کہ اللہ اور اس کے رسول کی باتوں پر یقین کرے۔لہذا تصدیق یہ دل کا عمل ہے کہ جو چیزیں ہمیں اللہ کی طرف سے بتائی گئی ہیں وہ حق ہے اگر چہ ہمیں وہ دیکھائی نہیں دیتی ہیں، اللہ نے بہت سی باتیں ایسی بتائی کہ وہ ہمیں نظر نہیں آتی مگر وہ حق ہیں، تو اس پر یقین کرنا اس کو ایمان کہتے ہیں۔

## اللہ کے خوف کی خوبی:

دل کا ایک دوسرا عمل یہ ہے کہ دلوں میں اللہ کا ڈر آوے۔اللہ کی بڑائی آوے، اور اللہ کی بڑائی کی وجہ سے ہی اللہ کا ڈر آتا ہے، یہ ایک دل کا عمل ہے۔جس دل میں اللہ کا ڈر ہوگا وہ اللہ کی طرف آئے گا،اللہ کے ڈر کی خوبی یہ ہے کہ وہ اللہ کی طرف آتا ہے، باقی دنیا کی کسی چیز کا ڈر ہوتا ہے تو آدمی اس سے دور ہو جاتا ہے۔سانپ کا ڈر ہوگا تو سانپ کو اپنے سے دور کرے گا یا خود دور ہو جائے گا، ڈر میں دوری ضروری ہوتی

ہے، لیکن اللہ کا ڈر ایسی چیز ہے کہ جس دل میں اللہ کا ڈر ہوگا وہ اللہ کی طرف جائے گا، اور جتنا زیادہ ڈر اتنا جلدی اللہ کی طرف جائے گا۔ اس لئے دلوں میں اللہ کا ڈر بٹھانا ہے۔

جس دل میں اللہ کا ڈر نہیں ہوگا وہ بربادی کی طرف جائے گا، چاہے کسی بھی شعبے کا آدمی ہو، حاکم ہو یا تاجر، اگر اس کے دل میں اللہ کا ڈر نہیں تو اللہ کی طرف نہیں جائے گا، اس لئے برباد ہوگا۔ لہذا اللہ کے ڈر کی باتیں سنو تا کہ اللہ کا ڈر دل میں آوے۔ اللہ کا ڈر آوے گا تو نافرمانی نہیں ہوگی، پھر وہ حد نہیں توڑے گا، حق نہیں مارے گا، بلکہ حد اور حق پر رہے گا، کیوں کہ اللہ سے ڈرتا ہے۔

## اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہوں:

میرے بھائیو! اس لئے بتایا کہ دل کا عمل یہ ہے کہ اندر اللہ کا ڈر آوے، اللہ کی رحمت کی امید آوے، اللہ کی رحمت بہت وسیع ہے۔ اللہ نے اپنی رحمت کو بہت وسیع کر دیا ہے، اس کے غضب کے مقابلے رحمت بہت وسیع ہے۔ اس لیے کوئی اللہ سے ناامید نہ ہو، اس کی رحمت کے امیدوار رہو، اس کی رحمت بہت وسیع ہے، جو اس کی رحمت کا امیدوار ہوگا اللہ اس کو معاف کر دے گا۔ جب وہ اللہ کی طرف آئے گا، اللہ کے کام کرے گا تو اللہ بھی اس کو بخشے گا، چاہے کتنا ہی گنہگار رہو، چاہے اس کے گناہ زمین سے لے کر آسمان تک کیوں نہ ہو۔ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتا ہے تو اس کے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔

## اللہ سے سچے اور پکے امیدوار بنیں:

اللہ سے امیدوار بنیں، لیکن اپنی امیدوں کو کچا نہ بناویں۔امیدوں کو سچا بناویں، کچا امیدوار رہا تو مار کھائے گا۔سچا امیدار ہونے کا کیا مطلب؟اس کا مطلب یہ ہے کہ اُس امید کے تقاضے پر جو عمل کرنا ہے وہ کرے۔جس طرح کسی آدمی کو اپنی زمین سے پیداوار کی امید ہو تو خالی امید لے کر بیٹھا نہیں رہتا، اس زمین کے حساب سے جو جو کام کرنے ہیں وہ کرتا ہے، پانی دیتا ہے، کھاد دیتا ہے، کیوں کہ اس کو اس زمین سے امید ہے۔تو پھر اس کی امید پوری ہوجاتی ہے، کیوں کہ یہ سچا امیدوار ہے۔جو اللہ کی رحمت کا امیدوار ہو وہ اللہ کا کام کرے، تو اس کی امید پوری ہوجائے گی اور اللہ کا کام نہ کرے اور امید لے کر بیٹھا رہے تو اس کی امید پوری نہیں ہوتی، کیوں کہ وہ کچا ہے۔زمین سے امید ہے لیکن زمین لے کر بیٹھا رہے کچھ کرے ہی نہیں تو وہ زمین کیا دے گی؟ کچھ نہیں۔

میرے پیارو! اللہ بہت بڑے ہیں، اللہ کی رحمتیں بہت وسیع ہیں، جو رحمتیں دنیا میں اتاری ہیں وہ تو سو میں سے ایک حصہ ہے، یہ سب اس کا اثر ہے حالانکہ وہ تو سو کا ایک ہے، باقی ننانوے اللہ نے اپنے پاس رکھی ہیں۔

## محبت کے بعد اطاعت آسان ہوجاتی ہے:

میرے بھائیو! اللہ کا ڈر اور اللہ کی رحمت کی امید ہو اور اللہ سے محبت ہو۔محبت بھی دل کا عمل ہے۔ہم پر سب سے زیادہ احسان اللہ نے کیا ہے، انسان کی فطرت

ہے کہ اس پر احسان کرو تو وہ محبت کرتا ہے، مائل ہوتا ہے، جانور بھی ایسا کرتا ہے، اس پر احسان کرو تو وہ ہمارا گھر نہیں چھوڑے گا، کیوں کہ اس کو اس گھر سے ملتا ہے۔ اللہ کے انعامات بہت ہیں۔ بہت مہربانیاں ہیں، ان نعمتوں کا شکر کریں تا کہ اللہ کی محبت پیدا ہو۔ محبت کے بعد اطاعت آسان ہوجاتی ہے۔ محبت کے بعد بات ماننا آسان ہوجاتا ہے، اس لئے کہا کہ تم اللہ سے محبت کرو جو تمہیں روزی دیتا ہے، حیات دیتا ہے، تندرستی دیتا ہے، تمہاری حفاظت کرتا ہے۔ ہم اللہ کی حفاظت میں چلتے ہیں، فرشتے مقرر ہیں جو ہر وقت ہماری حفاظت کرتے ہیں، ان کے ذمے ہے کہ ان کی حفاظت کرو۔ چھوٹے چھوٹے بچے جو ہوتے ہیں، جب کھیلتے ہیں، گرتے پڑتے ہیں، لیکن کچھ نہیں ہوتا، کیوں اس لئے کہ ان کی حفاظت کا فرشتوں کو حکم ملا ہے۔ ان کی ڈیوٹی لگی ہوئی ہے اس لئے وہ حفاظت کرتے ہیں۔ یہ اللہ کے احسانات ہے، اس لئے اللہ سے محبت ہو اور اس محبت کے تقاضے میں اللہ کی تابعداری کرنی ہے، ایسے ہی یہ پورا بدن، ہاتھ، پاؤں یہ سب اللہ نے دیئے ہیں، ان سے ہمیں کیا کرنا ہے؟ کیا گناہ کرنے ہیں؟ نہیں! نہیں! یہ نعمتیں گناہ کرنے کے لیے نہیں؛ بلکہ یہ تو عبادت اور اطاعت کے لیے ہیں۔

## مال زندگی کا بہترین سہارا ہے:

اللہ نے ہمیں مال دیا ہے تو اس کو کس میں لگانا ہے؟ کیا یہ مال عیاشی میں لگانا ہے؟ نہیں! یہ مال عیاشی کے لئے نہیں دیا ہے۔ مال تو زندگی کا سہارا ہے۔ مال ہوتا ہے تو

سہولت ہوتی ہے، سہارا ہوتا ہے۔ مال نہیں ہوتا ہے تو تکلیف ہوتی ہے۔ ایک آدمی سفر میں ہے، مال چوری ہو گیا تو پریشانی ہوتی ہے۔ ایک مرتبہ دہلی میں ایک آدمی میرے پاس آیا، وقت لگا کر آیا ہوا تھا، اچھی پوسٹ پر تھا۔ آ کر وہ کہنے لگا کہ میرا پورا بیگ چوری ہو گیا، اس میں سارے کاغذات تھے، مجھے کہنے لگا کہ مہربانی کر کے مجھے تین سو روپے دو۔ میں بینک پر جاؤں اور اپنی کاروباری کروں۔ ساتھیوں نے بتایا کہ بڑا آدمی تھا، اچھی پوسٹ والا تھا، لیکن مال چوری ہو گیا تو نزادھار ہو گیا۔ میں نے اس کو تین سو روپے دے دیئے، دو تین دن کے بعد وہ آدمی آیا اور تین سو روپے واپس کر گیا۔ حدیث شریف میں فرمایا کہ ''اَلْـمَـالُ نِعْمَ الْمَؤُنَۃ'' مال یہ بہترین سہارا ہے۔ مال کو اللہ نے ہمارے لیے پیدا کیا۔ حج کرنا ہے تو مال کی ضرورت، مال ہے تو زکوۃ دے گا، مال ہے تو خدمت کرے گا۔ اللہ نے ہم کو جو یہ مال دیا ہے اس مال سے ہم کیا کریں؟ کیا عیاشی کرنے کے لئے ہے؟ سود کھانے کے لیے ہے؟ کیا اس لئے ہے کہ اللہ کی حد توڑے؟ نہیں! بلکہ اللہ نے مال حقوق ادا کرنے کے لئے دیا ہے، مال دیا ہے اپنے گذارے کے لئے، دوسروں کی مدد کرنے کے لئے ہے، دین کی نصرت کرنے کے لئے ہے۔ مسلمان کا مال اور مسلمان کی جان کا مقصد کچھ الگ ہی ہے۔ مسلمان کو جان و مال اس لئے دیا گیا کہ مال سے وہ اللہ کی فرمانبرداری کرے۔ ایک دوسرے کی مدد کے لیے دیا گیا ہے۔

## مال سے اپنی آخرت بنالو:

قارون کو مال دے کر کے یہ ہدایت دی گئی کہ ''وَابْتَغِ فِیْـمَـا آتَـاکَ اللّٰهُ الدَّارَ

الْـآخِـرَةَ وَلَا تَنسَ نَصِيبَكَ مِنَ الدُّنيَا وَأَحْسِن كَمَا أَحْسَنَ اللَّهُ إِلَيْكَ وَلَا تَبْغِ الْـفَسَـادَ فِىْ الْأَرْضِ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِيْن '' کہ میں نے تجھ کو بہت سارا مال دیا ہے، اب تو اپنے مال سے اپنی آخرت بنالے۔اور اپنا حصہ مت بھول۔گویا کہ جس شخص نے مال سے اپنی آخرت نہیں بنائی وہ اپنا آخرت کا حصہ بھول گیا اور چھوڑ کر چلا گیا، اس لئے اس کو رہبری کی گئی کہ تو اپنے مال سے اپنی آخرت بنالے۔اللہ نے تیرے ساتھ احسان کیا ہے تو بھی دوسروں کے ساتھ احسان کر۔اور اپنے مال کی وجہ سے باغی مت بن۔مال کے ساتھ دین نہیں ہوگا تو وہ مال حق بات سمجھنے نہیں دے گا۔ مال کے ساتھ دین ہونا ضروری ہے، ورنہ یہ مال حق بات سمجھنے نہیں دیگا، جیسا چکنے کپڑے پر پانی نہیں رہتا۔کاغذ چکنا ہوگیا تو قلم نہیں چلے گا؟ کیوں کہ کاغذ چکنا ہوگیا سے ہی زندگی میں مال کے ساتھ دین نہیں ہے، تو اس کو دین سمجھ میں نہیں آئے گا اور اس کو حق بات بھاری لگے گی۔اور پھر اس کا دماغ خراب ہوجائے گا۔

حدیث شریف میں ہے ''غِـنًـى مُـطْـغِيًـا'' وہ مالداری جو باغی بناوے ایسی مالداری سے پناہ مانگی ہے، ایسی مالداری سے اللہ بچاوے۔مال سے جو نشہ چڑھتا ہے وہ حق بات سمجھنے نہیں دیتا، اس لئے اللہ تعالیٰ اگر مال دے تو مال میں اللہ کا دین کیا ہے اس کو جاننا چاہیے، تاکہ اس مال سے دنیا آخرت کا فائدہ اٹھا سکیں۔یہی بات قارون سے کہی گئی کہ تو اپنے مال سے اپنی آخرت بنالے، اس کا تو دماغ خراب ہوگیا۔مال

و مرتبہ دنیا میں دماغ خراب کرے گا اور آخرت برباد کرے گا، فرعون کو اللہ نے بادشاہت دی تو وہ بھی سرکش ہوگیا اور اس کا بھی دماغ خراب ہوگیا۔

## دین نہ ہو تو نعمتیں نشہ پیدا کرتی ہیں:

یہ دو بڑی مصیبتیں ہیں کہ عہدہ اور مال، اب اس پر دین بھاری لگے گا۔ اس لئے خالی مال کی فکر میں نہیں رہنا بلکہ مال کے ساتھ مال کا دین ہونا چاہئے۔ مال کے ساتھ دین ہے پھر تو ٹھیک ہے، مال کے ساتھ دین ہے تو بوجھ نہیں ہوگا اب وہ اپنے مال سے آخرت بنائے گا۔ اور اگر مال کے ساتھ دین نہیں ہوگا تو وہ مال اس کو حق بات سمجھنے نہیں دے گا اور اس کا دماغ اوپر چلا جائے گا، یہ سب مال کی وجہ سے ہوگا۔ نعمتوں میں اللہ کا دھیان نہ ہو تو وہ نعمتیں نشہ پیدا کرتی ہے۔ اس لئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ صحابہ کو نعمتوں سے ایسا ڈراتے تھے جیسے ہمیں گناہوں سے ڈرایا جاتا ہے۔ آپؓ فرماتے تھے کہ "اِحتَفِظْ نَفْسَكَ مِنَ النِّعْمَةِ اِحتِفَاظَكَ مِنَ الْمَعْصِيَةِ" کہ نعمتوں سے ایسے چوکنّے رہو جیسے گناہوں سے رہتے ہو، نعمت ہو تو نعمت کا دین ہونا چاہئے ورنہ وہ نعمت گناہ پر لے جائے گی، اور وہ نعمت آدمی کو گنہگار بنا دے گی۔

## دین کے بغیر تمام شکلیں مردہ ہے:

اس لئے میرے بھائیو! صرف مالدار بننے کا دھیان نہ ہو؛ بلکہ دیندار مالدار ہو، دیندار دکاندار ہو، دیندار زمین دار ہو، یہ ہماری دعوت ہے کہ ہم ہر چیز کو دین کے ساتھ جوڑیں گے اور ہر چیز دین کے تابع ہوگی۔ ہماری زمینداری دینداری کے تابع ہو،

ہماری مالداری دینداری کے تابع ہو، ہمارے عہدہ داری دینداری کے تابع ہو، ہر چیز میں دین اصل ہے، دین ہر چیز کی روح ہے۔ دین کے بغیر تمام شکلیں مردہ ہے۔ جیسے بدن میں روح نہیں ہے تو بدن کتنا ہی مضبوط کیوں نہ ہو، وہ بدن سڑے گا، دنیا کی جتنی شکلیں ہیں ان میں اگر دین داخل نہیں کیا تو وہ سڑے گی اور آدمی کو خراب کرے گی۔ اور صرف آدمی خراب نہیں ہوگا بلکہ اس کی آخرت بھی خراب ہوگی۔ آخرت خراب ہوئی تو مصیبت بڑھے گی۔ اگر دنیا برباد ہوتی ہے تو کچھ سدھر بھی جاتا ہے کیوں کہ دنیا میں حالات بدلتے رہتے ہیں، آخرت کے حالات بدلیں گے نہیں۔ تبدیلی تو دنیا میں ہوتی ہے، دن ہوا، رات ہوئی، صبح ہوئی، شام ہوئی، جوانی ہوئی، بڑھاپا ہوا، یہ سب تو دنیا میں ہوتا ہے، یہ تغیرات آخرت میں نہیں ہوں گے۔ وہ تو خلود ہے، وہاں خلود کا اعلان ہوگا کہ او جنتیو! جنت میں رہو ہمیشہ ہمیش کے لیے، او دوزخیو! دوزخ میں ہمیشہ ہمیش کے لیے رہو۔

## سب سے زیادہ کم نصیب آدمی:

جو آدمی اپنی دنیا سے اپنی آخرت برباد کرے وہ سب سے زیادہ کم نصیب آدمی ہے۔ اللہ نے اس کو دنیا اس لئے دی تھی تا کہ آخرت بنائے، لیکن اس نے دنیا سے آخرت برباد کی، کیوں کہ زندگی میں دین نہیں لایا اور آخرت برباد ہوئی۔ کیا اس سے زیادہ بھی کوئی کم نصیب ہوسکتا ہے؟ اس لئے ہمیں اپنی دنیا کے ذریعہ سے دین بنانا ہے اور دین کے ذریعہ سے اپنی دنیا کو صاف ستھری بنانا ہے، جیسے جانور کو "بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰہُ

اَکْبَرُ ' ' کہہ کر ذبح کیا تو وہ پاک ہوگیا، حلال ہوگیا۔ اسی طرح دنیا کا معاملہ ہے کہ اس پر دین آئے گا تو دنیا پاک ہوجائے گی، اب اس کی تجارت پاک، زمینداری پاک، عہدے داری پاک، ملازمت پاک، کیوں کہ دین آ گیا۔

## دین زندگی میں آتا نہیں ہے، لانا پڑتا ہے:

اس لئے زندگیوں میں دین لانا ہے، دین آتا نہیں وہ تو لانا پڑے گا۔ دنیا آتی ہے، مانگو تو بھی اور نہ مانگو تو بھی۔ محنت کرے تو بھی اور نہ محبت کرے تو بھی۔ جو قسمت میں لکھی گئی ہے وہ ملنے ہی والی ہے۔ لیکن دین بغیر محنت کے نہیں آتا، وہ دین لانا پڑے گا، دین سیکھنا پڑے گا، پھر دنیا صاف ستھری، برکتوں والی، رحمتوں والی ہوجائے گی۔ ہمارے ذمہ یہ ہے کہ ہم اپنی زندگی دین کے ساتھ گذاریں۔ دین کے ساتھ زندگی گذرتی ہے تو ہر کام دین بن جاتا ہے۔ تجارت دین بنے گی، نوکری دین بنے گی، سب چیزیں دین بن جائے گی۔

## دین داری کی مثال:

چالیس سال پہلے، شروع زمانے میں جب تبلیغ کا کام ہمارے علاقے بھروچ میں شروع ہوا، بھروچ میں ڈھولاؤ محلّہ کے ایک ساتھی تھے، بہت پابند تھے، کپڑے کی مل میں کام کرتے تھے، انہوں نے مل کے مینیجر سے کہا کہ ہمارے یہاں اسلام میں جمعہ کا دن بڑا اہم ہوتا ہے۔ آج کل تو جمعہ کی بھی اہمیت چلی گئی ہے، حالانکہ جمعہ کا دن بھی روشن اور جمعہ کی رات بھی روشن ہے۔ تو اس نے مینیجر سے کہا کہ جمعہ کا دن بڑا دن

ہے،اس لئے میری درخواست ہے کہ مجھے آپ ہر جمعہ کو چھٹی دے دیں،مہینہ میں چار پانچ جمعہ ہوتے ہیں،تواس نے جواب میں کہا کہ پھر تو آپ پچیس دن ہی کام کریں گے؟اس نے جواب دیا کہ ہاں! پچیس دن کام کروں گا،لیکن مہینہ بھر کے کام میں کمی نہیں آئے گی۔پچیس دن میں پورے مہینہ کا کام کردوں گا،کیوں کہ مجھے خالی چھٹی مطلوب نہیں، بلکہ مجھے تو میری روزی بھی پاک کرنی ہے۔آپ جتنا مہینہ کا کام دیں گے وہ میں پچیس دن میں پورا کر کے دکھاؤں گا۔چنانچہ مینیجر نے جمعہ کی چھٹی منظور کرلی اورانہوں نے اپنے وعدہ کے مطابق مہینہ کا کام پچیس دین میں کر کے دکھایا۔وہ مینیجر اتنا خوش تھا کہ لوگوں سے کہتا تھا کہ ہمارے مل میں ایک ہی مسلمان ہے، حالانکہ دوسرے بہت سارے مسلمان مل میں کام کرتے تھے پھر بھی اس سے مرعوب ہو چکا تھا۔یہ مقصد ہے کہ زندگی کے ہر شعبے میں دین کو داخل کرنا ہے۔کمانا فرض ہے؛ لیکن نوکری کر کے خالی کمانا نہیں،دین داری کے ساتھ کمانا ہے تا کہ کسی کا بھی حق برباد نہ ہو ۔نہ اللہ کا حق برباد ہو نہ بندوں کا۔

## دین کے بغیر برکت نہیں ہوتی،غفلت ہوتی ہے:

جب آدمی دین کی محنت کرنے والا ہوگا تو اپنی ضرورت کی چیزوں میں بھی دین داخل کرے گا۔شادی میں دین،غمی میں دین،تجارت میں دین،نوکری میں دین، پھر سب چیزوں میں دین آئے گا۔کیوں کہ ہمارا دین یہ نہیں کہتا کہ نوکری چھوڑو،دوکان چھوڑو،تجارت چھوڑ واور تبلیغ کرو۔نہیں بلکہ دکان دار بھی بنو،عہدے دار بھی بنو،زمین

دار بھی بنو،لیکن ان سب کے ساتھ دین دار بنو۔جیسے اپنے سارے کام تندرست بن کر کرتے ہو، بیمار بن کرنہیں کرتے ،ایسے ہی اپنے سارے کام دین دار بن کر کرو۔جس طرح تندرستی کا اہتمام کرتے ہو، دین داری کا بھی اہتمام کرو۔پھر دیکھو کیسی برکتیں آتی ہے۔دین کے بغیر برکت نہیں ہوتی بلکہ غفلت ہوتی ہے۔

## جاہل اندھا ہوتا ہے:

اس لئے میرے پیارو! اپنا دین سیکھواور اپنے آپ کو اس کا پابند بناؤ، دین کیا ہے؟ ایمان کیا ہے؟ عبادت کیا ہے؟ اخلاق کیا ہے؟ لین دین اور رہن سہن کیا ہے؟ یہ سب باتیں سیکھنا ضروری ہے۔اگر نہیں سیکھا تو جاہل ہے۔جاہل ایسا ہوتا ہے جیسے اندھا۔اس کو کچھ پتہ نہیں چلتا کہ کون کیا لے گیا۔اس لئے دین سیکھنا ،کلمہ سیکھنا ،نماز سیکھنا، دین کی ذمہ داریوں کو سیکھنا ضروری ہے،خود بھی سیکھیں اور اپنے بال بچوں کو بھی سیکھاوے۔سیکھ کر پابندی کے ساتھ عمل کرے۔کبھی کیا کبھی نہیں کیا ایسا نہیں ، بلکہ پابندی سے عمل کرے۔

## بے دینی سے اللہ ناراض ہوتے ہیں:

پورے یقین کے ساتھ عمل کریں کہ جتنا دین ہوگا اتنی کامیابی ہوگی اور جتنی بے دینی ہوگی اتنا نقصان ہوگا۔بے دینی سے اللہ ناراض ہوتے ہیں، جب اللہ ناراض ہوں گے تو سارے حالات بگڑ جائیں گے۔مالدار ہوتے ہوئے حالات بگڑیں

گے، تاجر اور عہدے دار ہوتے ہوئے بھی حالات بگڑیں گے، کیوں کہ اللہ ناراض ہے۔ اللہ ناراض ہوتے ہیں تو حالات بگاڑتے ہیں۔ اللہ ہمیں سدھرنے کے راستے دیتے ہیں اور دعوت دیتے ہیں کہ اس راستہ پر آجاؤ۔ جب انسان کے گلے بات نہیں اترتی اور سیدھے راستہ پرنہیں آتا تو اللہ اس کے حالات بگاڑتے ہیں، پریشانیاں ڈالتے ہیں، ہر آدمی کی پریشانیوں کا ویلیو ایسا ہی ہوتا ہے جیسے اس آدمی کا ویلیو ہوتا ہے۔ جتنا بڑا ہوتا ہے اتنی بڑی پریشانی آتی ہے۔ لاکھو پتی کی پریشانی بھی لاکھوں والی ہوتی ہے۔ کروڑ پتی کی پریشانی بھی کروڑ والی ہوگی، حاکم کی پریشانی اس کے اعتبار سے آئے گی، یہ اللہ کا نظام ہے۔ پریشانی سے وہ قدرت کے سامنے عاجز ہوجائے گا کہ اب میں کیا کروں؟ پریشانیاں آسمانوں سے آتی ہے، اس کے فیصلے اوپر سے ہوتے ہیں۔

## اللہ کے ساتھ اپنا معاملہ ٹھیک کرلو:

اس لئے فرمایا کہ اپنا اور اللہ کا معاملہ صحیح کرلو۔ پھر اللہ تمہارا معاملہ بھی صحیح کردے گا۔ ''مَنْ اَصْلَحَ مَا بَیْنَهٗ وَبَیْنَ اللّٰهِ اَصْلَحَ اللّٰهُ مَابَیْنَهٗ وَبَیْنَ خَلْقِی'' جو اپنا اور خدا کا معاملہ ٹھیک کرلے گا اللہ اس کا اور مخلوق والا معاملہ ٹھیک کردے گا۔ سارے فیصلے اوپر سے آتے ہیں، راحتوں کے، پریشانیوں کے، تندرستی کے، بیماریوں کے۔ مچھروں سے بیماریاں نہیں ہوتیں، اللہ بھیجتے ہے۔ حدیثوں میں ہے کہ اللہ نے بیماریاں پیدا کی اور اس کی دوائیں بھی پیدا کی۔ اللہ نے اندھیرا پیدا کیا تو اجالا بھی پیدا کیا۔ ہر چیز کا

جوڑ ہے۔ساری چیزیں اللہ کی طرف سے ہیں۔اس لئے اگر اللہ کے ساتھ ہمارا معاملہ ٹھیک ہوگا تو سارے حالات صحیح ہو جائیں گے۔

## اللہ ناراض ہوتے ہیں تو ساری طاقتیں فیل کر دیتے ہیں:

اگر اللہ سے معاملہ بگاڑا تو سب کچھ ہوتے ہوئے بھی آدمی پریشان ہو جائے گا۔مالدار ہے تو اللہ اس کے مال کو بے اثر بنائے گا۔پچھلے سال ہم عمرہ کے لئے گئے تو مدینہ میں راستہ میں بھارت کا پانچسو کا نوٹ پڑا ہوا تھا، بے اثر ہو گیا۔اللہ نے اس کو فیل کر دیا۔ایسے ہی اگر اللہ کو ناراض کیا گیا تو تمام چیزوں کی تاثیر کو اللہ ختم کر دیں گے۔جب اللہ ناراض ہوئے تو فرعون کی حکومت کی تاثیر کو ختم کر دیا۔اللہ نے صرف ایک کام کیا کہ اوپر سے پانی بندھ ہو گیا، پورا مصر پانی سے پریشان ہو گیا۔فرعون ملک کا مالک ہونے کے باوجود کچھ نہیں کرسکتا تھا۔قحط سالی پڑگئی ، لوگ مر رہے تھے، ”فَاَهْلَكْنَا آلَ فِرْعَوْنَ بِالسِّنِيْن “ کہ ہم نے فرعون والوں کو قحط سالی سے ہلاک کر دیا، ورنہ فرعون کہتا تھا کہ میں خدا ہوں۔میرے سوا کوئی خدا نہیں ہے، یہ اس کا دعوی تھا۔

## دین داری برکت لاتی ہے:

اس لئے ہماری ذمہ داری یہ ہے کہ ہم اپنی زندگیوں کو دینی بناوے۔پھر جو دنیا آئے گی وہ برکت والی ہوگی۔رحمتوں اور مددوں والی آئے گی۔

زمیندار زمین کے لئے ، دکاندار دکان کے لئے محنت کرتا ہے اور دین دار دین

کے لئے محنت کرتا ہے۔اپنے دین کی محنت کے لئے اپنے آپ کو کھڑا کرو۔ مسلمان کا کام ہی دین ہے۔ دین کو محنت کے ساتھ سیکھ کر، سمجھ کر، عمل کرلو۔ پھر اس کی برکتیں خود ہی ظاہر ہوگی، کیوں کہ دین داری ہی برکت لاتی ہے۔

## بے دینی مصیبتیں لاتی ہے:

اگر زندگی میں دین نہیں آیا تو پھر بے دینی کی مصیبتیں آئیں گی، اللہ کے وہاں مصیبتوں کے خزانے ہیں، اور رحمتوں کے بھی خزانے ہیں، فرمایا کہ ’’وَاِنْ مِنْ شَیْءٍ اِلَّا عِنْدَنَا خَزَائِنُہٗ ‘‘ کوئی چیز ایسی نہیں ہے جس کے خزانے ہمارے پاس نہ ہو۔ آفتوں اور بیماریوں کے خزانے ہیں، رحمتوں اور برکتوں کے خزانے ہیں، جس کو کھول دیں گے وہ آئے گا۔ اللہ فرماتے ہیں کہ اگر لوگ ایمان والے بن جاوے، تقوی طہارت والے بن جاوے، تو ہم آسمان وزمین کی برکتیں دیں گے۔

قرآن کریم میں رب کریم فرماتے ہیں’’ وَلَوْ أَنَّ أَهْلَ الْقُرَى آمَنُوا وَاتَّقَوْا لَفَتَحْنَا عَلَيْهِم بَرَكَاتٍ مِّنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْض ‘‘ برکتیں تو مفت میں دیتے ہیں۔ عمل پر بدلہ دیتے ہیں۔ اس لئے ہمیں عمل تیار کرنا ہے کہ بدلہ بھی ملے گا اور برکتیں تو مفت میں ملیں گی۔ عمل نہیں ہوگا تو نہ بدلہ ملے گا اور نہ ہی برکت، بلکہ دنیا ہی میں الجھا رہے گا، دنیا ہی میں پھسا رہے گا۔ جہاں تھے وہیں کہ وہیں رہیں گے۔ کیوں کہ اللہ ناراض ہوں گے تو دنیا بھی فیل کردیں گے۔

## مسلمان کا جان ومال دین کے لئے ہے:

مسلمان کی ذمہ داری یہ ہے کہ اپنے آپ کو دین دار بناوے، دین دار بننے کے لئے دین کی محنت کرے۔ مسلمان کا مال اور جان دین کے لئے ہے، اللہ کی عبادت کے لئے ہے، گناہ کرنے کے لئے نہیں ہے۔ اس لئے اپنے جان ومال سے اللہ کو راضی کرو۔ اس کو دین پر لگاؤ، پھر اللہ تم سے راضی ہوں گے۔ اس لئے ہماری درخواست اور دعوت ہے کہ ہر آدمی یہ نیت کرے کہ مجھے دین کا کام کرنا ہے، دین کی محنت کرنی ہے۔ ہر کام میں محنت پہلے، پھل بعد میں ہوتا ہے، بغیر محنت کے کوئی پھل ہوتا نہیں۔ اسی طریقے سے دین کے لئے بھی پہلے محنت ہوگی، پھر پھل آئے گا، دلوں میں ہدایت آوے گی، اور ہدایت کے پیچھے اللہ کے سارے انعامات ہے۔ کوئی انعام بغیر ہدایت کے نہیں ہے، پہلے ہدایت کے راستے پر آو، پھر انعام لو۔

## چار ماہ لگاؤ اور دنیا کی محبت نکالو:

الحمدللہ ہم لوگ آج کی مبارک رات میں جمع ہوئے ہیں، یہ کوئی تماشہ اور تقریب نہیں ہے۔ عمل کی نیت سے بیٹھے ہیں، اس لئے عمل کر کے دکھانا ہے اور اللہ کے دین کی محنت کے لئے اپنے آپ کو تیار کرنا ہے۔ چار چار مہینے اللہ کے راستے میں ایسے لگ جاویں کہ زندگی پلٹ جاوے۔ ہمارے خانپور کے ایک ابراہیم بی تھے، عامی آدمی تھے لیکن طبیعت کے بہت نیک آدمی تھے، اس ضلع میں دین کا کام لائے تھے، وہ کہتے تھے کہ اگر چار مہینے کسی کے اللہ کے راستہ میں صحیح طور پر لگ جائے تو دنیا کی محبت اس کے

دل میں سے نکل جائے گی۔ یہ نہیں کہا کہ عالم بن جائیں گے، بزرگ بن جائیں گے، ولی بن جائیں گے، بلکہ یہ فرمایا کہ دنیا کی محبت دل میں سے نکل جائے گی۔

## دنیا کی محبت ہر گناہ کی جڑ ہے:

حدیث شریف میں ہے کہ دنیا کی محبت ہر گناہ کی جڑ ہے۔ جڑ کٹ گئی تو دنیا سے نقصان نہیں ہوگا، بلکہ اپنی دنیا کو دین پر لگاوے گا، اس لئے محنت کرنی ہے تاکہ دنیا کی محبت دل سے نکل جاوے اور دین سمجھ میں آجاوے۔ جب تک دنیا کی محبت دل میں ہوگی دین سمجھ میں نہیں آوے گا۔ دنیا کی محبت اندھیرا ہے۔ اس اندھیرے کو دور کرنے کے لئے چار چار مہینے اللہ کے راستے میں جم کر لگاوے تاکہ دین داری ہمارے پاس آوے، دین کے کاموں سے محبت ہوجاوے، نماز سے محبت ہوجائے، عبادت اور خدمت سے محبت ہوجاوے۔ اگر دین کے کام سے محبت پیدا نہ کی تو فضول چیزوں سے محبت پیدا ہوگی، مال کی محبت پیدا ہوجائے گی۔

یہ مال امانت ہے اس لئے اس کو اللہ کے دین پر لگانا ہے۔ جو اللہ کے دین کی مدد کرے گا اللہ اس کی مدد کرے گا، یہ اللہ کا فیصلہ ہے۔

☆☆☆☆☆☆

﴿۹﴾

# زندگی کی اصل پونجی

23 June 17 (28 Ramdhan 38)

بتاریخ: ۲۳؍جون ۲۰۱۷ء مطابق ۲۸؍رمضان المبارک ۱۴۳۸ھ

بمقام: خانقاہ محمودیہ جامعہ علوم القرآن، جمبوسر

## اقتباس

مولانا سعید صاحبؒ ساتھیوں کو یہ تعلیم دیتے تھے کہ مال میں اسراف نہ کرو۔ جب مال میں اسراف کروں گے تو برکت اٹھ جائے گی۔ پھر مال تو بہت آئے گا لیکن کام پورا نہیں ہوگا۔ اخیر زمانے کی نشانی ہے کہ مال تمہارے اوپر بہت بڑھ جائے گا۔ ''وُسِعَتْ عَلَيْكُمُ الدُّنْيَا'' مال بہت بڑھ جائے گا۔ رات اور دن مال بھر کر گاڑیاں چلتی رہتی ہیں۔ مال بہت بڑھ جائے گا، یہ قیامت کی نشانی ہے۔ مال کا بڑھ جانا خطرے کی بات ہے، کم ہونا خطرے کی بات نہیں ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ، وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ ، وَعَلٰی آلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ، اَمَّا بَعْدُ !

## اپنے آپ کو دین کے تابع بناؤ:

میرے پیارے بھائیو! زندگی میں سب سے بڑی نعمت جو ملی ہے وہ ایمان کی ہے، ہم روزانہ سنتے ہیں کہ اللہ نے ہمیں ایمان دیا ہے، دین دیا ہے یہ بڑی نعمت ہے۔اس نعمت کا تقاضا یہ ہے کہ اپنے آپ کو اس کا تابع بنایا جائے ،دین کو اپنا تابع نہ بنائیں۔حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ اپنے زمانے کے لوگوں سے یہ فرمایا کرتے تھے کہ تم ایسے ماحول میں ہو کہ خواہشات تمہارے علم کے تابع ہیں،ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ لوگ علم کو اپنی خواہشوں کے تابع کریں گے۔یعنی اپنے علم سے جس چیز کو چاہیں گے جائز کرلیں گے،جس چیز کو چاہیں گے حلال بنالیں گے،یہ صحیح نہیں ہے بلکہ دین کا تقاضا یہ ہے کہ اپنے آپ کو دین کا تابع کیا جائے۔

## علم کے بغیر ایمان کامل نہیں ہوتا:

اس لئے میرے دوستو! اگر ہم نے اپنے آپ کو دین کا تابع نہیں بنایا تو جانور جیسی زندگی ہوجائے گی۔جو دین کا تابع نہیں وہ جانور جیسا ہے کہ جو چاہا کھالیا، جو چاہا پی لیا، جو چاہا کرلیا جو چاہا چھوڑ دیا۔کوئی لگام نہیں،کوئی نکیل نہیں،کوئی رسی نہیں،انسان

کے لئے یہ ٹھیک بات نہیں ہے بلکہ اپنے آپ کو دین کا تابع بنائیں، اور اس کے لئے ضروری ہے کہ دین سیکھیں۔ علم کے بغیر ایمان کامل نہیں ہوتا۔

اللہ اور رسول پر ایمان لا کر یہ دیکھنا ہے کہ اللہ اور اس کے رسول کس بات پر راضی ہیں اور کس بات سے ناراض ہیں۔ کس کام کے کرنے کا حکم دیا ہے، کس کام کو کرنے سے منع کیا ہے۔ ہمیں کیا کیا خبریں دی ہیں، موت کے بعد کیا ہوگا؟ نافرمانی ہوئی تو دنیا میں کیا حالات آویں گے، تابعداری ہوئی تو کیا حالات آویں گے، ان سب چیزوں کی خبر دی ہے۔

## حالات کا دارومدار اعمال پر ہے:

حالات اللہ کے قبضہ میں ہیں اور دنیا میں جتنے حالات آتے ہیں وہ عمل کی وجہ سے آتے ہیں، عمل صحیح ہوں گے تو حالات صحیح ہوں گے، عمل صحیح نہیں ہوئے تو حالات بگڑ جائیں گے، پھر لوگ پیسے دیکر بھی حالات بگاڑیں گے۔ ایسا نہیں کہ پیسے اور مال نہیں ہوگا، بلکہ پیسے اور مال کے ہوتے ہوئے بھی حال بگاڑیں گے۔ اس لئے اپنے آپ کو دین کا تابع کرنا ضروری ہے۔ ہماری ذمہ داری یہ ہے کہ دین سیکھیں اور اپنے آپ کو اس کا پابند کریں۔

## جہالت سے حقوق پامال ہوتے ہیں:

جہالت سے کوئی حق ادا نہیں ہوتا، آدمی جاہل ہے تو کیا حق ادا کرے گا، اس لئے فرمایا کہ جہالت جہنم میں لے جائے گی۔ کیوں کہ جہالت کی وجہ سے سارے حقوق

پامال ہوجاتے ہیں۔ دنیا کو اللہ نے حقوق ادا کرنے کی جگہ بنایا ہے، یہاں پیدا ہوکر کے حق کو پہچانو اور حق ادا کرو۔حق ادا کرنے کے لیے دین کو جاننا ضروری ہے۔دین ہی بتائے گا کہ اللہ کا کیا حق ہے؟ رسول کا کیا حق ہے؟ دنیا میں ایک دوسرے کے آپس میں کیا حقوق ہیں؟ جانوروں کے کیا حقوق ہیں؟

## گونگے جانوروں کے بارے میں اللہ سے ڈرو:

ہمارے مذہب نے تو ہمیں جانوروں کے بھی حقوق کی بتائے ہیں۔حضرت مولانا تھانویؒ کا ایک رسالہ ہے جس کا نام ''اِرْشَادُ الهَائِمْ فِی حُقُوقِ البَهَائِمْ'' ہے، اس میں آپ نے بتایا ہے کہ جانوروں کے ہم پر کیا حقوق ہیں۔صرف اتنا نہیں کہ جانور کا گوشت کھاؤ اور اس کا دودھ پیئو۔نہیں نہیں بلکہ ان کا حق بھی ہے وہ ادا کرو۔ حضور ﷺ نے ایک باغ میں اونٹ کو دیکھا جو بیٹھا ہوا آواز کررہا تھا، پوچھا کہ یہ اونٹ کس کا ہے؟ تو معلوم ہوا کہ ایک نوجوان انصاری صحابی کا ہے۔تو آپ نے فرمایا کہ یہ اونٹ مجھ سے شکایت کرتا ہے کہ یہ مجھے چارہ کم دیتے ہیں اور کام زیادہ لیتے ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ ان گونگے جانوروں کے بارے میں اللہ سے ڈرو۔حضور ﷺ اس بات کی تلقین فرمارہے ہیں کہ اس کا حق ادا کرو۔حضور ﷺ جب سفر میں ہوتے تھے تو سواری جانوروں کے بارے میں فرماتے کہ پہلے ان پر سے سامان اتارو، پھر نماز پڑھو۔حضور ﷺ نے ہدایت فرمائی کہ جانوروں کو ہلکا کردو پھر نماز پڑھو، ان کے چارہ پانی کا خیال رکھو۔

## دین کا علم رکھنے والوں سے دین سیکھیں:

یہ دنیا حقوق کی جگہ ہے، اس لئے حق جاننا اور حق ادا کرنا یہ اصل زندگی ہے ورنہ جانورپنا کہلائے گا۔کیا انصاف اور کیا ظلم، کوئی فرق نہیں رہے گا۔اس لئے اپنے آپ کو دین کا پابند کرنا ضروری ہے۔دین کی پابندی کے لئے دین سیکھنا ضروری ہے اس لئے دین سیکھیں اور دین پوچھیں۔علم والوں سے دین سیکھیں پوچھیں اور اس پر عمل کریں، جس طرح دنیا کے کاموں میں اس کے جاننے والوں سے پوچھ پوچھ کر کام کرتے ہیں، کورٹ کچہری کا کام ہوا تو وکیل سے پوچھتے ہیں، بیماری کا کام ہوا تو ڈاکٹروں سے پوچھتے ہیں، ایسے ہی اپنی دینی زندگی کے لئے دین جاننے والوں سے پوچھو اور اس پر عمل کرو تاکہ حق ادا ہو جاوے۔

## اسباب حقوق کی ادائیگی کے لئے ہیں:

اللہ نے دنیا کو حقوق ادا کرنے کی جگہ اور آخرت کو بدلہ پانے کی جگہ بنایا ہے، جو یہاں سے حق ادا کر کے جائے گا وہ بدلہ پائے گا، جس نے حق ادا نہیں کیا وہ گرفتار ہوگا اور اس کی پکڑ بھی ہوگی۔دنیا میں جتنے بھی اسباب اللہ نے دئے ہیں وہ حقوق ادا کرنے کے لئے ہی دیئے ہیں۔اسباب نعمت ہیں اور نعمتیں حقوق کی ادائیگی کے لئے ہوتی ہیں تاکہ اصل ذمہ داری میں مدد ملے۔جو ذمہ داری اللہ نے ہمارے اوپر ڈالی ہے اس کو ادا کرنے میں مدد ملے اس لئے سارے اسباب دیئے ہیں۔جان، مال، عقل یہ سب اس لئے تاکہ ذمہ داری اچھی طرح ادا ہو سکے۔ذمہ داری اصل

چیز ہے، آوارگی اصل نہیں ہے۔ آدمی آزاد اور آوارہ رہے یہ ٹھیک نہیں ہے۔ نعمتیں اس لئے نہیں دی جاتی کہ ذمہ داری ہی ختم ہو جائے کہ آزاد اور آوارہ بن کر اللہ کی نعمتوں کو استعمال کرے یہ غلط ہے۔ نعمتیں تو ذمہ داری میں مدد لینے کے لئے ہیں۔

## نعمت سے عیش پرستی کرنا یہ کفار کی سوچ ہے:

اللہ نے کسی کو مال دیا ہے، تو کیا یہ مال عیش کرنے کے لئے دیا ہے؟ عیش کے لئے مال کماؤ اور مال کما کر عیش کرو یہ تو غلط حساب ہے۔ یہ تو کافر کا ذہن ہوتا ہے کہ زندگی عیش کرنے کے لئے ہے، کیوں کہ وہ تو آخرت جانتا مانتا نہیں ہے اور یہ سمجھتا ہے کہ یہ دنیا ہی سب کچھ ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ ''اِنْ هِیَ اِلَّا حَیَاتُنَا الدُّنْیَا نَمُوْتُ وَنَحْیٰی '' وہ کہتے ہیں کہ صرف جینا مرنا ہے باقی کچھ نہیں ہے، آگے کچھ نہیں۔ ان کی یہ سب باتیں جھوٹی ہیں، بلکہ دنیا کی زندگی تو ایسی ہے جیسے ماں کے پیٹ میں ایک مدت رہا اور پھر اس کے بعد بہت بڑی زندگی اس کے سامنے آئی۔ ایسے ہی دنیا کے پیٹ میں رہے گا پھر یہاں سے جب جائے گا تو آخرت کی بہت لمبی زندگی سامنے آئے گی۔

آخرت بہت بڑی ہے، اسے محنت کر کے کمانی ہے، برباد نہیں کرنی ہے۔ اللہ کو راضی کر کے، دین کا پابند بن کر اپنی آخرت کو بنانا ہے۔ اس لئے یہ تقاضا ہے کہ اعمال بھی بناؤ اور صفات بھی بناؤ تا کہ اخرت بنیں، کیوں کہ آخرت اصلی ٹھکانا ہے، وہاں سے پھر کہیں نہیں جائے گا۔ جیسے سفر کرتے کرتے آدمی اپنے گھر آ گیا کہ اب کہاں جانا ہے؟ کہیں نہیں! اب تو گھر آ گیا ہے۔ ایسے ہی آخرت آخری ٹھکانا ہے۔

## آخرت ہمارا اصلی ٹھکانا ہے:

امام غزالیؒ فرماتے ہیں کہ ہر آدمی اپنی زندگی میں مسافر ہے اور سفر کر رہا ہے، جس کا جو اسٹیشن آئے گا وہ اتر جائے گا، جب تک اسٹیشن نہیں آتا ہے وہ بیٹھا رہتا ہے۔ ہر آدمی مسافر ہے اور اپنے وطن کی طرف جاتا ہے۔ ایسے ہی آخرت ہمارا اصلی ٹھکانا ہے اس کا صحیح ہونا بہت ضروری ہے۔ اس دنیا کو آخرت ہی کے لیے بنایا ہے اور یہ سارے اسباب و وسائل اسی کی تیاری کے لئے دیئے ہیں۔ ان پر قابو پانے کے لیے اللہ نے ہمیں ایمان دیا ہے۔

اس لئے میرے بھائیو! دین کے ذریعہ اپنے اوپر قابو پاؤ تاکہ دنیا بھی بنے اور آخرت بھی بنے۔ اگر اپنے آپ پر قابو نہیں پایا تو دنیا و آخرت دونوں بگڑ جائے گی۔ اللہ نے آدمی کو اسباب دیئے اور وہ دین کا پابند نہیں ہوا تو پھر زندگیوں میں فضولیات داخل ہو جائے گی۔

## بے دینی سے مال میں اسراف پیدا ہوتا ہے:

مال کو فضول خرچ کرنا، وقت کو فضول خرچ کرنا، اس کو اسراف کہتے ہیں۔ جب زندگی میں دین نہیں ہوگا اور مال آئے گا تو وہ اسراف کی طرف لے جائے گا۔ کیوں کہ مال کو کہاں خرچ کرنا، کہاں خرچ نہ کرنا کچھ خبر نہیں۔ پھر یہ ایک بدی دوسری بدی کی طرف لے جاتی ہے جیسے ایک نیکی دوسری نیکی طرف لے جاتی ہے۔ اسراف کرنا یہ ایک قسم کی بدی ہے، یہ اور بھی آگے لے جائے گی۔ اسراف کا مطلب یہ ہے کہ آدمی

ضرورت سے زیادہ مال لگاوے۔دس روپے کی ضرورت تھی لیکن شوق میں آ کر پچیس روپے لگا دیئے۔کام تو پانچ روپئے والی چیز سے بھی ہو جاتا ہے۔

مکہ مکرمہ میں ہمارا وقت لگ رہا تھا اور وہ حج کا زمانہ ہوتا تھا تو مولانا سعید صاحبؒ حاجیوں کو بھی دیکھتے اوران کی خدمات کو بھی دیکھتے اوران کی رہبری فرماتے۔ حاجیوں کا سامان خریدنے کے لیے ہم ان کے ساتھ بازار جایا کرتے تھے۔ایک مرتبہ ہم دودھ کا پاؤڈر لینے گئے۔تو وہاں دو قسم کے پاؤڈر تھے،ایک پیکیٹ ایک ریال کا تھا اور دوسرا سوا ریال کا تھا۔فرق اتنا تھا کہ سَوا ریال والا جلدی پگل جاتا تھا۔مولانا نے کہا کہ سوا ریال والا نہیں لینا ہے۔ایک ریال والا کافی ہے تھوڑا زیادہ ہلائیں گے تو وہ بھی جلدی پگل جائے گا۔زیادہ پیسے برباد نہیں کرنے ہیں۔کیوں کہ یہ تو اسراف ہے۔کام تو ایک ریال والے سے بھی ہوتا ہے اور سوا ریال والے سے بھی۔

## اسراف سے مال کی برکت اٹھ جاتی ہے:

مولانا سعید صاحبؒ ساتھیوں کو یہ تعلیم دیتے تھے کہ مال میں اسراف نہ کرو۔جب مال میں اسراف کروں گے تو برکت اٹھ جائے گی۔پھر مال تو بہت آئے گا لیکن کام پورا نہیں ہوگا۔اخیر زمانے کی نشانی ہے کہ مال تمہارے اوپر بہت بڑھ جائے گا۔''وُسِّعَتُ عَلَیُکُمُ الدُّنیَا'' مال بہت بڑھ جائے گا۔رات اور دن مال بھر کر گاڑیاں چلتی رہتی ہیں۔مال بہت بڑھ جائے گا، یہ قیامت کی نشانی ہے۔مال کا بڑھ جانا خطرے کی بات ہے،کم ہونا خطرے کی بات نہیں ہے۔مال نہ ہو تو آدمی نہیں بگڑتا

ہے، لیکن مال اگر زیادہ ہوتو پھر آدمی بگڑنے لگتا ہے۔ کیوں کہ مال کے استعمال کے لئے تقوی شرط ہے۔ تقوی اور اللہ کا ڈر نہیں ہے تو پھر مال میں اسراف ہوگا

## اسراف اور تبذیر میں فرق:

اللہ کا ڈر زندگی میں نہیں ہوگا تو اسراف آئے گا اور اسراف کے بعد عیاشی آئے گی۔ پھر بے ضرورت بھی خرچ ہوگا۔ آج کل جو شادیاں ہوتی ہیں تو بے ضرورت مال خرچ ہوتا ہے، بے ضرورت مال خرچ کرنا تبذیر ہے۔ ضرورت سے زیادہ خرچ کرنے کو ''اسراف'' اور بے ضرورت خرچ کرنے کو تبذیر کہتے ہیں۔ بے ضرورت مال لگانے والے شیطان کے بھائی ہیں۔ شیطان نے لوگوں یہی سیکھایا تھا۔

## شیطان کی اسکیم:

کتابوں میں لکھا ہے کہ پہلے شیاطین اوپر آسمانوں کی طرف غیب کی باتوں کو جاننے کے لئے جاتے تھے، پھر جب حضور ﷺ کی بعثت ہوئی تو پھر ان کا جانا بندھ کر دیا گیا۔ جب یہ بندھ ہوگیا تو شیطان نے اپنے کارندوں سے کہا کہ اوپر کا نظام اب بدل گیا ہے، پتہ لگاؤ کیا ہوا ہے؟ تو پتہ چلا کہ ایک نبی پیدا ہوئے ہیں۔ اور نبی اکیلا نہیں ہوتا ہے بلکہ ان کی امت بھی ہوا کرتی ہے۔ تو شیطان نے کہا کہ نبی ہو، امت ہو، جو آوے آنے دو۔ میں تو یہ کام کروں گا کہ نبی جہاں جان و مال لگانے کے لئے کہیں گے میں اس کا الٹا بتاؤں گا۔ نبی جہاں منع کریں گے وہاں لگواؤں گا اور جہاں حکم کریں گے وہاں سے روک دوں گا، میں اپنی یہ اسکیم چلاؤں گا۔ چنانچہ اب ایسا ہی

ہوتا کہ لوگ اپنے جان مال کو حق پر لگانے کے بجائے عیاشیوں پر لگاتے ہیں۔نتیجہ یہ کہ جان مال غلط جگہ لگنے کی وجہ سے زندگی خراب ہورہی ہے۔

## مال کے بارے میں دوسوال:

مال اللہ کی امانت ہے اوراس کے بارے میں دوسوال ہیں،کہاں سے کمایا اور کہاں خرچ ہوا؟ دوسری چیزوں کیلئے ایک ایک سوال اور مال کے بارے میں دوسوال ہوں گے کہ کہاں سے کمایا اور کہاں خرچ کیا ؟ کیوں کہ یہ امانت ہے۔مال ہمارا نہیں، بلکہ اللہ کی طرف سے امانت ہے۔اللہ نے مال ہماری راحت کے لئے بھی دیا ہے اوردین کی خدمت اور حکم پر چلنے کے لئے بھی دیا ہے۔لہذا اس کے ذریعہ اللہ کا حق ادا کرو اور اللہ کی مخلوق کا حق ادا کرو۔لوگوں پر احسان کرو،اس لئے مال دیا ہے۔اگر مال کے ذریعہ سے حق ادا نہیں ہوا تو پھر اسراف ہوگا۔اور جب اسراف کریں گے تو مال کی احتیاج بڑھتی ہی چلی جائے گی ،ان کا پورا ہی نہیں ہوگا۔ضرورت بڑھتی چلی جائے گی اور یہ مشغول ہوجائیں گے۔پھر دین سیکھنے کا ان کے پاس وقت نہیں ہوگا۔مشغولی بڑھتی ہی چلی جائے گی،چوبیس گھنٹے کاروبار چلتا ہے۔

## اللہ نے ضرورتوں کو بہت آسان کردیا ہے:

آدمی کی ضرورت تھوڑی ہوتی ہے،اسی وجہ سے جتنی ضرورت کی چیزیں ہیں وہ بھی تھوڑی ہیں۔دوسری طرف اللہ کے فرائض بھی بہت تھوڑے ہیں۔زندگی اللہ نے مشکل نہیں بنائی ہے لیکن لوگوں نے اس کو مشکل بنا دیا ہے۔اس لئے زندگی تنگ ہوگئی

اوراب ان کے پاس عبادت کا وقت نہیں ہے۔اس لئے مال کوامانت سمجھنااورزندگیوں کواسراف سے بچانا بہت ضروری ہے۔ بڑے بڑے اسراف جو ہوتے ہیں معلوم ہے وہ کہاں ہوتے ہیں؟ وہ شادیوں میں ہوتے ہیں۔حالاں کہ شریعت نے شادی میں سوائے مہر کے کوئی چیز واجب نہیں کی ہے۔

نکاح چونکہ سب کی ضرورت ہے اس لئے اس کو بہت آسان اور ہلکا بنایا ہے۔نکاح میں مہر کے علاوہ کوئی چیز واجب نہیں۔ نکاح مسجد میں بھی ہوسکتا ہے ،سفر میں بھی ہوسکتا ہے، ہر جگہ ہوسکتا ہے۔کتنا آسان کردیا!!! کیوں کہ وہ ضرورت کی چیز ہے۔ہم لوگوں نے اس میں اسراف داخل کردیا ہےاس لئے شادی کی برکت ہی ختم ہوگئی ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ نکاح میں جتنی زیادہ سادگی ہوگی اتنی زیادہ برکت ہوگی۔

## اسراف کی جگہیں:

آج کل شادیوں کا اسراف ،تعمیرات کا اسراف، کھانوں کا اسراف، کپڑوں کا اسراف،سواریوں کا اسراف۔ مجھے حیرت ہوتی ہے کہ آج کوئی پیدل چلنے کو تیار نہیں ہے، ماچیس لینے جاوے تو بھی سواری پر۔اس لئے ہماری زندگیاں تنگ ہوگئیں ہیں۔اللہ نے ایمان اس لئے دیا کہ زندگی میں برکت آوے۔ جب اسباب میں برکتیں آئے گی تو دنیا وآخرت دونوں بنے گی۔اور اگر برکت اٹھ جاوے تو جتنا بھی ملے کبھی پورا نہیں ہوگا۔ کیوں کہ ان کو عبادت، اللہ کا ذکر اور دین کی کوئی فکر نہیں ہے۔

## ایمان اور تقوی سے حق اور حد کی پہچان ہوتی ہے:

میرے بھائیو! ہمیں اپنے اندر ایمان اور تقوی پیدا کرنا ہے، تاکہ اللہ کی نعمتوں کے بارے میں ہم حق پر رہیں۔حق اور حد کو پہچانیں۔اور اگر ایمان وتقوی نہیں ہے تو حق اور حد کو نہیں پہچان سکیں گے۔اس لئے دین اور ایمان والے ماحول میں اپنی زندگیوں کو گذارنا ہے، دین داروں کے ساتھ رہنا ہے۔دین داروں سے فائدہ اٹھانا ہے۔صحبت کے ذریعہ سے دین آتا ہے، محنت کے ذریعہ سے دین آتا ہے، سیکھنے سے دین آتا ہے۔یہ چیزیں ہیں تو سلامتی ہے، ورنہ بے دینی میں سلامتی نہیں ہے۔

## اللہ دین کے بغیر کبھی راضی نہیں ہوتے:

اللہ نے ہمیں جو اسباب دیئے ہیں اس کو غنیمت سمجھو اور اللہ کی دی ہوئی ان نعمتوں سے اپنی آخرت بناؤ، پھر اللہ راضی ہوکر اور بھی دے گا۔اللہ راضی ہوکر دے گا تو سکون ملے گا۔اللہ تو ناراض ہوکر بھی اسباب دیتے ہیں۔لیکن اس میں آدمی کے لیے کوئی خیر نہیں ہوتی۔خالی دنیا کا مل جانا کافی نہیں ہے، بلکہ یہ دیکھنا ہے کہ اللہ تعالیٰ راضی ہے کہ نہیں۔اور یاد رکھو! اللہ بغیر دین کے کبھی راضی ہوتے نہیں ہیں۔اس لئے اپنی عبادت، معاملات، معاشرت، اخلاق کو ٹھیک کرنا بہت ضروری ہے تاکہ کسی کا کوئی حق باقی نہ رہے۔اس لئے حق بھی ادا کرنا ہے اور احسان بھی کرنا ہے۔اسی لئے فرمایا ''زِنْ وَارْجِحْ '' کہ تول کردو اور جھکتا ہوا دو۔تول کر دینا یہ حق ہے اور جھکا کر دینا یہ احسان ہے۔

## لین دین حق کے ساتھ اور رہن سہن احسان کے مطابق ہو:

ہمیں یہ تعلیم دی گئی ہے کہ لوگوں پر احسان کرو تا کہ اللہ تم پر احسان کرے۔ رحم کرو تا کہ اللہ تم پر رحم کرے، ''اَلرَّاحِمُوْنَ یَرْحَمُکُمُ الرَّحْمٰنَ ، اِرْحَمُوْا مَنْ فِیْ الْاَرْضَ یَرْحَمُکُمْ مَنْ فِیْ السَّمَاءِ'' ہمارا لوگوں کے ساتھ کا لین دین حق کے ساتھ ہو۔ ہمارا رہن سہن احسان کے مطابق ہو۔

حدیثوں میں آتا ہے کہ پڑوسیوں کے ساتھ احسان کرو۔ پڑوسی کے ساتھ احسان کروں گے تو مؤمن بنوں گے اور جو پڑوسیوں کو ستائے گا اپنا حق بھی کھو جائے گا۔ ''مَنْ آذٰیْ جَارَہٗ وَرَّثَ دَارَہٗ'' پڑوسی کو ستایا تو ایسے حالات پیدا ہوں گے کہ گھر بھی کھوئے گا۔

## زندگی کی اصل پونجی:

ایمان، اعمال اور احسان یہ ہماری اصلی پونجی ہے۔ یہ ساری محنتیں اسی کے لیئے ہیں، ایمان، اعمال اور احسان، اخلاق زندگی میں ہوں گے تو پھر دعائیں قبول ہوں گی اور برکتیں آئیں گی۔ یہ رمضان المبارک کے مذاکرے اسی لیے ہے تا کہ سارا سال اس کے مطابق گذار سکے۔ زندگی صحیح گذرے، آخرت بنے اس کے لئے دعائیں بھی مانگنا ہے۔ دعا مؤمن کا ہتھیار ہے۔

☆☆☆☆☆☆

﴿۱۰﴾

# علم اورایمان اصل چیزیں ھیں

24 June 17 (29 Ramdhan 38)

بتاریخ: ۲۴؍جون ۲۰۱۷ءمطابق ۲۹؍رمضان المبارک ۱۴۳۸ھ

بمقام: خانقاہ محمودیہ جامعہ علوم القرآن، جمبوسر

## اقتباس

حدیث میں ہے کہ اگر کسی بندے نے ذمہ داری پورا کرنے میں کافی تکلیف برداشت کی ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو اپنی رحمت کا ایک غوطہ دیں گے۔ پھر اس کو پوچھیں گے کہ تم نے کتنی تکلیفیں اٹھائی تو وہ قسم کھا کر کہے گا میں نے کوئی تکلیف دیکھی ہی نہیں ہے۔ اور اگر ساری عمر عیش آرام کیا اور ذمہ داری پوری نہیں کی تو اس کو اپنے عذاب کا ایک غوطہ دیکر پوچھیں گے تم نے کتنی راحتیں اٹھائی؟ تو وہ کہے گا کہ خدا کی قسم میں نے کوئی راحت دیکھی ہی نہیں ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ، وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ ، وَعَلٰى آلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ، اَمَّا بَعْدُ !

## دنیا من چاہی کے لئے نہیں ذمہ داری کے لئے ہے:

میرے پیارے بھائیو! دنیا کی زندگی ذمہ داریوں کی زندگی ہے ، اور ذمہ داریوں سے یہ زندگی قیمتی بنتی ہے۔اگر ذمہ داریاں پوری نہ ہوئیں تو پھر یہ زندگی حسرت اور پچھتاوے کا سبب بنتی ہے۔اس سے حسرت اور پشتاوے کا دروازہ کھل جاتاہے۔کیوں کہ ذمہ داری پوری نہیں ہوئی ۔ یہ زندگی خواہشات کو پورا کرنے کے لئے نہیں ہے۔من چاہی پورا کرنے کے لئے نہیں دی ہے۔ساری من چاہیاں اللہ نے جنت میں رکھی ہیں۔

## دنیامیں مشقت اور جنت میں راحت ہے:

دنیا میں اللہ نے مشقتیں رکھی ہے،کوئی کام مشقتوں سے خالی نہیں ہے۔کھانا، کمانا ہضم کرنا یہ سب مشقت کے کام ہیں۔آدمی کو مشقت ہی میں پیدا کیا ہے۔راحت کی جگہ تو اصل میں جنت ہے۔اس دنیا میں تو ذمہ داریوں کو پورا کرنے کے لئے بھیجا ہے،اوران ذمہ داریوں کو پورا کرنے میں تکلیفیں برداشت کرنی ہیں اور صحیح معنی میں اپنی ذمہ داری پوری کرنی ہے۔

## آخرت کے مقابلے میں دنیا کی تکلیف اور راحت:

حدیث میں ہے کہ اگر کسی بندے نے ذمہ داری پورا کرنے میں کافی تکلیف برداشت کی ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو اپنی رحمت کا ایک غوطہ دیں گے۔ پھر اس کو پوچھیں گے کہ تم نے کتنی تکلیفیں اٹھائی تو وہ قسم کھا کر کہے گا میں نے کوئی تکلیف دیکھی ہی نہیں ہے۔ اور اگر ساری عمر عیش آرام کیا اور ذمہ داری پوری نہیں کی تو اس کو اپنے عذاب کا ایک غوطہ دیکر پوچھیں گے تم نے کتنی راحتیں اٹھائی؟ تو وہ کہے گا کہ خدا کی قسم میں نے کوئی راحت دیکھی ہی نہیں ہے۔ اس لئے یہ زندگی تو چوکنّا رہنے کی ہے کہ کہیں ہمارے ہاتھ سے ذمہ داری نہ چھوٹ جائے۔

## ذمہ داری کی یاددہانی:

ایک ذمہ داری آدمی پر یہ ہے کہ اپنے آپ کو دین دار بناوے۔ جس طرح سے ہر آدمی اپنے آپ کو تندرست اور خوشحال رکھنا چاہتا ہے، ایسے ہی ہر آدمی اپنے آپ کو دین دار بنائے۔ انسان کے پیدا ہوتے ہی اس کے کان میں کلمہ کہا گیا، ہمارے یہاں سنت طریقہ یہ ہے کہ جب مسلمان کے گھر میں بچہ پیدا ہو تو اس کے ایک کان میں اذان اور دوسرے کان میں اقامت پڑھی جائے۔ گویا یہ ایک قسم کی یاددہانی ہے کہ تم یہاں کسی کام کے لیے آئے ہو۔ وہ کام یہ ہے کہ دل میں اللہ کی بڑائی آوے۔ اللہ کو ایک مان کر اس کی تابعداری کرے، اور اس کے نبی کو نبی مان کر اس کی پیروی کرے۔ اذان کی شکل میں یہ ساری باتیں اس کے کان میں کہی جاتی ہیں، حالانکہ بچے

کواس بات کا شعور نہیں ہوتا ہے کہ اسے کیا کہا جار ہا ہے۔اس کے باوجود اس کے کان میں یہ باتیں ڈالی جاتی ہیں۔

## دنیا میں آتے ہی ذمہ داری کا سبق شروع ہو جاتا ہے:

جو باتیں انسان کے کان میں ڈالی جاتی ہیں وہ دل پر اثر کرتی ہے چاہے شعور ہو یا نہ ہو، جیسے کسی آدمی کو مار لگی ہے، ایکسیڈنٹ ہوا ہے، بے ہوش ہے، تو بھی اس کے اندر دوا داخل کرتے ہیں، یہ دوا اندر جا کر اپنا کام کرتی ہے۔ بچے کے کان میں اذان واقامت اس لئے بھی کہی جاتی ہے کہ اس میں جو روح پڑی ہے اس نے اقرار کیا تھا کہ میرا رب اللہ ہے تو اس روح کو یہ بات یاد دلانی ہوتی ہے۔اب یہاں رہ کر اس وعدہ کو پورا کرنا ہے جو عالم ارواح میں کیا تھا۔ دنیا میں آتے ہی ذمہ داری کا سبق شروع ہو گیا۔ یہ ہی سبق موت تک رہتا ہے۔ پیدا ہو تو اذان اور مرنے لگے تو کلمہ کی تلقین کی جاتی ہے۔ ''لَقِّنُوا مَوُتَاکُمُ بِلاَ اِلٰهَ اِلاَّ اللّٰه '' اپنے مرنے والوں کو کلمہ یاد دلاؤ۔ یہ دونوں بورڈریں ہیں۔ پیدا ہوتے ہی اذان سنے اور مرتے وقت کلمہ پڑے۔

## دین داری میں خیر ہی خیر ہے:

پیدا ہوتے وقت اذان واقامت یہ عبادت کی دعوت ہے، نماز کی دعوت ہے، یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ ہماری زندگی ذمہ داری کی جگہ ہے کہ ہر آدمی اپنے آپ کو دین دار بناوے۔لوگوں کو مالدار بننے کی ہَوَس ہوتی ہے کہ وہ مالدار بنے، عہدے دار بنے۔ ٹھیک ہے اس سے کوئی انکار نہیں کہ مالدار بنے، عہدے دار بنے، لیکن دین دار بنے یہ

بہت ضروری ہے۔ کیوں کہ اللہ نے ہم کو پسند کر کے دین دیا ہے''رَضِیۡتُ لَکُمُ الاِسۡلامَ دِیۡنًا ''میں نے تمہارے لیے دین پسند کرلیا ہے۔اس لئے ہماری طرف سے بھی دین داری پسند کریں گے، بے دینی پسند نہیں کریں گے۔ پہلے دین دار بناؤ پھر سب کچھ بناؤ، مالدار بناؤ، عہدے دار بناؤ، زمین دار بناؤ، دکان دار بناؤ۔ دین دار بن گیا تو پھر خیر ہی خیر ہے۔اور اگر دین داری نہیں اور باقی سب کچھ ہے تو یہ ساری چیزیں وبال بن جاتی ہیں۔ مال، اولاد، دکان سب چیزیں وبال بن جاتی ہیں۔

## حق کی ادائیگی اور شکر گذاری:

دین دار بننا یہ ذمہ داری ہے، اور دین دار بننے کے لیے دین سیکھنا ضروری ہے، لہذا دین والوں سے دین پوچھیں، دین سیکھیں۔ دین کے ماحول میں رہیں تاکہ زندگی میں دین داری آوے، دین کی محنت میں نکلیں۔ دین کی محنت میں نکلنے سے دین داری کا دھیان آوے گا۔ دین کی محنت میں نہیں نکلے تو دین داری کا دھیان آنا مشکل ہے۔ دین داری کے لیے ہی پیدا کیا ہے، اور یہ ساری نعمتیں بھی اسی کے لیے ہیں۔ ان نعمتوں کو کھاؤ، پیئو، لیکن اس کا تقاضا یہ ہے کہ حق بھی ادا کرو، ''کُلُوا مِنۡ رِّزۡقِ رَبِّکُمۡ وَاشۡکُرُوا لَہٗ'' کہ کھاؤ، پیئو، یہ ساری نعمتیں تمہارے لیے ہی ہیں، لیکن شکر گذار بنو۔ حق ادا کرنے کے سے شکر گذاری ہوتی ہے۔

## انسان کی کمزوری:

نعمتوں کے بارے میں آدمی کی ہوَس یہ ہوتی ہے کہ مجھے مال اور چیزیں زیادہ

ملے۔انسان اپنے مال کو کم سمجھتا ہے لیکن اعمال کو کم نہیں سمجھتا۔دو رکعت پڑھ لی، بہت سمجھتا ہے،جیسی بھی پڑھ لی ٹھیک ہے،حالانکہ اصل ذمہ داری عمل کی کمی کو دور کرنا ہے، اور یہ زندگی اسی کے لیے ملی ہے۔اپنا ایمان ایسا بنانا ہے کہ وہ ہمیں اللہ سے ڈراوے۔اس کے لیے ایمان کے ماحول میں رہیں، ایمان کی محنت کو کریں، ثواب وعذاب کی باتوں کو سنیں۔پھر اس کا ایمان اس کو اللہ سے ڈرائے گا۔

## ڈر کی وجہ سے آدمی اپنے آپ کو خطرے سے بچاتا ہے:

زندگی میں اللہ کا ڈر ہونا بہت ضروری ہے، اگر اللہ کا ڈر نہیں ہے تو زندگی غلط راستے پر چلی جائے گی،ڈر کی وجہ سے آدمی اپنے آپ کو خطرے سے بچاتا ہے۔اللہ تعالیٰ بھی اپنے بندوں کو اپنی ذات سے ڈراتے ہیں کہ مجھ سے ڈرو۔میرے معاملے میں چوکنّے رہوتا کہ میری پکڑ میں نہ آ ؤ۔اس لئے ایسا ایمان بنانا ہے جو ہمیں اللہ سے ڈرائے۔ایسا ایمان بنانا جو اللہ کے فرائض ادا کراوے۔ایسا ایمان بنانا اللہ کی حرام کردہ چیزوں سے بچاوے۔یہ سب ایمان پر موقوف ہے۔ایمان کی طاقت جتنی پیدا ہوگی اتنی ان چیزوں کی پابندی ہوگی۔اگر اندر کی طاقت نہیں ہے تو فرائض چھوٹ جائیں گے اور حرام میں مشغول ہو جائے گا۔جیسے ہر مشین اپنے اندر کی طاقت سے چلتی ہے،اندر کی طاقت فیل ہو جائے تو وہ مشین کچھ نہیں کر سکتی۔ایسے ہی اگر مسلمان کی اندر کی طاقت فیل ہوگئی پھر اپنی زندگی کی ذمہ داری کو بھول جائے گا۔اللہ کے فرائض چھوٹ جائیں گے،زکوتیں رک جائیں گی۔روزے بگڑ جائیں گے، پھر

جو چیزیں اللہ نے حرام کی ہیں اس میں اس کی زندگی گذرے گی۔ کیوں کہ حرام سے بچنے کی طاقت نہیں ہے۔ فرائض پر کھڑا ہونے اور حرام سے بچنے کے لیے اندر کی طاقت ضروری ہے۔

## دین دار بنو اور اللہ سے دین کی برکتیں لو:

اس لئے ہماری سب سے پہلی ذمہ داری یہ ہے کہ اپنے آپ کو دین دار بناؤ، آنکھوں میں آنکھوں کا دین، کانوں میں کانوں کا دین، زبان میں زبان کا دین، ہاتھ پاؤں میں ہاتھ پاؤں کا دین، کاروبار میں کاروبار کا دین، شادی کے موقع پر شادی کا دین، غمی کے موقع پر غمی کا دین، یہ اصل ذمہ داری ہے اور اسی کے لیے ہمیں پیدا کیا گیا ہے۔ اسی کے لیے ماحول بنایا جاتا ہے، اسی کی ترغیب دی ہے کہ اپنے آپ کو دین دار بناؤ اور اللہ سے دین کی برکتیں لو۔ دین داری آئے گی تو اللہ تعالیٰ دین کی برکتیں آسمان میں سے بھی دے گا اور زمینوں میں سے بھی دے گا، یہ اللہ کا وعدہ ہے۔ لوگوں کے ایمان اور عمل پر زمین و آسمان کی برکتیں دے گا۔ برکت دے کر پھر دنیا کے مسائل کو بھی آسان کر دے گا۔

## ساری چابیاں اللہ کے قبضے میں ہیں:

زندگیوں میں مشکلات بے دینی کی وجہ سے آتی ہیں۔ یہ قاعدہ ہے کہ حالات بے دینی کی وجہ سے بگڑتے ہیں۔ ورنہ جو آدمی اللہ سے اپنا معاملہ صحیح کریں اللہ اس کے سارے معاملوں کو صحیح کر دیتے ہیں، ''مَنْ اَصْلَحَ مَابَیْنَهٗ وَبَیْنَ اللّٰهِ اَصْلَحَ اللّٰهُ مَابَیْنَهٗ

وَبَیْنَ خَلْقِہٖ ‘‘ کہ جو اپنا اور خدا کا معاملہ ٹھیک کرلیں گے تو اللہ ان کا اور مخلوق والا معاملہ ٹھیک کردیں گے۔ یہ پکی بات ہے کہ ساری چابیاں اللہ کے ہاتھ میں ہیں، کسی کے ہاتھ میں کچھ نہیں ہے۔ راحتوں کی، مصیبتوں کی، چین کی، بے چینی کی، محبت کی، دشمنی کی الغرض ساری چابیاں اللہ کے ہاتھ میں ہیں۔

## حالات کا بننا بگڑنا اللہ کی رضامندی پر موقوف ہیں:

سارے خزانے اللہ کے ہاتھ میں ہیں۔ وہیں سے کھلتا ہے اور وہیں سے بند ہوتا ہے۔ جب ناراض ہوتے ہیں تو حالات بگاڑتے ہیں، اور جب راضی ہوتے ہیں تو حالات بنادیتے ہیں۔ دلوں میں چین ومحبت دیتے ہیں، اسباب میں برکتیں دیتے ہیں، کیوں کہ راستہ صحیح اختیار کیا ہے۔ لوگ اپنے حالات کو پیسوں سے بنانے کو سوچتے ہیں کہ پیسوں سے حالات بن جائیں گے، یہ بالکل غلط بات ہے، دنیا کے کسی بھی سبب پر اللہ نے حالات کے بننے کی بات رکھی ہی نہیں ہے۔ مال ومرتبوں، زمینوں، جائدادوں سے حالات بنیں گے، یہ بالکل غلط بات ہے۔

## دنیا کے تمام اسباب خالی برتن کی طرح ہیں:

اللہ کے نزدیک دنیا کے سارے اسباب خالی برتن کی طرح ہیں۔ جیسے خالی پیالیوں میں کوئی چیز ڈالنے والا جو ڈالے گا اس سے پیالی بھر جائے گی، دودھ ڈالے تو دودھ سے اور چھاس ڈالے تو چھاس سے۔ ایسے ہی دنیا کے تمام اسباب خالی ہیں اللہ تبارک وتعالیٰ جونسا بھی حال اس میں ڈالیں گے وہ حال اس میں آجائے گا۔ کامیابی کی

حالت ڈالے تو ان اسباب میں کامیابی آویگی اور ناکامی ڈالے تو ناکامی آویگی، یہ ایمان کی بات ہے۔

## مال سے حال نہیں بنتا ہے:

اس کے مقابلے میں دھوکہ کی بات یہ ہے کہ مال پیدا کرو، حال ٹھیک ہوجائے گا۔ مال سے حال ٹھیک نہیں ہوتا، اگرایسا ہوتا تو قارون کا حال ٹھیک ہوتالیکن مال کے باوجود قارون کا حال بگڑ گیا۔ اس کے پاس اتنا مال تھا کہ دوسرے کسی کے پاس بھی نہیں تھا۔ لیکن مال کے ہوتے ہوئے بھی سب سے زیادہ ہلاکت اسی پر آئی، یہاں تک اللہ تعالیٰ نے اس کو اس کے مال کے ساتھ زمین میں دھنسا دیا اور وہ ابھی تک نیچے جاہی رہا ہے، تو اس کے مال نے حال نہیں بنایا۔

عہدے سے حال نہیں بنتا، ہامان قارون کا وزیر تھا، اور فرعون ملک کا مالک تھا، لیکن یہ دونوں عہدے کے باوجود ہلاک ہوئے۔ اگر عہدے اور مال سے حالات بنتے تو ان کے بنتے۔ یہ بات صرف ان کے لیے نہیں ہے، بلکہ سب کے لیے یہ قاعدہ ہے، ہمیں یہ دعوت ہے کہ اپنی زندگی ایمان والی اور ذمہ داری والی بناؤ۔

## ایک رمضان دوسرے رمضان کو چارج دیتا ہے:

یہ رمضان المبارک کا مہینہ اسی کے لیے ہے کہ اپنی زندگیوں کو ایمان واعمال والی بناویں، رمضان کا پورا مہینہ پوری پابندی کے ساتھ گذرے تو دوسرے رمضان تک

اس کا اثر رہے گا۔تو یہ رمضان جو ہمارے ہاتھوں سے جارہا ہے کچھ دے کر جانا چاہئے۔ایک رمضان دوسرے رمضان کو چارج دیتا ہے۔اللہ تعالیٰ نے یہ جو زندگی بخشی ہے وہ اللہ کے حکموں والی بنیں، حضور کے طریقوں والی بنیں، رمضان کے مہینہ میں اللہ کے سامنے یہ عہد کرنا ہے اور جو کچھ کمی کوتاہی ہوگئی ہے اللہ سے اس کی معافی مانگنا ہے۔ ہرعمل کو معافی پرختم کرنا ہے۔

## ہرعمل کومعافی پرختم کرو:

یہ اصول بتایا ہے کہ اپنے ہرعمل کو معافی پر ختم کیا جائے۔عمل کرو اور معافی مانگو، جیسے التحیات پڑھ کر پھر ''اَللّٰھُمَّ اِنِّی ظَلَمْتُ نَفْسِیْ'' والی دعا پڑھتے ہیں کہ اے اللہ! میں نے تو بڑا ظلم کیا ہے تو میری مغفرت فرمادے۔گشت ختم کرکے واپس لوٹتے ہیں تو معافی مانگتے ہیں، ایسے ہی رمضان ختم کیا ہے تو اللہ سے معافی مانگی جائے گی کہ اے اللہ! رمضان المبارک میں مجھ سے جو کوتاہی ہوئی ہے تو اس کو معاف فرمادے۔اور اگلی زندگی کو ذمہ داریوں والی بنادے۔اپنی ذات کو دین دار بنانا یہ ہماری پہلے ذمہ داری ہے۔

## ماحول بنانے کی محنت:

پھر دوسری ذمہ داری یہ ہے کہ ہمارا ماحول دینی بنے اس کی فکر کرنا ہے، کیوں کہ ماحول سے آدمی کو سہارا ملتا ہے۔ماحول سے آدمی کو طاقت ملتی ہے۔سردی کا ماحول ہوتا ہے تو امیر غریب سب کو سردی لگتی ہے۔گرمی کے ماحول میں سب کو گرمی لگتی

ہے۔ایسے ہی دینی ماحول ہوگا تو پھر سب دین دار بنیں گے۔ بچے بھی دین دار بنیں گے،نوکر بھی دین دار بنیں گے، کیوں کہ دینی ماحول ہے اور اگر ماحول دین کا نہیں ہے تو دین دار ہوتے ہوئے بھی بے دینی ہوگی۔اس لئے ہماری دوسری ذمہ داری یہ ہے کہ اپنے ماحول کو بھی دین دار بناویں۔دینی ماحول بنانے کے لیے اللہ نے ہمیں دین کی محنت اور دین کی تعلیم دی ہے،اگر دین کی محنت اور دین کی تعلیم رہے تو ماحول بنے گا اور دین پر جینا آسان ہوجائے گا۔اور ماحول نہیں ہے تو دین پر جمنا مشکل ہوجائے گا۔

حدیثوں میں ہے کہ جب ماحول بگڑ جائے گا تو آدمی کو دین پر جینا اتنا مشکل ہوجاتا ہے جیسے ہتھیلی میں انگارا پکڑنا۔اس لئے اللہ نے نبیوں کو بھیجا اور دینی محنت چلائی تاکہ چاروں طرف دینی ماحول بنے۔محنت ہونے کی وجہ سے گھروں میں، بازاروں میں، ہر جگہ پر دین داری پہنچتی ہے اور دین پر جینا آسان ہوجاتا ہے۔وہ کسی بھی شعبے میں رہے، محنت کی وجہ سے اس کو دین ملتا رہتا ہے۔پھر اپنے اپنے شعبوں میں دین کا کام کرنا آسان ہوجاتا ہے۔

## پابندی نہ ہو تو دین کھیل بن جاتا ہے:

اس لئے میرے بھائیو!اللہ تعالیٰ نے رمضان المبارک میں جو دین داری دی ہے اس کو باقی رکھنا ہے اور اپنے آپ کو پابند بنانا ہے۔من چاہی نہیں ہے کہ جب چاہے کرے اور جب چاہے نہ کرے، جب چاہے دین پر چلے، جب چاہے نہ چلے،

اس کو دین نہیں کہتے ہیں ، یہ تو کھیل ہو گیا۔کھیل میں ایسا ہوتا ہے کہ جی میں آوے تو کھیلے ورنہ نہیں ۔اسی طرح اگر پابندی نہیں ہوئی تو وہ دین کھیل بن جاتا ہے۔اس لئے اللہ تعالیٰ نے ہم کو حکم دیا ہے کہ استقامت اور پابندی کے ساتھ رہیں ،جس عمل کو شروع کریں اخیر تک کرتے رہیں۔

## استقامت کی بہترین مثال:

حضرت علیؓ فرماتے تھے کہ حضور ﷺ سے میں نے تسبیح فاطمہ کی حدیث سنی کہ ہر فرض نماز کے بعد ۳۳ / مرتبہ سبحان الله، ۳۳ / مرتبہ الحمدلله ، ۳۴ / مرتبہ الله اکبر پڑھو۔تو جب سے میں نے یہ حدیث سنی ہے تب سے کبھی بھی میری یہ تسبیح چھوٹی نہیں ہے۔کسی نے سوال کر دیا کہ آپ تو فلاں دن میدان جنگ میں تھے ، وہ بڑا خطرناک منظر تھا ، جنگ ہو رہی تھی ، رات تھی ، اس وقت کیا کیا تھا۔فرمایا کہ اس جنگ کے میدان میں بھی میں نے تسبیح پوری کی ہے ،اس کو استقامت کہتے ہیں کہ ایک کام شروع کیا پھر موت تک نہیں چھوٹے گا۔

## نماز کی حفاظت اور پابندی بہت ضروری ہے:

اس لئے میرے بھائیو! سچے ارادے کریں اور نیتیں کریں کہ دین پر چلنا ہے۔تمام اعمال میں سب سے زیادہ نمازوں کی پابندی ضروری ہے۔بارہ مہینے دن میں پانچ مرتبہ ضروری ہے اور ہر آدمی پر ضروری ہے۔اللہ تعالیٰ نے نمازوں کی حفاظت کرنے اور اس کو قائم کرنے کا حکم دیا ہے۔نماز پڑھنے کو نہیں کہا کہ نماز پڑھ لو بلکہ یہ

فرمایا کہ نماز کی حفاظت کرو، جس طرح اپنے مال سامان کی حفاظت کرتے ہیں، اپنی صحت اور آرام کی حفاظت کرتے ہیں، ایسے ہی نمازوں کی حفاظت کرنی ہے۔نماز کا وقت ہوجائے نماز قائم کریں اور سنت کے مطابق آداب کے ساتھ نماز ادا کی جاوے۔

## کلمہ کے بعد سب سے وزنی عمل نماز ہے:

کلمہ کے بعد سب سے بڑا وزن نمازوں کا ہے،دین داری کا تعلق نماز سے ہے۔ جو آدمی نمازوں کا جتنا پابند ہوگا وہ دین کے دوسرے کام کا بھی اتنا ہی پابند ہوگا۔حضرت عمرؓ نے اپنے دورِ خلافت میں شہر کے حاکموں کو یہ بات لکھی تھی کہ میری نظر میں نماز سب سے اونچی ہے جو نماز کا جتنا پابند ہوگا وہ دین کے دوسرے کاموں کا بھی اتنا ہی پابند ہوگا۔اور جو اس میں پیچھے رہنے والا ہوگا، سستی کرنے والا ہوگا،وہ دین کے دوسرے کاموں میں بھی سستی کرے گا۔اس لئے یہ پلّے باندھنے کی چیز ہے کہ زیادہ سے زیادہ اپنی نمازوں کا اہتمام کریں اور نمازوں کو ٹھیک اور صحیح طریقے پر پڑھیں۔اللہ کے راستے میں نکلیں اور نمازیں سیکھیں اور پھر اس کی موت تک حفاظت کریں۔نماز مسجد میں باجماعت ادا ہو یہ سنت رسول ہے۔

## ایمان پر خاتمہ کی گارنٹی:

حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ فرماتے تھے کہ جو آدمی بھی یہ چاہے کہ اللہ کے دربار میں ایمان کے ساتھ حاضر ہو تو اس کو چاہئے کہ نمازوں کو مسجدوں میں جماعت

کے ساتھ ادا کرے۔ ایمان پر خاتمہ، ایمان پر موت اور ایمان کے ساتھ اللہ سے ملنا یہ ایسے شخص کو نصیب ہوتا ہے۔ نماز مسلمانوں کی معراج ہے۔

## موت کے وقت شیطان سے بچنے کا علاج:

موت کا فرشتہ ہر اس آدمی کو کلمہ یاد دلاتا ہے جو با جماعت نماز پڑھنے کے لیے مسجد میں جاتا ہے، موت کے وقت فرشتے ایسے شخص کے پاس سے شیطان کو دور کرتے ہیں۔ روایتوں میں ہے کہ موت کے وقت شیطان آدمی کا ایمان بگاڑنے کے لیے آتا ہے۔ یہ چونکہ دنیا سے آخرت کی طرف جارہا ہے تو دنیا کی بورڈر پر یہ شیطان پریشان کرتا ہے جیسے بورڈروں پر لوگ مسافروں کو پریشان کرتے ہیں۔ موت کے وقت اس پریشانی سے بچنے کا علاج یہ ہے کہ اپنے آپ کو نمازوں کا پابند کرو۔ تب جاکر فرشتے مدد کے لیے آئیں گے۔ اور اگر زیادہ پابند ہوگا تو فرشتہ آکر اللہ کی طرف سے سلام پہنچائے گا، فرشتہ آکر کہتا ہے کہ اے اللہ کے ولی! اللہ نے تجھے سلام کہا ہے۔

## ایمان کی حفاظت نماز کی پابندی میں ہے:

اگر زندگی میں نمازوں کی پابندی نہیں ہے، دین کی محنت نہیں ہے تو موت کے وقت شیطان مختلف طریقوں سے پریشان کرتا ہے۔ مفتی شفیع صاحبؒ نے ایک رسالہ لکھا ہے ”کَیدُ الشَّیطَانِ عِندَ مَوتِ الاِنسَانِ“ انسان کے مرنے کے وقت شیطان چالاکیاں کرتا ہے تاکہ اس کو ایمان سے خالی کرے، اور بے ایمانی کے ساتھ دنیا سے رخصت ہو۔ اس لئے میرے بھائیو! ایمان کی حفاظت بھی اسی میں ہے کہ نمازوں کی

پابندی کی جائے۔ نماز یہ ایک ایسا اہم فریضہ ہے جو زندگی کو سدھارنے کے لئے ہے، نماز سے زندگی ٹھیک ہوتی ہے کہ پھر مال کا استعمال بھی صحیح ہو جائے گا۔

## زکوۃ ہماری اپنی ضرورت کے لیے ہے:

نماز کی طرح دوسرے فرائض کو بھی ادا کرنا ہے، جیسے زکوۃ کو پورا پورا ادا کرنا ہے۔لوگ اپنی مالوں کی زکوۃ پوری ادا نہیں کرتے ۔ مولانا الیاس صاحبؒ فرماتے تھے کہ میرا جی چاہتا ہے کہ ہمارا ہر مالدار اپنی زکوۃ پوری پوری ادا کرے، جیسے نماز کی رکعتیں پوری ادا کرتے ہیں ایسے ہی زکوۃ پوری پوری ادا کرے۔آج کل لوگوں میں زکوۃ ادا کرنے کا شوق ہی نہیں ہے۔نفل حج اور نفل عمروں کا بہت شوق ہے۔حالانکہ حج تو صرف ایک ہی مرتبہ فرض ہے اور نماز تو چوبیس گھنٹے میں پانچ مرتبہ فرض ہے۔اور زکوۃ سال میں ایک مرتبہ ہے لیکن لوگوں میں نماز اور زکوۃ کا شوق نہیں ہے ، حج عمرے کا شوق ہے۔نماز اور زکوۃ کا لوگوں میں جذبہ اور شوق ہی نہیں ہے۔زکوۃ کے ادا کرنے میں سب کوتاہی کرتے ہیں۔کیوں کہ زکوۃ کو غریب کی ضرورت سمجھتے ہیں،غریب آگیا تو دے دیا ورنہ کون سامنے چل کر دینے جاتا ہے۔زکوۃ غریب کی ضرورت نہیں بلکہ ہماری اپنی ضرورت ہے۔

## حج کو مال کی بنیاد پر نہیں بلکہ طریقوں کے مطابق کریں:

اس لئے نماز پڑھ کر اپنے آپ کو گناہوں سے پاک کریں اور زکوۃ دے کر اپنے مالوں کو پاک کرو تو زکوۃ پوری پوری ادا ہو۔ایسے روزوں کا پورا اہتمام ہو، حج بھی

کریں۔حج کو پیسوں کی بنیاد پر نہ کریں کہ پیسے ہو گئے تو چلو حج کے لئے۔پیسوں سے حج ادا نہیں ہوتا، پیسوں سے سفر ہوتا ہے، یہ سفر خرچ کے لئے ہے حج کے لئے تھوڑے ہی ہے۔حج کے لئے تو حج کے طریقے ہیں، اس سے حج ادا ہوتا ہے، پیسوں سے حج ادا نہیں ہوتا۔حج کرنے کے لئے حج کا علم ضروری ہے کہ حضور ﷺ نے حج کا کیا علم دیا۔جب حضور ﷺ نے حج کیا تو سارے لوگوں کو دعوت دی کہ ہمارے ساتھ حج کرو اور مجھ سے حج سیکھ لو، آئندہ امید نہیں ہے۔اس وقت پورے مجمع نے آپ ﷺ سے حج سیکھا۔حج کے طریقے سیکھے۔

## علم وایمان اصل چیزیں ہیں:

میرے بھائیو! علم اور ایمان اصل چیزیں ہیں، علم اور ایمان زندگی میں آتے ہیں تو زندگی صحیح ہو جاتی ہے۔زندگی کے فرائض ادا ہوتے ہیں۔پھر اللہ تعالیٰ دنیا کی خیر اور آخرت کا بدلہ عنایت فرماتے ہیں۔اس لئے نیت کرو کہ اپنی زندگی حکموں والی بنانی ہے۔اپنے آپ کو نافرمانیوں سے بچانا ہے۔حقوق ادا کرنے والے بنیں، کسی کا بھی حق ہمارے اوپر باقی نہ رہیں، یہ دنیا حق ادا کرنے کی جگہ ہے۔دنیا حق ادا کرنے کی جگہ اور آخرت بدلہ پانے کی جگہ ہے۔جو حق ادا کر کے جائے گا تو آخرت میں بدلہ پائے گا۔حق ادا نہ کیا تو گرفتار ہوگا۔اس لئے ہمیں اس بات کا ذہن بنانا ہے، یہ مذاکرے اسی لئے ہیں کہ ہماری اندر کی کیفیت بن جاوے، پھر ساری عمر اس کی پابندی کریں۔

## اولاد امانت ہیں ان کو دین دار بناؤ:

اپنی اولاد کو دین دار بناویں، ان کو مالدار بنانے کے چکر میں نہ پڑیں۔ہم اپنی اولاد کو دین دار بنائیں، کیوں کہ اولاد یہ اللہ کی امانت ہے۔ہم سے پوچھا جائے گا کہ اپنی اولاد کو کتنا دین دیا۔اولاد بگڑی تو پکڑ ہماری ہوگی۔اس لئے ہماری اولاد دین دار بنیں اس کی فکر کرنا۔اولاد کو مالدار بنانے کے لئے تھوڑا ہی پیدا کیا ہے؟اولاد کو دین دار بنانے کے لئے پیدا کیا ہے۔ہر ایک کو اللہ کی عبادت کے لئے بنایا ہے تو اولاد بھی عبادت کے لئے ہیں،اس لئے ان کو دین سیکھاؤ ، تاکہ وہ دوسروں کے حق کو سمجھیں،ماں باپ کا کیا حق ہے؟ اپنی ذات کا کیا حق ہے؟اورحق ادا کرنے والی بنیں۔

☆☆☆☆☆☆

﴿۱۱﴾

# آخرت کا مراقبہ

16 June 16 (10 Ramdhan 37)

بتاریخ: ۱۶ / جون ۲۰۱۶ء مطابق ۱۰ / رمضان المبارک ۱۴۳۷ھ

بمقام: خانقاہ محمودیہ جامعہ علوم القرآن، جمبوسر

## اقتباس

فرمایا کہ آخرت یقینی ہے دنیا غیر یقینی ہے، پتہ نہیں کتنے دن رہیگا آدمی، کچھ کہہ نہیں سکتے کہ آج ہے کل ہوگا کہ نہیں؟ یہ غیر یقینی ہے، اور آخرت تو یقینی ہے اور ابدی ہے یعنی اس کو فنا ہی نہیں ہے۔ جبکہ دنیا غیر یقینی بھی ہے اور فانی بھی ہے۔ جو چیز بھی آدمی کے پاس ہے وہ سب ختم ہو جائیگی، "مَا عِنْدَكُمْ يَنْفَدُ" تمہارے پاس جو کچھ بھی ہے وہ ختم ہونے والا ہے، زندگی ختم ہونے والی ہے تو زندگی کے اسباب بھی ختم ہونے والے ہیں۔ اس لئے ہر آدمی یہ سوچے کہ اس نے اپنی آخرت کے لئے کیا تیاری کر رکھی ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ، وَالصَّلوٰةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ ، وَعَلٰى آلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ، اَمَّا بَعْدُ !

## دنیا آخرت کی کھیتی ہے:

میرے بزرگو! پیارے بھائیو! بتاتے ہیں کہ دنیا آخرت کی کھیتی ہے، جو آدمی دنیا میں کھیتی سمجھ کر کام کریگا وہ دنیا کی خیر حاصل کریگا اور وہ اپنی آخرت کو بھی آباد دیکھے گا، جیسے زمیندار اپنی زمین پر محنت کر کے اس کی فصل حاصل کر لیتا ہے اور پھر اپنی زندگی چین سے گذارتا ہے، کسی کا محتاج نہیں ہوتا ایسے ہی ایمان والا ہے کہ وہ دنیا میں محنت کر کے اپنی آخرت بناتا ہے۔

جس نے دنیا کی زندگی میں محنت کر کے اپنی آخرت بنالی وہ فائدہ میں رہا، اور جس نے محنت نہیں کی، آخرت کی فکر نہیں کی وہ نقصان میں رہا، رَبِحَ مَنْ رَبِحَ وَخَسِرَ مَنْ خَسِرَ فائدہ میں رہا وہ جس نے فائدہ اٹھالیا، گھاٹے میں رہا وہ جس نے کچھ فائدہ نہ اٹھایا۔

## عقلمندی کی بات:

اس لئے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اَلْكَيِّسُ مَنْ دَانَ نَفْسَهُ وَعَمِلَ لِمَا بَعْدَ الْمَوْتِ" یعنی سمجھدار آدمی وہ ہے، عقلمند آدمی وہ ہے جو اپنے آپ کو پابند کرے، آدمی سب چیزوں کا پابند ہوتا ہے، دوکان کا، کاروبار کا، عہدہ کا، ملازمت کا، اور اچھی طرح

پابندی کرتا ہے۔اسی طرح اپنے آپ کو دین کا پابند بناوے۔اپنے کو پابند کرنے کا کیا مطلب؟اپنے کو پابند کرنے کا مطلب یہ ہے کہ موت کے بعد جو چیز نفع دے اس کو عمل میں لانا،اور موت کے بعد جو چیز نقصان دے اس سے اپنے آپ کو بچانا، "اَلْکَیِّسُ مَنْ دَانَ نَفْسَہٗ وَعَمِلَ لِمَا بَعْدَ الْمَوْتِ" کہ باہوش ہے وہ شخص جو اپنے اوپر قابو پالے۔اگر اپنے آپ پر قابو نہیں ہے تو وہ اپنے آپ کو ہلاک کریگا،اگر زندگی کو قابو میں نہیں لایا گیا تو زندگی برباد ہوگی۔اورصرف برباد نہیں ہوگی،اس کی سزا بھی ملے گی۔اس لئے عقلمندی کی چیز یہ ہے کہ کام کی چیز کو کام کی بناوے۔اس لئے فرمایا کہ "اَلْکَیِّسُ مَنْ دَانَ نَفْسَہٗ وَعَمِلَ لِمَا بَعْدَ الْمَوْتِ" کہ عقلمند وہ ہے جو اپنی ذات پر قابو کرے اور موت کے بعد کام آوے وہ عمل کرے،یہ عقلمندی کی بات ہے،یہ قابو کرنے کی بات ہے۔

## نادانی کی بات:

میرے بھائیو!نادانی کی بات کیا ہے؟نادانی کی بات یہ ہے کہ "وَالْعَاجِزُ مَنْ اَتْبَعَ نَفْسَہٗ ھَوَاھَا وَتَمَنّٰی عَلَی اللّٰہِ عَزَّ وَجَلَّ" کہ عاجز اور نادان آدمی وہ ہے جس نے اپنے آپ کو من چاہی کے پیچھے لگایا،جو جی میں آوے وہ کرے،جی میں نہ آوے نہ کرے،کوئی کنٹرول نہیں،کوئی قابو نہیں۔صبح ہوتی ہے،شام ہوتی ہے کچھ خبر نہیں،بے قابو ہے۔یہ بات صحیح نہیں ہے۔اس لئے فرمایا کہ نادانی یہ ہے کہ اپنے آپ کو من چاہی کے پیچھے لگاوے،اور اللہ سے امیدوار بھی رہے کہ اللہ بیڑا پار کریگا۔ایسا نہیں ہوتا کہ

آگ لگاوے اور باغ بن جاوے، آگ لگائی ہے تو آگ ہی ہوگی، باغ لگانے سے باغ ہوتا ہے۔

## آخرت کا مراقبہ:

اس لئے یہ تنبیہ فرمائی ہے کہ ہر آدمی اپنے بارے میں سوچ کہ "وَلْتَنظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ" یہ مراقبہ ہے کہ ہر آدمی یہ سوچ کہ میں نے آنے والے کل کے لئے کیا تیاری کی ہے۔ یہ اللہ کہہ رہے ہیں کہ کل آنے والی ہے، یعنی موت کے بعد کی زندگی، وہ دور نہیں ہے جیسے کل دور نہیں ہے۔ ہر آدمی یہ سوچے کہ آنے والی کل کے لئے میں نے کیا تیاری کی ہے: "وَلْتَنظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ" یہ دعوت دی ہے اللہ نے کہ آنے والے کل کے لئے فکر کریں اور اپنی آخرت بناویں۔ عقلمندی کی بات ہے کہ آدمی اپنی صلاحیت سے، اپنی طاقت سے جو اللہ نے اسے دی ہے، اپنی آخرت بناوے۔ یہ رہبری ہے اللہ کی کہ اپنی طاقتوں سے، اپنی صلاحیتوں سے اپنی آخرت بناؤ۔

## آخرت یقینی ہے دنیا غیر یقینی ہے:

یہ فرمایا کہ آخرت یقینی ہے دنیا غیر یقینی ہے، پتہ نہیں کتنے دن رہیگا آدمی۔ کچھ کہہ نہیں سکتے کہ آج ہے کل ہوگا کہ نہیں؟ یہ غیر یقینی ہے، اور آخرت کہ وہ تو یقینی ہے اور ابدی ہے یعنی اس کو فنا نہیں ہے۔ دنیا غیر یقینی بھی ہے اور فانی بھی ہے۔ جو چیز بھی آدمی کے پاس ہے وہ سب ختم ہو جائیگی، "مَا عِندَكُمْ يَنفَدُ" تمہارے پاس جو کچھ بھی ہے

وہ ختم ہونے والا ہے، زندگی ختم ہونے والی ہے تو زندگی کے اسباب بھی ختم ہونے والے ہیں۔اس لئے فرمایا کہ ہر آدمی یہ سوچے کہ اس نے اپنی آخرت کے لئے کیا تیاری کر رکھی ہے۔

## سارے اسباب آخرت کی تیاری کے لیے ہیں:

اللہ نے سامان دیا ہے آخرت بنانے کے لئے۔جیسے کسی کے پاس ریتی ہو، سمینٹ ہو، لکڑی ہو، لوہا ہو اور اس سے پوچھو کہ بھائی یہ سب کیا ہیں؟ تو وہ کہے گا کہ مکان بنانا ہے، لیکن پھر بھی اس نے مکان نہیں بنایا۔تو لوگ کہیں گے کہ بھائی سامان تھا تو پھر کیوں نہیں بنایا؟ کہ بس نہیں بنایا۔تو اسے کوئی سمجھ داری کی بات نہیں کہے گا بلکہ اسے بے وقوف کہے گا کہ سارا سامان جمع کیا اور بنایا کچھ بھی نہیں۔

## سب سے پہلا سبب سمجھداری:

اللہ نے آخرت بنانے کے لئے یہ سارے اسباب دیئے ہیں، کہ بھائی کیا اسباب دیئے؟ تو سب سے پہلے تو سمجھ داری دی، آدمی عاقل بالغ ہوتا ہے، تو یہ اس کے آخرت بنانے کی شروعات ہوگئی کہ بالغ ہوگیا، سمجھ دار ہوگیا اب یہ اپنی آخرت بناوے۔اب اس پر اللہ کے احکام آئیں گے، اللہ کے فرائض آئیں گے، واجبات آئیں گے، اگر یہ بچہ ہوتا یا پاگل ہوتا تو یہ سب نہ ہوتا۔لیکن چونکہ بچپنہ بھی نہیں، پاگل پنہ بھی نہیں ہے اور عقلمندی کی عمر کو پہونچ گیا، تو اب اس کے لیے ضرورت ہے کہ وہ آخرت کی فکر کرے۔

## احکام واسباب آخرت کے سامان:

دوسری بات یہ ہے کہ اللہ نے دین دیا آخرت بنانے کے لئے ،دین اتارا، کتاب اتاری، رسولوں کو بھیجا، ان کے طریقے، ان کی سنتیں، ان کی شریعتیں سب کے سامنے آئیں، یہ آخرت بنانے کا سامان ہے۔ کافر قیامت کے دن کہے گا کہ میں سمجھتا اور عقلمندی سے کام لیتا تو یہ نوبت نہ آتی۔ "وَقَالُوْا لَوْ كُنَّا نَسْمَعُ اَوْ نَعْقِلُ مَا كُنَّا فِي اَصْحَابِ السَّعِيْرِ" کہ میں سنتا اور سمجھتا تو یہ حالت نہ ہوتی۔ جیسے اپنی دنیا کے نفع ونقصان کو سمجھتا ہے ایسے ہی اپنی آخرت کے نفع ونقصان کو سمجھے اور اپنی آخرت کو بناوے یہ سمجھداری کی بات ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ہمیں آخرت بنانے کے لئے دین دیا ہے اور دنیوی اسباب بھی دیئے ہیں۔ اللہ نے دو چیزیں دیں ہیں: اپنے احکامات بھی دیئے اور اسباب بھی دیئے۔ مال ہے، پروپرٹی ہے یہ سب اسباب ہیں۔ قارون کو اللہ تعالیٰ نے یہی بات کہی تھی کہ میں نے مال دیا ہے اب تو آخرت بنالے، "وَابْتَغِ فِيْمَا آتَاكَ اللّٰهُ الدَّارَ الآخِرَةَ" کہ میں نے مال دیا تو اس سے اپنی آخرت بنالے۔ یہ بات صرف قارون کے لئے نہیں تھی بلکہ ہر آدمی کے لئے ہے قیامت تک، ہر اس آدمی کے لئے جس کے پاس اسباب ہیں، جس کو اللہ نے کچھ دیا ہے وہ اپنی آخرت بناوے۔ اگر وہ آخرت نہیں بناتا ہے تو وہ نادان ہے کہ وہ اپنا نفع کھو رہا ہے اور اپنی ذات کو گھاٹے میں ڈال رہا ہے۔

## دنیا ایک بازار ہے:

یہ دنیا ایک بازار ہے، اس بازار میں کچھ لوگ کھوٹ میں اتریں گے، کچھ لوگ نفع کمالیں گے۔ حدیث پاک ہے کہ ”كُلُّ النَّاسِ يَغْدُوْ فَبَايِعٌ نَّفْسَهُ فَمُعْتِقُهَا اَوْ مُوْبِقُهَا“ کہ ہر آدمی کی صبح وشام ہوتی ہے، آدمی سودا کرتا ہے، جیسے بازار میں صبح وشام سودے ہوتے ہیں۔ ایسے ہر آدمی کی صبح وشام ہوتی ہے اور وہ سودا کرتا ہے بعض اپنے آپ کو آزاد کرالیتے ہیں اور بعض اپنے آپ کو ہلاک کردیتے ہیں۔ اس لئے فرمایا: ”كُلُّ النَّاسِ يَغْدُوْ فَبَايِعٌ نَّفْسَهُ فَمُعْتِقُهَا اَوْ مُوْبِقُهَا“ کہ ہر آدمی کی صبح ہوتی، شام ہوتی ہے اور وہ سودا کرتا ہے، اس سودے میں کچھ کھوٹ کھانے والے ہوتے ہیں اور کچھ نفع میں رہتے ہیں۔ چاہے اس کو سمجھ میں آئے یا نہ آئے معاملہ یہی ہے کہ یا تو کھوٹ میں ہوگا یا نفع میں۔ دو میں سے ایک بات ہے۔

## اپنی زندگیوں پر نظر رکھو:

اس لئے میرے دوستو! اپنی زندگیوں پر نظر کرنی ہے کہ ہم نفع میں جارہے ہیں یا کھوٹ میں جارہے ہیں، اللہ تعالیٰ کی طرف سے یاددہانیاں ہوتی ہیں۔ ایک تو یاددہانی اذانوں سے ہے اور وہ تو بارہ مہینے ہیں، روزانہ پانچ مرتبہ، اسی طرح فرشتے بھی دعوت دیتے ہیں، حدیثوں میں ہے کہ فرشتے کہتے ہیں: اٹھو! فجر کا وقت ہوا، نماز پڑھ لو اپنے گناہ معاف کرالو۔ ایک یاددہانی تو اذانوں سے ہوتی ہے، وہ تو ہے ہی، اس

کے علاوہ اللہ تعالیٰ ایسے مواقع لاتے ہیں تا کہ لوگ سمجھ جاویں اور اپنی زندگی کا رخ اللہ کی طرف کریں۔

## رمضان المبارک کی حقیقت:

اسی میں سے ایک رمضان المبارک کا مبارک مہینہ ہے۔ بڑی عنایت ہے یہ مہینہ۔ حضور ﷺ فرماتے تھے جب میری امت کو معلوم ہو جائے کہ رمضان کیا چیز ہے تو یہ تمنا کرے کہ سارا سال رمضان رہے۔

دہلی میں بہت بڑا جیل ہے، تہاڑ جیل، اس میں قیدی ہیں، ان قیدیوں کو سمجھانے کے لئے ہمارے ساتھی جاتے ہیں، حکومت نے پرمیشن (اجازت) دے رکھی ہے۔ ہر ایک کو دے رکھی ہے کہ آؤ، اور اپنے پاپیوں کو سمجھاؤ، تو لوگ جاتے ہیں اور سمجھاتے ہیں، الحمدللہ بہت فائدہ ہو رہا ہے۔ جیلوں میں لوگ سدھر رہے ہیں، نمازیں پڑھ رہے ہیں، توبہ کر رہے ہیں، دین سیکھ رہے ہیں، پھر رمضان آتا ہے تو رمضان کا اہتمام ہوتا ہے، تراویح ہوتی ہے، روزے ہوتے ہیں، حکومت افطاری بھی کراتی ہے، تو رمضان میں بڑا سکون ہوتا ہے۔ ایک مرتبہ جیل کا افسر کہنے لگا کہ رمضان میں بڑا سکون رہتا ہے، ورنہ اس کے علاوہ دنوں میں یہ لوگ بعض مرتبہ آپس میں لڑتے ہیں، لڑنے والے ہی ہوتے ہیں قیدی، بے گناہ بہت کم ہوتے ہیں، جھگڑا ہوتا ہے، دنگا ہو جاتا ہے۔ غرض کہ وہ جیل کا افسر کہنے لگا کہ ایسا کرو بارہ مہینے رمضان رکھو۔

میں نے کہا یہ تو ہمارے نبی تو پہلے ہی فرما گئے کہ اگر لوگوں کو پتہ چل جائے کہ

رمضان میں کیا کچھ ہے تو وہ یہ تمنا کریں کہ سارا سال رمضان ہو۔ یہاں ایک غیر سے اس کا یقین کرلیا، یہ حقائق ہیں۔

## رمضان المبارک آخرت بنانے کے لئے ہے:

میرے بھائیو! یہ حق بات ہے کہ رمضان المبارک آخرت بنانے کے لئے ہے، حدیث شریف میں ہے کہ اللہ کو اپنی کوششیں دکھاؤ۔ یہ فکر کرنا ہے کہ کیا کوششیں کی ہیں رمضان میں، کیا بڑھوتری آئی ہے، کیا فکر کی ہے۔ یہ اللہ کو دکھاؤ، لوگوں کو نہیں دکھانا ہے۔ یہ استحضار ہو کہ اللہ کے لئے میں نے یہ کیا ہے، اللہ کے لئے میں نے یہ کیا ہے۔ پتہ نہیں اب آئندہ رمضان نصیب ہوتا ہے یا نہیں؟ یہ باتیں حدیثوں میں ہیں۔ اللہ تعالیٰ ایسے موقعے لاتے ہیں تا کہ ہر آدمی اپنی آخرت بناوے۔ اور وہ بنے گی دین پر چلنے چلانے سے۔

## دنیا کی قیمت مچھر کے پر کے برابر بھی نہیں:

دین پر چلنا نہیں ہوا تو پھر پریشانیوں والی دنیا آئیگی، الجھنوں والی دنیا آئیگی۔ دنیا تو ملے گی، کھانا، پینا، کپڑے، سب کچھ ملے گا، کیوں کہ اللہ کے یہاں اس کی کوئی قیمت نہیں ہے، اس لئے دے دیتے ہیں کہ لو لے لو! عزیزوں کو بھی دیتے ہیں، دشمنوں کو بھی دیتے ہیں، کیوں؟ کہ اس کی قدر نہیں اللہ کے یہاں۔ دنیا تو اللہ کے نزدیک مچّھر کے پر کے برابر بھی نہیں۔ لیکن یہ امتحان ہے، بندہ کو آزمائیں گے کہ اس

میں بندہ کیا کرتا ہے، مالوں اور جانوں میں تمہاری آزمائش ہوگی یہ فرمایا کہ تمہیں آزمایا جائیگا، پرکھا جائیگا کہ ہم نے تم کو دیا تم نے اس میں کیا کیا، صحیح کیا، غلط کیا، شکر کیا ناشکری کی، پابند ہوئے، آزاد ہوئے، یہ دیکھا جائیگا۔اس لئے اپنے آپ کو پابند کرنا ہے دین کا۔ایمان بنانا ہے، اتنا ایمان بنانا کہ آدمی فرضوں پر کھڑا کر سکے، اتنا ایمان بنانا کہ آدمی اللہ کے حرام کئے ہوئے سے اپنے آپ کو بچائے، اتنا ایمان بنانا کہ دین کے تقاضوں پر چلائے، کہ جب اللہ کا حکم آئے تو یہ تیار ہو جائے۔جیسے حکومت کا آرڈر آتا ہے تو یہ تیار ہو جاتا ہے، تو وہ اس تقاضے کو پورا کرے گا حکومت کے ڈر سے، ایسے ہی بندے کا اللہ سے تعلق ہے، اللہ کا خوف ہو، رحمت کی امید ہو۔رحمت کی امید بھی کرے اور ڈرے بھی۔ایسا ایمان بنانا ضروری ہے، اس ایمان کی وجہ سے وہ دین پر جمے گا۔اس لئے ایمان کی محنت کرنا، ایمان کی مجلسوں میں بیٹھنا، اچھی صحبتوں میں رہنا، یہ بہت ضروری ہے، ورنہ حالات کے حوالے ہو جائیگا۔جیسا کہ آج لوگ کر رہے ہیں چنانچہ یہی ہو رہا ہے۔حرام سے بچنے کی طاقت نہیں ہے کہ یہ سود ہے، جھوٹ ہے، کہ کوئی بات نہیں۔کیوں کہ لالچ ہے، ہوش ہے، کیوں کہ ایمان کمزور پڑا ہوا ہے۔تو جو ایمان گناہ سے نہیں بچائے گا وہ دوزخ سے کیسے بچائے گا۔جو ایمان دنیا میں گناہوں سے بچائے وہ آخرت میں دوزخ سے بچاویگا، اللہ کی پکڑ سے بچاویگا۔

## اللہ کا داؤ بہت تیز ہے:

لہذا بے فکر نہیں رہنا ہے، اللہ کا داؤ بہت تیز ہے۔یہ فرمایا کہ " اِنَّ کَیۡدِیۡ

مَتِیُــــــن" کہ میرا داؤ تو بہت تیز ہے، بہت مضبوط ہے، کوئی اس میں سے نکل نہیں سکتا۔ اس لئے ایسا ایمان بنانا ہے جو گناہوں سے بچائے۔ جو اللہ کی رحمت کا امید وار بناوے کہ میرا اللہ بہت مہربان ہے۔ اس کی مہربانی فرمانبردار بناوے، اس کے خوف سے نافرمانی چھوڑے۔ ایسا ایمان بنانا ضروری ہے۔ یہ ذمہ داری ہے۔

## باپ دادوں والا ایمان:

ہمارے پاس تو باپ دادوں والا ایمان ہے۔ کوئی باپ دادوں والی جائدادوں پر صبر نہیں کرتا بلکہ بڑھاتا ہے کہ ہمارے باپ کے زمانے میں تو اتنا ہی تھا، ابّا کے زمانہ میں تو یہ ایک ہی گھر تھا، یہ اس کے بعد بنایا۔ تو باپ دادوں کی چیز پر گذارا نہیں کرتا بلکہ آگے بڑھاتا ہے۔ ایسے ہی باپ دادوں والے دین پر گذارا نہیں کرنا ہے، بلکہ اپنے دین کو بنانا ہے۔

## قبر میں سب سے پہلا سوال:

ہر آدمی سے قبر میں سب سے پہلے دین پوچھا جائیگا، "ما دینك "اپنا دین بتاؤ، سب سے پہلے دین کے بارے میں پوچھا جائیگا۔ کیوں؟ اس لئے کہ دین کے لئے بھیجا گیا تھا۔ تو واپس جائیگا تو دین کے بارے میں پوچھا جائیگا۔ جیسے کسی کو دوا لینے بھیجا جائے، تو یہی پوچھے گا کہ دوا ملی کہ نہیں ملی، کیوں کہ پیسے لیکر دوا لینے بھیجا تھا کہ جاؤ بیمار کے لئے دوا لے آؤ۔ آنے جانے کے پیسے دیئے اور دوا کے بھی پیسے دیئے تو اب دوا

کے بارے میں پوچھے گا،ایسے ہی اللہ نے جان مال دیا تھا دین بنانے کے لئے ،تو جب واپس جائیگا تو یہ پوچھے گا کہ دین بنایا کہ نہیں بنایا؟ یہ فکر کی بات ہے کہ اپنا دین بناؤ۔ دین کی محنت میں چلو، دین کی محفلوں میں رہو، تا کہ دین کا اثر پڑے۔

## صحبت بھی ضروری، محنت بھی ضروری:

میرے بھائیو! یادرکھو، صحبت ومحنت دونوں ضروری ہے، دین کی محنت کرواور دینی صحبتوں میں رہوتا کہ یہ اثر پکا ہوجاوے۔ پھر کیا ہوگا کہ دنیا برکتوں والی ملے گی۔ دین کی وجہ سے دنیا برکت والی بنے گی۔ ''وَلَوْ أَنَّ أَهْلَ الْقُرَى آمَنُواْ وَاتَّقَواْ لَفَتَحْنَا عَلَيْهِم بَرَكَاتٍ مِّنَ السَّمَاءِ وَالأَرْضِ '' کہ اگر یہ شہروالے اپنی زندگی ایمان والی، تقوی والی بنالے تو ہم آسمانوں سے بھی برکت دیں گے اور زمینوں سے بھی برکت دیں گے۔

## برکتیں دین کے ساتھ آتی ہیں:

مسلمان کو اس کے عمل کی برکتیں بھی ملتی ہیں اور بدلہ ملتا ہے، جیسے درخت لگایا تو سایہ بھی ملے گا اور پھل بھی، سایہ مفت میں۔ اور پھل اپنے وقت پر ملے گا۔ ایسے اپنے عمل کا بدلہ وقت پر ملے گا۔ اس سے پہلے اللہ تعالیٰ برکتیں دیں گے۔ اور دنیا کی مشکلات کو آسان کردیں گے۔ برکتوں کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ اللہ اس سے راضی ہونگے ،برکتیں دیں گے اور اس کے دنیوی مسائل کو او ر مشکلات کو آسان

کردینگے۔لہذا وہ آسانی سے دنیوی زندگی بھی گذار لے گا اور آخرت بھی بنالے گا ۔برکت کا یہ اثر ہوتا ہے،اور برکت آتی ہے دین کے ساتھ۔

## برکت کے لئے شرائط:

لوگ برکتیں مانگتے ہیں،اللہ نے برکت کے لئے دوشرطیں لگائی ہیں۔اپنے اندر ایمان بناؤ،تقوی حاصل کرو،اور اپنے آپ کو پابند بناؤ کہ پھر برکت حاصل ہوگی۔اس لئے میرے دوستو! یہ رمضان کا مہینہ ، یہ مجلسیں ، یہ محنتیں یاددہانی ہیں۔جیسے دواؤں کے ڈوز دیتے ہیں تاکہ بدن میں طاقت پیدا ہو اور بدن سے مضر اور فاسد مادہ نکل جائے۔عبادتوں سے اور احکام پورا کرنے سے زندگی میں بھلائیاں وجود میں آتی ہیں اور برائیاں ختم ہوتی ہیں۔اس لئے اپنے آپ کو پابند بنانا یہ کامیابی کا راستہ ہے۔

## اپنی آزادی اپنی بربادی:

آزاد جانور جیسے کتے ہیں، بندر ہیں یہ سب سڑکوں پر مرجاتے ہیں،کوئی پوچھتا بھی نہیں ہے۔لیکن اگر کسی کی مرغی مرگئی ،بکری مرگئی تو اس کا مالک گرفت کرتا ہے، سائکل والے نے مرغی ماردی ،گاڑی والے نے بکری ماردی تو اس کے کیس ہونگے۔جھگڑے ہوں گے کیوں کہ وہ مال ہے،کسی کے تابع ہے۔یہ جانور تابع ہے وہ جانور تابع نہیں ہے۔

حدیثوں میں بھی ہے کہ جو تابع نہیں ہے اس کی مجھے کوئی پرواہ نہیں۔جس چیز میں وہ ہلاک ہو مجھے اس کی کوئی پرواہ نہیں۔جس کی گردن میں کوئی رسی نہیں، ناک میں کوئی نتھی نہیں ہے ایسے جانور راستوں پر آوارہ مرجاتے ہیں تو اس کی کوئی پرواہ نہیں۔

## اپنے گھر والوں کو دین دار بناؤ:

اللہ کے یہاں ایک ایمان والے کی بڑی قیمت ہے، کیوں کہ وہ ایمان والا ہے، اللہ کے تابع ہے، اللہ کو ماننے والا ہے۔اس لئے میرے بھائیو! ذمہ داری کے ساتھ اپنے آپ کو دین کا پابند بناؤ۔دین پر چلو اور دوسروں کو بھی دین پر چلاؤ۔خود بھی عمل کرو اور دوسروں سے بھی کراؤ۔خود بھی سیکھو اور دوسروں کو بھی سیکھاؤ۔قرآن پاک کا یہ حکم ہے ”وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الاَقْرَبِيْنَ“ اپنے گھر والوں کو دین دار بناؤ۔اپنے آپ کو، اپنے گھر والوں کو بچاؤ۔ کیسے بچائیں دوزخ سے؟ مطلب یہ ہے کہ دین سیکھو اور سیکھاؤ۔اپنی اولاد کو دین سیکھاؤ تا کہ وہ دین دار بنیں۔اس طرح سے اپنے آپ کو دوزخ سے بچاؤ۔اپنے آپ کو، اپنے اہل وعیال کو دین سیکھاؤ۔

## اپنے رمضان کو اچھے سے اچھا بناؤ:

یہ یاددہانی کا مہینہ ہے۔اگر رمضان اچھا گذر گیا تو سارے سال پر اس کا اثر رہے گا۔اس لئے اپنے رمضان کو اچھے سے اچھا گذارو۔اب مغفرت کا عشرہ شروع ہوگیا ہے۔اس میں لوگ بخشے جائیں گے۔جب آدمی مغفرت کے اسباب اختیار کرے گا تو بخشا جائے گا۔موجبات مغفرت کو اختیار کریں۔ان ہی اعمال سے اللہ

تعالیٰ بندوں کے گناہوں کو بخشتے ہیں۔اس لئے اللہ تعالیٰ نے جن اعمال کے کرنے کا حکم دیا ہے ان میں اپنے آپ کو لگانا ہے۔جس سے بچنے کا حکم دیا ہے اس سے اپنے آپ کو بچانا۔دوسروں کو بھی یہ سیکھانا کہ یہ مغفرت کے اسباب ہیں اور یہ بچنے کے اسباب ہیں۔رمضان گذر گیا اور مغفرت نہیں ہوئی تو پھر اس کا کوئی علاج نہیں، جبرئیل بددعا دیتے ہیں اور حضور ﷺ آمین کہتے ہیں کہ ایسا آدمی ہلاک ہوجاوے کہ رمضان پائے اور اس کی کوئی پرواہ نہ کرے۔جبرئیل نے بددعا کی ایسا آدمی ہلاک ہو، اور حضور ﷺ نے کہا آمین۔

## رضائے الٰہی سے بڑھ کر کوئی چیز نہیں؟

اس لئے اللہ ہمیں توفیق عطا فرماوے، رمضان کی قدر کریں اور اللہ تعالیٰ کو خوش کردیں۔بس اگر اللہ خوش ہوگیا تو اللہ کی رضامندی سے بڑھکر کوئی چیز نہیں۔"وَرِضْوَانٌ مِنَ اللّٰهِ اَكْبَرُ" اللہ راضی ہوگیا تو ایسے شخص کا تو کام ہی ہوگیا۔جس نے اللہ کو راضی کردیا ،اللہ تعالیٰ اس کے تمام مسئلوں کو سلجھادیں گے۔کیوں کہ اس نے تو اللہ کو راضی کردیا۔اس لئے اس مہینہ میں ہم اپنے گناہوں کو یاد کرکے خوب توبہ کریں اور گناہوں سے اپنے آپ کو بچائیں۔اللہ کے حقوق ادا کریں۔مخلوق کے حقوق ادا کریں کہ پھر مدد آئے گی اور برکت آئے گی اور زندگی کے مسائل آسان ہوجائیں گے۔

☆☆☆☆☆☆

﴿۱۲﴾

# حق اور ھدایت

26 june 16 (20 Ramdhan 37)

بتاریخ: ۲۶ر جون ۲۰۱۶ء مطابق ۲۰ر رمضان المبارک ۱۴۳۷ھ

بمقام: خانقاہ محمودیہ جامعہ علوم القرآن، جمبوسر

## اقتباس

انسانوں میں اللہ نے بڑی صلاحیت رکھی ہے، فرشتوں سے بھی آگے جا سکتا ہے، حدیث شریف میں ہے: "اَلنَّاسُ مَعَادِنُ کَمَعَادِنِ الذَّھَبِ وَالْفِضَّۃِ" کہ لوگ اپنی جگہ ایسے قیمتی ہیں جیسے کہ سونے اور چاندی کی کانیں ہوتی ہیں۔ سونا جہاں سے نکلتا ہے وہ زمین قیمتی، اس کی کرنسی بھاری، کیوں کہ وہاں سونا نکلتا ہے۔ ایسے ہی انسان میں اللہ نے بڑی خوبیاں اور بڑی صلاحیتیں رکھی ہیں، لہذا اگر اپنے آپ کو قیمتی نہیں بنایا تو اس کی کوئی قیمت نہیں، اس کی کوئی ضرورت نہیں تو وہ جانوروں سے بھی گیا ہوا ہے۔ کافر قیامت میں تمنا کریگا کہ کاش میں مٹی ہوتا! دنیا میں وزیر تھا، بادشاہ تھا، سب کچھ تھا، لیکن اپنی صلاحیتوں کو حق پر نہیں لگایا تو وہ تمنا کریگا کہ کاش! میں مٹی ہوتا! ''وَیَقُولُ الْکَافِرُ یَا لَیْتَنِی کُنتُ تُرَاباً'' صلاحیت برباد ہوگئی، کچھ حاصل نہیں ہوا۔ اس لئے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات فرمائی کہ خوش نصیب ہے وہ بندہ کہ جس کو اللہ خیر کے وجود کا ذریعہ بناوے اور شر کے مٹنے کا ذریعہ بناوے، بدی مٹنے کا ذریعہ بناوے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ، وَالصَّلوٰۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ ، وَعَلٰی آلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ، اَمَّا بَعْدُ !

## انسان کی خوش نصیبی:

میرے بزرگو! حدیث پاک میں یہ آیا ہے کہ ''طُوبٰی لِعَبْدٍ جَعَلَهُ اللّٰهُ مِفْتَاحًا لِلْخَيْرِ وَمِغْلَاقاً لِلشَّرِّ'' یہ حدیث شریف کا ٹکڑا ہے۔کیا مطلب ہے اس کا؟اس کا مطلب یہ ہے کہ خوش نصیب ہے وہ بندہ، مبارک بادی ہے اس بندے کو، کہ جس کو اللہ خیر کے پھیلنے کا ذریعہ بناوے۔اور مبارک ہے وہ بندہ،اور خوش نصیبی ہے اس بندے کو کہ جس کو اللہ شر کے اور بدی کے مٹنے کا ذریعہ بنائے۔

## دنیا خیر اور شر کے پھیلنے کا ذریعہ:

دنیا جو ہے وہ شر اور خیر کا ذریعہ ہے، یعنی یہاں برائی بھی ہے اور بھلائی بھی، اندھیرا بھی ہے اور اجالا بھی، دونوں چیزیں ہیں دنیا میں۔ایسے ہی انسانی زندگی کے بھی دونوں پہلو ہیں۔بھلائی کا پہلو بھی اس کے اندر ہے اور برائی کا پہلو بھی اس کے اندر ہے:'' فَأَلْهَمَهَا فُجُورَهَا وَتَقْوَاهَا'' دونوں پہلو آدمی کے اندر ہے۔اونچے سے اونچا ولی بن سکتا ہے اور بڑے سے بڑا شیطان بن سکتا ہے۔اس لئے نبی ﷺ یہ رہبری فرماتے تھے کہ خوش نصیب ہے وہ بندہ جس کو اللہ خیر کے اور بھلائی کے پھیلنے کا

ذریعہ بناوے، اور خوش نصیب اور مبارک ہے وہ بندہ کہ جس کو اللہ شر کے اور برائی کے مٹنے کا ذریعہ بناوے۔ اس لئے ہر آدمی کو خیر اور شر کے بارے میں آگاہ رہنا چاہئے کہ میں خیر کا ذریعہ بن رہا ہوں یا شر کا ذریعہ، بدی کا ذریعہ بن رہا ہوں یا بھلائی کا۔

## اپنی صلاحیتوں کو حق پر لگاؤ:

انسانوں میں اللہ نے بڑی صلاحیت رکھی ہے، فرشتوں سے بھی آگے جا سکتا ہے، "اَلنَّاسُ مَعَادِنُ"۔ حدیث شریف میں ہے: "اَلنَّاسُ مَعَادِنُ کَمَعَادِنِ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ" کہ لوگ اپنی جگہ ایسے قیمتی ہیں جیسے کہ سونے اور چاندی کی کانیں ہوتی ہیں۔ ہاں میرے بھائیو! سونا جہاں سے نکلتا ہے وہ زمین قیمتی، اس کی کرنسی بھاری، کیوں کہ وہاں سونا نکلتا ہے۔ ایسے ہی انسان میں اللہ نے بڑی خوبیاں اور بڑی صلاحیتیں رکھی ہیں، "اَلنَّاسُ مَعَادِنُ كَمَعَادِنِ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ خِيَارُكُمْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ خِيَارُكُمْ فِي الْإِسْلَامِ" یعنی کہ لوگ سونے اور چاندی کی کانوں کی طرح سے قیمتی ہیں۔ لہذا اپنے آپ کو قیمتی بنانا ہے، نہیں تو، اگر اپنے آپ کو قیمتی نہیں بنایا تو اس کی کوئی قیمت نہیں، اس کی کوئی ضرورت نہیں، جانوروں سے بھی گیا ہوا ہے۔ کافر قیامت میں تمنا کریگا کہ کاش میں مٹی ہوتا! دنیا میں وزیر تھا، بادشاہ تھا، سب کچھ تھا، لیکن اپنی صلاحیتوں کو حق پر نہیں لگایا تو وہ تمنا کریگا کہ کاش! میں مٹی ہوتا! "وَيَقُولُ الْكَافِرُ يَا لَيْتَنِي كُنتُ تُرَاباً" صلاحیت برباد ہوگئی، کچھ حاصل نہیں ہوا۔ اس لئے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات فرمائی کہ خوش نصیب ہے وہ بندہ کہ

جس کو اللہ خیر کے وجود کا ذریعہ بناوے اور شر کے مٹنے کا ذریعہ بناوے، بدی مٹنے کا ذریعہ بناوے۔

## دین اصل ہے:

یہ اصل بات ہے، اس لئے دین آیا ہے آسمان سے، اللہ نے دین اتارا، کتابیں اتاریں، شریعت اتاری، یہ ہی اصل ہے کہ زندگی اس پر پڑ جاوے اور زندگی اس کے تابع ہو جاوے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ نے دنیا و آخرت کی خیر لیکر بھیجا ہے۔ آپ کے راستے میں ساری خیر ہے۔

## مسلمان قلی بھی ولی:

آپ ﷺ کے راستے کا قلی بھی ولی اور آپ ﷺ کے راستے کا مالدار بھی ولی، آپ ﷺ کے راستے کا تاجر بھی ولی، آپ ﷺ کے راستے کا مزدور بھی ولی۔ ایک آدمی مزدور ہے، محنت کر کے کماتا ہے، مزدوری کر کے اپنا گزارا کرتا ہے، لیکن ہے ایمان والا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے راستے پر زندگی ہے تو اگر چہ مزدور ہے، قلی ہے دنیا میں، لیکن وہ اللہ کا ولی ہے۔ اس کے پاس کچھ نہیں ہے، مزدوری کر کے گزارا کرتا ہے، پیشانی کے پسینے سے کھاتا ہے۔

حدیث شریف میں اس کے بارے میں فرمایا ہے: ”مَنْ اَمْسٰی کَالًّا مِنْ عَمَلِ یَدَیْهِ أَمْسٰی مَغْفُوْراً لَهٗ“ جو آدمی اپنے ہاتھ کی مزدوری کر کے شام کو تھک کر چور ہو جاتا ہے۔ اس کے سارے گناہ معاف ہو جاتے ہیں، کیوں؟ کیوں کہ یہ مزدور

آپ ﷺ کے راستے پر ہے، ایمان والا ہے، دین والا ہے۔ مزدور ہے؟ تو مزدور ہونے سے وہ گرا نہیں ہے، بلکہ ترقی پائی کہ وہ ولی ہے، دنیا اس کو قلی سمجھے لیکن وہ ولی ہے۔ اس لئے فرمایا: ”مَنْ اَمْسٰی کَالًّا مِنْ عَمَلِ یَدَیْہِ اَمْسٰی مَغْفُوراً لَہٗ“ اپنے ہاتھ کی مزدوری سے شام کو تھک کر چور ہو گیا۔ لوگوں کا سامان اٹھایا، چڑھایا، اتارا، کہ شام کو اللہ اس کے سارے ہی گناہوں کو معاف کر دیتا ہے۔ روزانہ اس کی مغفرت ہوتی ہے، روزانہ اس کی بخشش ہوتی ہے، حالانکہ وہ مزدور ہے، قلی ہے، لیکن راستے پر ہے۔

## سچا تاجر انبیاء و شہداء کے ساتھ ہوگا:

تاجر ہے لیکن وہ راستے پر ہے، تاجر ہے، کاروبار کرتا ہے لیکن راستے پر ہے، دین پر ہے، ایمان پر ہے تو، فرمایا کہ وہ سچا، ایماندار تاجر کل قیامت کے دن نبیوں اور رسولوں کے ساتھ ہوگا۔ ”التَّاجِرُ الصَّدُوْقُ الْاَمِیْنُ مَعَ النَّبِیِّیْنَ وَالصِّدِیْقِیْنَ وَالشُّھَدَاءِ“ سچا، ایماندار تاجر قیامت میں اللہ کے عرش کے سایہ میں ہوگا، ”التَّاجِرُ الصَّدُوْقُ تَحْتَ ظِلِّ الْعَرْشِ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ“ تو تاجر بنے تو کامیاب، مزدور بنے تو کامیاب، عہدے دار بنے تو کامیاب، زمیندار بنے تو کامیاب، کیوں کہ یہ تو روزی کا ذریعہ ہے۔

زمیندار ہے لیکن دین پر ہے تو وہ کامیاب ہے، حضرت ابن عباسؓ فرماتے تھے کہ کھڑی کھیتی تسبیح پڑھتی ہے اور کھیتی کرنے والے کو اس کا ثواب ملتا ہے۔

## اپنے آپ کو خیر والا بناؤ:

ایک ہی بات ہے کہ اپنے آپ کو خیر والا بناؤ،شر والا اپنے آپ کو کوئی نہ بناوے،اپنے آپ کو پابند کرے، دین کا ، ایمان کا ، اعمال کا ، اخلاق کا اپنے آپ کو پابند بنائے۔ہاں! نیت اچھی ، اعمال اچھے، اخلاق اچھے، عبادات اچھی۔ دنیا یہ بننے کی جگہ ہے، اپنے آپ کو بنانے کی جگہ ہے۔جیسے ماں کا پیٹ بدن کے بننے کی جگہ ہے کہ ماں کے پیٹ میں بن کر آیا بنا ہوا رہیگا ،اور اگر ماں کے پیٹ سے بہرہ آیا، گونگا آیا تو وہ ویسا ہی رہیگا کیوں کہ وہ بننے کی جگہ تھی۔ایسے ہی دنیا ہے کہ یہ بننے کی جگہ ہے،ایمان دار بن گیا، اخلاص والا بن گیا،سچائی والا بن گیا۔موت تک کہ پھر یہ سچا ہی رہیگا۔"هٰذَا يَوْمُ يَنفَعُ الصَّادِقِيْنَ صِدْقُهُمْ" ۔یہ قیامت کا دن ہے،آج سچوں کو سچائی نفع دیگی۔کیوں کہ بن کر آیا ہے۔اگر بگڑ کر آیا ہے تو یہ کتوں سے،سوّر سے بھی زیادہ ذلیل ہوگا۔یہ بننے کی جگہ ہے، بدن بننے کی نہیں،صفات بننے کی جگہ۔بدن بننے کی جگہ ماں کا پیٹ ہے۔"يَخْلُقُكُمْ فِيْ بُطُوْنِ أُمَّهَاتِكُمْ خَلْقاً مِن بَعْدِ خَلْقٍ فِيْ ظُلُمَاتٍ ثَلَاثٍ" کہ اللہ تعالیٰ تم کو تمہاری ماؤں کے پیٹ سے پیدا کیا "ثُمَّ نُخْرِجُكُمْ طِفْلاً " پھر بچہ بنا کر باہر لائیگا۔کہ بیٹا پیدا ہو گیا، بیٹی پیدا ہوگئی۔

## صفات بنانی ہیں:

بدن ماں کے پیٹ میں بن گیا ہے ،اب ہمیں صفات بنانی ہیں ،ایمان بنانا ہے۔لہذا سب سے پہلے ایمان بناؤ،اپنے بچے کو لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ سکھاؤ،جب بچہ بولنا

سکھے تو سب سے پہلے اُسے لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ سیکھاؤ، اللہ کا نام سکھاؤ تا کہ وہ ایمان سکھے، پھر اسے نماز سکھاؤ، پھر قرآن پڑھاؤ، اسے دین پڑھاؤ، تا کہ وہ دین والا بنے، ایمان والا بنے، اعمال والا اخلاق والا بنے، ہاں! یہ بننے کی جگہ ہے۔ اگر اپنے آپ کو نہیں بنایا تو پھر وہ بگڑیگا۔ چاہے یا نہ چاہے وہ بگڑیگا۔ یا اِدھر یا اُدھر، تیسری کوئی جگہ نہیں، یا جنت میں جائیگا یا دوزخ میں جائیگا۔

اس لئے فکر کرنی ہے میرے بھائیو! اس لئے آپ ﷺ نے خوش خبری دی کہ خوش نصیب ہے وہ بندہ کہ خیر کے پھیلنے کا ذریعہ بنے، شر کے مٹنے کا ذریعہ بنے۔ ہمیں اس بات کی فکر کرنی ہے کہ میں خیر کا ذریعہ بنتا ہوں یا شر کا ذریعہ بنتا ہوں۔

## دین کا پابند نہ بنا تو ہَوَس کا پابند بنیگا:

اپنے آپ کو پابند کرے دین کا۔ کیوں کہ اگر دین کا پابند نہیں ہوا تو اپنی ہَوَس کا پابند بنیگا۔ اپنی ہَوَس میں ساری خیر ختم ہو جائیگی، جیسے آگ میں سب چیز جل جاتی ہے ،قرآن ہوگا تو وہ بھی جل جائیگا، کوئی چیز نہیں بچے گی، کیوں کہ آگ لگ گئی۔ آدمی کی ساری ناجائز خواہشیں آگ ہیں۔ من چاہیاں یہ ایک طرح کی آگ ہیں کہ اس میں کوئی خیر باقی نہیں رہتی سوائے شر کے۔

## یہ دنیا دوراہی ہے:

میرے پیارو! یہ دنیا جو ہے دوراہا ہے۔ ایک راستہ ہے اپنے آپ کو پابند بناؤ اور ایک راستہ ہے کہ اپنے آپ کو بچاؤ۔ جیسے سڑک میں دو راستے ہوتے ہیں، ایک

لال بتی ہوتی ہے اور ایک ہری بتی۔ ہری بتی نشانی ہے کہ جاؤ، چلتے رہو، کوئی حرج نہیں۔ لال بتی کا مطلب ہے کہ رک جاؤ، خطرہ ہوگا، ٹکراؤ ہوگا۔ ہلاک ہو جائیگا۔ ایسے ہی دنیا میں دو راہیں ہیں، آدم علیہ الصلاۃ والسلام دنیا میں آئے تھے خلافت و نبوت لیکر اور شیطان بھی آیا تھا اس وقت۔ دونوں کو اتارا تھا آسمان سے۔ شیطان نے اپنی راہ بتائی، آدم علیہ السلام نے اپنی راہ بتائی۔ دونوں کو نیچے اتارا ہے۔ شیطان نے راہ جتائی ہے بہکانے کی، اللہ سے دور کرنے کی، جنت سے دور کرنے کی۔ وہ اپنا مجمع بنا رہا ہے، اپنی پارٹی بنا رہا ہے شیطان، کہ یہ عمل کر اور پھر اپنی پارٹی لیکر وہ جہنم میں جائیگا۔ ''إِنَّمَا يَدْعُو حِزْبَهُ لِيَكُونُوا مِنْ أَصْحَابِ السَّعِيرِ ''۔ شیطان اپنی پارٹی بنا رہا ہے تا کہ سب کو لیکر دوزخ میں جاوے۔ ان سب کو اللہ دوزخ میں اتاریں گے۔

## شیطان کی براءت:

لوگ شیطان کے پیچھے پڑ جائیں گے کہ تو ہم کو دوزخ میں لایا۔ وہ کہے گا میں نہیں لایا۔ ''وَقَالَ الشَّيْطَانُ لَمَّا قُضِيَ الأَمْرُ إِنَّ اللّهَ وَعَدَكُمْ وَعْدَ الْحَقِّ وَوَعَدتُّكُمْ فَأَخْلَفْتُكُمْ وَمَا كَانَ لِيَ عَلَيْكُم مِّن سُلْطَانٍ إِلاَّ أَن دَعَوْتُكُمْ فَاسْتَجَبْتُمْ لِي '' یہ کہیگا شیطان کہ اللہ نے تمہیں حق راستہ بتایا تھا، حق تم سے پوشیدہ نہیں رکھا اللہ نے۔ میں نے جو بات بتائی وہ تو دھوکا تھا۔ تم دھوکہ پر چلے، حق پر نہیں چلے، میرا قصور مت نکالو، اپنا قصور سمجھو۔ '' فَلاَ تَلُومُونِي وَلُومُواْ أَنفُسَكُم مَّا أَنَاْ بِمُصْرِخِكُمْ وَمَا أَنتُمْ بِمُصْرِخِيَّ إِنِّي كَفَرْتُ بِمَا أَشْرَكْتُمُونِ مِن قَبْلُ إِنَّ

الظَّالِمِينَ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ''میرا قصور مت نکالو، فجر کی اذان ہو رہی تھی، تو سوتا رہا میرا کیا قصور؟ کیوں سویا رہا؟ جب کہ یہ آدمی کہتا ہے کہ شیطان نے میری نماز کھوئی، شیطان نے نہیں کھوئی، آرام نے کھوئی۔ تجھے حکم کی فکر نہیں تھی، آرام کی فکر تھی۔ میں نے تو صرف یہ کہا تھا کہ نماز کو ابھی بہت دیر ہے، تھوڑا آرام کر لے۔ حدیثوں میں ہے: شیطان کہتا ہے ابھی بہت دیر ہے، ابھی بہت وقت ہے، آرام کرلو۔ باقی حق بات تو وہی تھی ''حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ ، حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ، اَلصَّلٰوةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ'' نماز پر آؤ، نیند سے نماز بہتر ہے۔ وہ بھی کہتا ہے کہ یہ حق ہے۔ میں نے تو صرف یہ کہا تھا کہ تھوڑا اور وقت ہے، آرام کرلو۔ تم نے آرام کی فکر کی، اللہ کے حکم کی فکر نہیں کی ،اس کا یہ انجام ہے۔ آج نہ میں تمہیں بچا سکتا ہوں اور نہ تم مجھے بچا سکتے ہو۔

## راہِ حق کو روشن کرنے کے لئے انبیاء کا سلسلہ:

اللہ نے آدم علیہ السلام کو بھیجا اور نبیوں کا سلسلہ چلایا، تا کہ حق کا راستہ روشن ہو، لوگ حق پر آویں۔ اور ایک راستہ شیطان کا ہے، اس نے بھی چلائی اپنی بات۔ اس کی ساری بات نبی کے راستہ کے خلاف ہے۔ اس لئے چوکنّا رہنا ہے کہ میں خیر کا ذریعہ بنتا ہوں یا شر کا ذریعہ بنتا ہوں۔ یہ دیکھنا ہے کہ میں آگ میں جا رہا ہوں یا باغ میں جا رہا ہوں۔

## آنے والے کل کی تیاری:

ہر آدمی کو یہ دیکھنا ہے کل کے لئے کیا کیا ہے: ''وَلْتَنظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ''

ہر آدمی کے لئے کہ اس نے آنے والے کل کی کیا تیاری کی ہے۔جی ہاں! آنے والی کل، موت کے بعد۔ ہر آدمی سوچے کہ اس کے لئے کیا تیاری کی ہے؟ کیوں کہ وہ تو یقیناً آنے والی ہے، ایسا نہیں کہ ٹل جائیگی۔وہ ٹلیگی نہیں۔وہ اپنے وقت پر آنے والی ہے۔اس لئے فرمایا: ’’وَلْتَنظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ‘‘ ہر آدمی دیکھے کہ آنے والے کل کی اس نے کیا تیاری کی ہے۔’’ وَاتَّقُوا اللَّهَ ‘‘اس لئے ڈرو اللہ سے۔ایسے نہ بنو کہ اللہ کو بھول جاؤ’’وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ نَسُوا اللَّهَ فَأَنسَاهُمْ أَنفُسَهُمْ أُولَئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ ‘‘ایسے نہ بنو کہ اللہ کو ہی بھول جاؤ۔اللہ کوئی چھوٹی چیز نہیں کہ آدمی بھول جائے۔چھوٹی چیز بھول جاتا ہے آدمی۔سوئی بھول گیا۔بڑی چیز نہیں بھولتا۔ہم جب امریکہ سے واپس آرہے تھے تو سامان ہوائی جہاز پر چڑھایا۔جو سامان لینا مقرر تھا اس میں ایک چیز تھی، ساتھی نے کہا یہ تو چھوٹی چیز ہے، اس کو اندر نہ ڈالو، کہا کہ کیوں؟ کہ چھوٹا ہے بڑے سامان میں بھول جائیں گے، رہ جائیگا۔اگر اندر ڈالنا ہے تو بڑا بنا کر ڈالو، بڑے کارٹون میں اسے رکھ دو، پھر اندر ڈالو۔قاعدے کی بات ہے کہ چھوٹی چیز بھول جاوے، چھوٹ جاوے۔بڑی چیز کہ اسے کوئی نہیں بھولتا۔

## اللہ کی ذات بڑی ہے:

اللہ کی ذات بڑی ہے، کیسے بھول جاوے۔اللہ کو بھولنا یہ تو بڑا ظلم ہے، بڑی غفلت۔اس لئے کہا کہ اللہ کو کثرت سے یاد کرو۔’’فَاذْكُرُوا اللَّهَ كَثِيرًا‘‘ اللہ کا ذکر کثرت سے کرو۔اللہ بڑے ہیں، اس کے ہاتھ میں سب کچھ ہے۔اس کے ہاتھ میں

حیات وموت ہے۔ حیات وموت ہمارے بس میں نہیں۔صرف اللہ کے بس میں ہے۔ایسے ہی حیات وموت کے بیچ میں جتنے مسائل ہیں اس کا حل بھی اسی کے ہاتھ میں ہے۔بیمار بنانا ،تندرست بنانا ، مالدار بنانا ،غریب بنانا،محبتیں ڈالنا، دشمنیاں ڈالنا یہ سب اللہ کی طرف سے ہے۔

## جواللہ کو بھول گیا وہ اپنے آپ کو بھول جائیگا:

اللہ کی ذات بڑی ہے،تو پھر تم کیسے اللہ کو بھول گئے؟اس لئے کہا کہ ایسے نہ بنو کہ اللہ کو بھول جاؤ۔ جو اللہ کو بھول جائیگا اس کو سزا ہوگی۔کیا سزا ہوگی؟ اس کی سزا یہ ہوگی کہ وہ اپنے آپ کو ہی بھول جائیگا۔اللہ کو بھولا اپنے آپ کو بھول جائیگا۔جیسے نشہ میں آدمی اپنے آپ کو بھول جاتا ہے۔نشہ والا اپنے آپ کو بھولا ہوا ہے۔نشے میں پڑا ہوا ہے۔اُلٹی ہوگئی ہے، کپڑے بگڑے ہوئے ہیں۔اُسے کچھ خبر نہیں ہے، وہ بھولا ہوا ہے۔ایسے ہی جو اللہ کو بھولیگا وہ اپنے آپ کو بھولا ہوا ہے۔اسے کچھ معلوم نہیں کہ میں کہاں ہوں اور کہاں جارہا ہوں۔نشہ چڑھا ہوا ہے۔کس چیز کا؟ جو چیز اس کے پاس ہے اس کا۔تجارت ہے تو تجارت کا نشہ،عہدہ ہے تو عہدے کا نشہ، مال ہے تو مال کا نشہ۔اس لئے وہ اپنے آپ کو بھولا ہوا ہے۔اپنا نفع ،اپنا نقصان ،اپنی کامیابی ،اپنی ناکامی ،اپنی جنت ،اپنی جہنم ،اُسے کچھ خبر نہیں۔یہ سزا ہے اس کی۔

## دین پر رہنے کے لئے دین کی محنت:

اس لئے میرے دوستو! اللہ سے توبہ کرنی ہے۔اپنے آپ کو اللہ کے احکام کا

پابند کرنا ہے۔دین پر رہنا ہے۔دین پر رہنے کے لئے دین کی محنت کرنی ہے۔دین کو سیکھنا ہے، بغیر دین کے کامیابی نہیں ہوگی،کوئی بھی ہو۔بغیر دین کے جتنی چیزیں جمع کرکے رکھی ہیں وہ گندے انڈے ہیں۔وہ ٹرے میں رکھے ہوئے ہیں۔دیکھنے میں آئیں گے کہ وہ انڈے ہیں،لیکن جب پھوٹیں گے،تو پتہ چلے گا کہ کچھ کام کے نہیں ہیں،سوائے گندے ہونے کے۔موت پر انڈا پھوٹتا ہے کہ آدمی کیا لیکر گیا ہے؟ خیر لیکر گیا ہے یا شر لیکر گیا ہے۔کفر لیکر گیا ہے یا ایمان لیکر گیا ہے۔اخلاص لیکر گیا ہے یا مطلب کی زندگی گذاری ہے۔یہ پتہ چلے گا کیوں کہ انڈا پھوٹا ہے۔زندگی انڈے کی طرح ہے۔زمین وآسمان انڈے کی طرح ہے۔زمین وآسمان کو اللہ توڑینگے۔یہ بھی ایک انڈہ ہے۔"اِذَا السَّمَاءُ انْشَقَّتْ" زمین وآسمان پھٹیں گے۔پھرلوگ اس میں سے نکلیں گے۔کالے چہرے والے، روشن چہرے والے۔قرآن وحدیث میں اسی طرح بتایا گیا۔بعض لوگ قبروں سے نکلیں گے اور ان کے چہرے روشن ہوں گے، چمک رہے ہوں گے۔اللہ کا نام لیکر اٹھیں گے۔بعض لوگ ایسے ہوں گے کہ ان کے چہرے سیاہ ہوں گے۔ان پر پردہ پڑا ہوا تھا، یہ لوگ دھوکے میں تھے۔

## بغیر محنت کے کوئی چیز نہیں ملتی:

اس لئے یہ دنیا دین کی محنت کی جگہ ہے کہ اپنے آپ کو دین کا پابند کرو۔ ہر آدمی توبہ کرکے دین پر لگاوے، دین سیکھے، دین کی محنت کرے، دین کی محنت سے زندگیوں میں دین آئیگا۔بغیر محنت کے کوئی چیز دنیا میں ملتی نہیں ہے۔ ہر چیز کی محنت ہے، دین کی

محنت کے لئے انسان کو پیدا کیا ہے۔ دین کی محنت کرے گا، دین ملے گا۔ یہ ساری کوششیں دین کی محنت کے لئے ہیں۔ یہ مجلسیں دین کی محنت کے لئے ہیں۔ دعوت وتبلیغ یہ دین کی محنت کے لئے ہیں۔ یہ عبادتیں دین کی محنت ہیں، بغیر محنت کے کچھ نہیں، وہ دھوکہ ہے، موت کے وقت کھلیگا۔

## اللہ اپنے بندوں کو چوکنّا کرتے ہیں:

اللہ تو اپنے بندوں پر بہت مہربان ہے۔ ''اَللّٰہُ رَؤُوفٌ بِالْعِبَادِ'' بہت مہربان، اور مہربان ہونے کی وجہ سے ڈراتا ہے، بچاتا ہے۔ جیسے ماں باپ بچے کو ڈراتے ہیں۔ یہاں مت جانا، وہاں مت جانا۔ ماں باپ کی محبت کا یہ تقاضا ہوتا ہے۔ وہ ڈراتے ہیں کہ وہ کسی مصیبت میں نہ پڑ جائیں۔ اللہ بھی ڈراتے اور بچاتے ہے کہ تم میری پکڑ میں نہ آؤ۔ ہوشیار رہو۔ ''وَيُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفْسَهُ وَاللّٰهُ رَؤُوفٌ بِالْعِبَادِ'' اللہ تمہیں ڈراتے، چوکنّا کرتے ہیں، کیوں؟ اس لئے کہ وہ بہت مہربان ہے۔ جیسے مہربان ماں باپ، اس لئے میرے بھائیو! اللہ سے زیادہ کوئی مہربان نہیں ہے اور اللہ سے زیادہ کوئی مددگار نہیں ہے۔ کوئی اللہ سے زیادہ سخاوت کرنے والا اور مدد کرنے والا نہیں ہے۔

## بندے بنکر زندگی گذارو:

اللہ اپنی ذات میں بے مثال ہے۔ اسکی مہربانیاں بندوں پر بہت زیادہ ہیں۔ مہربانیوں سے یہ سارا جہاں آباد کیا ہے۔ اس لئے اس نعمت کا شکر یہ ہے کہ آدمی بندہ

بنکر زندگی گذارے۔اس نے اتنا احسان کیا ہے، اتنی مہربانیاں کیں کہ اب اس کا تقاضا یہ ہے کہ بندے بن کر زندگی گذاریں۔تابع بن کر زندگی گذاریں۔ یہ مجلسیں اسی لئے ہوتی ہیں، اسی لئے یہ محنتیں ہوتی ہیں تا کہ دل اس کا اثر لے کہ میری زندگی کسی کام کے لئے ہیں ، کسی مقصد کے لئے ہے، میری زندگی کھانے پینے کے لئے نہیں ہے۔میری زندگی بڑے کام کے لئے ہے، میری زندگی اللہ تک پہونچنے کے لئے ہے۔جنت تک پہونچنے کے لئے ہے،دوزخ سے بچنے کے لئے ہے۔

اس لئے فرمایا: "طُوبٰی لِعَبْدٍ جَعَلَهُ اللّٰهُ مِفْتَاحًا لِلْخَیْرِ وَمِغْلَاقاً لِلشَّرِّ" خوش نصیب ہے وہ بندہ جو اپنے آپ کو خیر کے پھیلنے کا ذریعہ بناوے اور شر کے مٹنے کا ذریعہ بناوے۔یعنی زندگی میں خیر پھیلے اور شر مٹے، دنیا میں خیر پھیلے۔جیسے خوشبو پھیلے تو سب خوش ہوجاویں اور بدبو پھیلائے تو سب پریشان ۔ایسے ہی شر پھیلا تو سب پریشان ہوجائیں گے،اوپر سے نیچے تک ۔اور خیر پھیلے تو سب خوش۔دین میں خیر ہے، حضور ﷺ کی سنتوں میں،آپ کے طریقوں میں خیر ہے۔

## رمضان المبارک توبہ کرنے اور بخشوانے کا مہینہ ہے:

اس لئے دین کو اپنی زندگی میں لانا ہے،توبہ کرنی ہے۔یہ مہینہ توبہ کرنے کا ہے۔ بخشوانے کا ہے ۔اللہ سے عہد کرنے کا ہے کہ آج کے بعد تیری نافرمانی نہیں کریں گے۔یہ عہد کرنا ہے کہ جو کچھ ہوا معاف کردے تو اللہ معاف کردیں گے۔جب بندہ اللہ سے بہت زیادہ معافی مانگتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرشتوں سے کہتا ہے کہ اس نے بہت

معافی مانگی ہے، مجھے اس کو واپس لوٹانے میں شرم آتی ہے، اس لئے میں تو اس کو معاف کردیتا ہوں۔ یہ اللہ کی شان ہے۔ بندہ بہت معافی مانگ رہا ہے اس لئے مجھے شرم آتی ہے۔ اس لئے میں اس کو معاف کردیتا ہوں۔ یہ اللہ کا کرم ہے۔

## اللہ کی شان:

اللہ کی شان دیکھو کہ وہ بندہ سے شرماتے ہیں، حالانکہ بندہ کو گناہوں سے شرمانا چاہئے، لیکن اللہ شرمارہے ہیں اس کے معافی مانگنے سے۔ کیوں کہ اللہ کو اس کی معافی پسند ہے۔ اس لئے معافی کے دروازے کھولے، معافی کے موقعے لائے تاکہ بندے معافی مانگ کر اللہ سے اپنا تعلق صحیح کرلیں اور اپنے آپ کو توبہ کر کے دین دار، ایمان دار اور پابند بنالیں۔ شر کی طرف نہ جائیں۔ خیر کے راستے پر جائیں، اللہ کے راستہ میں پھیریں۔ اللہ کے کام میں لگیں، بندوں کی خدمت کریں۔ بندوں پر احسان کریں، کسی کا نقصان نہ کریں۔ دوسروں پر احسان کریں، مدد کریں، خدمت کریں۔ کیوں کہ اللہ بندے کی مدد میں رہے گا جب بندہ اپنے بھائی کی مدد میں رہیگا۔ "اَللّٰہُ فِی عَوْنِ الْعَبْدِ مَا کَانَ الْعَبْدُ فِی عَوْنِ اَخِیْہِ" جو اپنے بھائی کی پریشانی میں رہیگا اللہ اس کی پریشانی دور کریگا۔ بندہ اللہ کے انعامات کے ذریعہ اللہ کو خوش کرے، اللہ کی مخلوق کو خوش کرے۔ اپنی جان اور مال سے خدمت بھی کرے، خیرات بھی کرے اور دین کی محنت بھی کرے۔ دین کی محنت ہوگی تو دین آئیگا، دین کی طلب آئیگی، دین کا شوق پیدا ہوگا۔ اس لئے میرے بھائیو! یہ یاددہانیاں ہیں تاکہ

اس کو اپنے دل میں اتاریں۔اس کو وقتی نہ بنائیں کہ تھوڑی دیر ہو گیا، وہ کھیل تماشے ہوتے ہیں۔

## دین کی مجلسیں علاج کی مجلسیں ہیں:

یہ تو اپنے علاج کی مجلسیں ہیں، تاکہ اپنی دوا کرو، اپنی بیماری پہچانو پھر اس کا علاج کراؤ۔اسی لئے مجلسیں ہیں، دین کی محنتیں ہیں، دین کی دعوت ہے کہ توبہ کر کے اپنی لائن صحیح کریں۔پھر کہیں بھی نامرادی نہیں ہے۔تاجر بنے تو کامیاب، مزدور بنے تو کامیاب، عہدہ دار بنے تو کامیاب، زمین دار بنے تو کامیاب، مالدار بنے تو کامیاب، غریب بنے تو کامیاب۔اس لئے کہ دین کے راستہ میں ناکامی نہیں، کامیابی ہی کامیابی ہے، چاہے حالت کچھ بھی ہو۔بیمار ہو تو بھی کامیاب۔حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیمار ہو گئے تو فرشتے ان کی ملاقات اور بیمار پرسی کے لئے آتے تھے کہ چلو عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیمار ہے۔صحابی ہے، فرشتے ان کی بیمار پرسی کے لئے آتے تھے، اتنی بیماری میں ترقی ہوئی۔درجے بلند ہوئے کہ فرشتے خیر خبر کے لئے آنے لگے۔

## مسلمان کسی حال میں نامراد نہیں:

میرے بھائیو! مسلمان تو کسی حال میں نامراد نہیں بشرطیکہ وہ اپنے دین پر ہو، تو اس کے لئے تیار ہو جاؤ، توبہ کر کے اللہ کو اپنی سچائی دکھاؤ۔کچائی کوئی نہ دکھاوے۔آج کرے اور کل نہ کرے یہ کچائی ہے۔آدمی سے گناہ ہو جائے تو توبہ کرے۔فرشتہ تو ہے نہیں۔گنہگار بھی ہو جاتا ہے، بیمار بھی ہو جاتا ہے۔تو جیسے بیمار ہو جاتا ہے تو دعا کرتا ہے

ایسے ہی گناہ ہو جائے تو توبہ کرے۔ راستے بتائے ہیں اللہ نے کہ کوئی نامراد نہ بنے۔ تو یہ مجلسیں اسی لئے ہیں کہ اپنی بیماری سے بھی آگاہ ہو جاؤ اور پھر صحیح راستے پر پڑ جاؤ، جو چلے گا اللہ اس کو چلائیگا۔ حق کے راستہ پر اللہ مددگار رہے۔ اگر ناحق پر ہے تو اللہ بیزار ہے۔

## ہمیشہ جماعت سے نماز پڑھا کرو:

اس لئے ارادے کریں اور اپنے آپ کو پابند کریں۔ سب سے پہلے نمازوں کے پابند بنیں، محمد بن واسع بہت بڑے بزرگوں میں سے ہیں، وہ کہتے ہیں کہ مجھے دو چیزیں مل جاویں، ایک تو مجھے ایسا ساتھی مل جاوے جو میری غلطی بتائے دوسرا میری جماعت کی نماز نہ جائے۔ ہمیشہ جماعت سے نماز پڑھا کرو۔ ایسے ساتھی بناؤ کہ غلطی پر آگاہ کرے، یہ مثالیں ہیں خیر پر پڑنے کی۔ تو ایسے ساتھی بناؤ جو تمہیں خیر پر لے جاوے۔ خیر کی دعوت دے۔ خیر کے کام میں مدد کرے۔ اور اپنے آپ کو نماز کا پابند کرے۔ نماز کو اپنا پابند نہ کرے کہ جب چاہے پڑھ لی، کہ نماز کو اپنا پابند بنایا۔ یہ غلط ہوا، یہ نماز کو برباد کیا۔ اپنے آپ کو نماز کا پابند بناؤ۔ پھر نماز میں بڑی خیر ہے۔ وہ بہت بڑی خیر لے آئیگی اگر صحیح طریقہ سے پڑھی گئی، اس لئے اللہ نے نماز رکھی ہے، لہذا اپنی نمازوں کو اچھی کرو، اپنی عبادتوں کو ٹھیک کرو۔

## حق اور ہدایت:

اللہ سے عہد کرو اور توبہ کرو کہ اللہ تعالیٰ دین پر جمادے۔ کر کے بھول جانا، سن کر

چھوڑ دینا یہ بہت غلط بات ہے۔اس کو پلے باندھے اوراس کو لے جاوے کہ آج کے بعد ہماری کوئی نماز نہیں چھوٹیگی ، باجماعت نماز پڑھیں گے۔نماز کو سیکھنے کے لئے اور نماز کو پکا کرنے کے لئے اللہ کے راستہ میں نکلیں گے۔اللہ کے راستہ میں جائیں گے تو سب سے پہلے نماز ٹھیک ہوگی ،اور جس کی نماز ٹھیک ہوئی اس کی زندگی ٹھیک ہوجائے گی۔اورایک دوسرے کو خیر کی طرف بلاؤ، خیر کے مشورے کرواور خیر کی باتیں بتاؤ۔یہ حق اور ہدایت ہے۔یہ کریں گے پھر اللہ سے دعا مانگیں گے۔اللہ اسے قبول فرمائے اوراس پر قائم رکھے۔

## جیسی زندگی ایسی موت:

جس حال میں زندگی گذرے گی اسی حال میں موت آئیگی۔"کَمَا تَحیَوْنَ تَمُوْتُوْنَ، کَمَا تَمُوْتُوْنَ تُبعَثُوْنَ" حضرت عمرؓ فرماتے تھے کہ جیسے زندگی گذاروگے ایسے مروگے، جیسے مروگے حکم پر ویسے اٹھائے جاؤگے۔حکم والی زندگی گذاروگے تو حکم پر مروگے اور قیامت کے دن حکم والوں کے ساتھ اٹھائے جاؤگے۔تابعداروں کے ساتھ اٹھائے جاؤگے۔اس لئے فرمایا"کَمَا تَحیَوْنَ تَمُوْتُوْنَ، کَمَا تَمُوْتُوْنَ تُبعَثُوْنَ" جیسا زندگی گذاریگا ایسا مرے گا،جیسا مرے گا ویسا قبر سے اٹھایا جاوے گا۔یہ اللہ کا نظام ہے،اللہ تعالیٰ مجھے اورآپ کو توفیق عطا فرماوے۔

## اللہ کو دعا بہت پسند ہے:

اللہ سے دعا مانگا کرو، اللہ کو دعا بہت پسند ہے،سوال بہت پسند ہے۔آدمی تو

سوال کرنے والے سے گبھراتا ہے، اللہ کو سوال بہت پسند ہے،کوئی مانگے تو اللہ خوش ہوتے ہیں۔ دعا کرنے والوں سے خوش ہوتے ہیں۔اس لئے دعا مانگا کریں، وہ ضرورقبول ہوگی۔ دیرسویرضرورقبول ہوگی۔اپنی اورامت کی ہدایت مانگیں، معافی مانگیں،فتنوں سے بچنے کی دعائیں مانگیں۔

☆☆☆☆☆☆

﴿۱۳﴾

# اللہ کا ذکر دین کی روح

26 June 15 (10 Ramdhan 36)

بتاریخ: ۲۶؍جون ۲۰۱۵ء مطابق ۱۰؍رمضان المبارک ۱۴۳۶ھ

بمقام: خانقاہ محمودیہ جامعہ علوم القرآن، جمبوسر

## اقتباس

موت کو یاد کرتے رہو کہ یہ بھی ذکر ہے اگر موت کو یاد نہ کیا تو دل سخت ہو جاتے ہیں۔ دلوں کا سخت ہونا یہ سزا ہے، پہلی امتوں کو یہ سزا دی کہ ان کے دلوں کو سخت کر دیا، کیوں کہ وہ اللہ کے تابع نہیں ہوئے تو ان کے دل سخت ہوئے جس کے نتیجہ میں گناہوں کی جرءت بڑھ گئی۔ یہ ان کو سزا ملی۔ جیسے کسی کی روزی تنگ کر دی، کسی کو بیمار کر دیا، کسی کو دشمنوں کے حوالے کر دیا جیسے یہ سزائیں ایسے دلوں کا سخت ہونا یہ بھی سزا ہے۔ ''فَجَعَلْنَا قُلُوْبَهُمْ قَاسِيَة'' ان کے دل سخت ہو گئے۔ یہ اللہ کی طرف سے سزا ہے۔ ان کے دلوں میں دشمنیاں ڈال دی کہ لڑتے رہو''فَاَغْرَيْنَا بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاءَ'' بھائی بھائی کی دشمنی، خاندان کی دشمنی، قوموں کی دشمنی کہ آگ لگ گئی۔ یہ سب سزائیں ہیں۔ یہ اندر کی یعنی معنوی سزائیں کہلاتی ہیں۔

بسم الله الرحمن الرحیم

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ۔ وَالصَّلاۃُ والسَّلامُ عَلیٰ سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ وَعَلیٰ آلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ ! اَمَّا بَعْد :

## اللہ کا ذکر پورے دین کی روح ہے:

میرے پیارے بھائیو! یہ اللہ کے ذکر کی مجلس ہے جو پورے دین کی روح کہلاتی ہے۔ ''وَلَذِکْرُ اللّٰہِ اَکْبَرُ '' اللہ کا ذکر بہت بڑی چیز ہے۔ اللہ کے ذکر کا مطلب سمجھنا ہے۔ ذکر کے بہت سارے مراحل ہیں، زبان سے بھی اللہ کا ذکر ہوتا ہے، عمل سے بھی اللہ کا ذکر ہوتا ہے۔ لہذا زبان سے اللہ کا ذکر کرنا ہے اور وہ عمل کرنے ہیں جس سے اللہ راضی ہوتے ہیں، یہ بھی ذکر ہے۔ جس عمل سے اللہ ناراض ہوتے ہیں اس سے بچنا بھی ذکر ہے۔ جن چیزوں کو اللہ حرام اس سے بچنا یہ بھی اللہ کا ذکر ہے۔ حدیث میں ہے کہ ''اِتَّقِ الْمَحَارِم تَکُنْ اَعْبَدَ النَّاس '' تو اللہ کی حرام کی ہوئی چیزوں سے بچ جا پھر تو اللہ کا سب بڑا اعبادت گذار بندہ ہے۔ اس لیے فرمایا کہ ذکر کا خلاصہ اللہ کی اطاعت ہے۔

امام نوویؒ نے ''الاذکار '' میں لکھا ہے کہ ''کُلُّ مُطِیْعٍ ذَاکِرٌ '' ہر وہ آدمی جو اللہ کی اطاعت اور تابعداری میں ہے وہ اللہ کا ذاکر ہے۔ کوئی مخلوق کی خدمت کرتا ہے، مخلوق کو فائدہ پہونچاتا ہے وہ بھی ذاکر ہے۔

## موت اللہ کی زبردست قدرت کا ظہور ہے:

دو چیزیں بڑی ہیں اور ان کو یاد رکھنا بہت ضروری ہے، لیکن لوگوں نے اس کو بھولا رکھا ہے۔ ایک موت کو یاد رکھنا۔ حدیثوں میں اس کی رہبری ہے کہ موت کو یاد رکھو۔ موت اللہ کی زبردست قدرت کا ظہور ہے۔ یہ قدرت کسی کے پاس نہیں ہے کہ کسی کو موت دے۔ موت صرف اللہ دیں گے، ''هُوَ يُحْيِى وَيُمِيْت '' حیات اللہ دیں گے، موت اللہ دیں گے، ''وَهُوَ عَلىٰ كُلِّ شَيءٍ قَدِيْر '' دعوی دلیل کے ساتھ ہے، چوتھا کلمہ میں ہے کہ ''لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ '' کوئی معبود نہیں سوائے اللہ کے، وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں۔ ''لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ'' اسی کا ملک ہے اسی کا راج ہے اور اسی کی تعریف ہے، وہ خوبیوں والا ہے ''يُحْيِى وَيُمِيْت '' وہ حیات دیتا ہے، موت دیتا ہے۔ یہ بہت بڑی قدرت ہے، یہ قدرت کسی کے پاس نہیں ہے کہ موت وحیات دے سکے گا، یہ صرف اللہ کر سکتے ہیں۔ تو موت کو یاد رکھنا بڑی چیز ہے لیکن لوگوں نے اس کو بھولا رکھی ہے۔ مرنے والا مر گیا باقی ہم تو مرنے والے ہے نہیں، حالانکہ موت کو یاد کرنا ضروری ہے۔

## موت وحیات کی حکمت:

اللہ تعالیٰ نے موت وحیات کو پیدا کیا اور پھر اس کی حکمت کو بیان کیا کہ میں نے موت وحیات کو کیوں پیدا کیا ہے۔ اللہ نے خود فرمایا ''خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيَاةَ لِيَبْلُوَكُمْ اَيُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا '' میں نے موت وحیات کو بنایا، صرف اس لیے نہیں کہ

لوگوں جیتے رہیں اور مرتے رہیں، نہیں نہیں! بلکہ اس لیے بنایا تا کہ میں دیکھوں کہ تم میں اچھے عمل والا کون ہے۔ موت وحیات کے پیدا کرنے کی اصل غرض یہ ہے۔ جانور بھی پیدا ہوتے ہیں اور مرتے ہیں اس میں اللہ کی قدرت ہے اور تمہارے پیدا ہونے اور مرنے میں مصلحت ہے کہ ہم نے تمہیں پیدا کیا اور موت بھی دیں گے تا کہ دیکھیں کہ تم میں سے کون اپنی زندگی میرے حکموں کے مطابق گذارتا ہے "لِيَبْلُوَكُمْ اَيُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلاً" ہم تم کو پرکھیں گے کہ تم میں سے کون کون اچھے عمل بنانے والے ہیں۔ لہذا موت کو یاد کرتے رہو اور اپنی زندگی کے کام کو اچھا بناؤ۔

## دانا اور نادان کی پہچان:

موت کو یاد کرنے کا مطلب یہ نہیں کہ آدمی موت، موت کرتا رہے، بلکہ موت کو یاد کرنے کا معنی ہے موت کے لیے تیاری کرنا۔ جو موت کے لیے تیاری کرے وہ باہوش ہے اور جو موت کے لیے تیاری نہ کرے وہ نادان ہے۔

حدیث شریف میں ہے جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ "اَلْكَيِّسُ مَنْ دَانَ نَفْسَهُ وَعَمِلَ لِمَا بَعْدَ الْمَوْتِ والعَاجِزُ مَنْ اَتْبَعَ هَوَاهَا وَتَمَنّٰى عَلَى اللّٰهِ اَمَانِى" باہوش اور سمجھدار آدمی وہ ہے جو اپنی ذات پر قابو کرے، اپنی ذات کو بھکنے نہ دے، آوارہ اور آزاد نہ بنے، باغی نہ بنے، بلکہ اپنی ذات پر قابو کرے۔ جیسے تو جانور کو نکیل لگا کر قابو کرتا ہے، مشین کو بریک سے قابو کرتا ہے، جب تو ساری چیزوں پر قابو کر سکتا ہے تو اپنے اوپر قابو کیوں نہیں کرتا؟ آپ جانتے ہو بریک فیل ہو جائے تو

کیا ہوتا ہے، جانور بچھڑ جائے تو کیا ہوتا ہے۔ سب چیزوں کو یہ قابو کرتا ہے، تو اپنے اوپر بھی قابو کرے۔ یہ ہمارے لیے رہبری ہے۔

## اپنی ذات پر قابو کیسے ہو؟

فرمایا کہ اپنی ذات پر قابو کرنے کا کیا مطلب ہے؟ حدیث کے اس ٹکڑے میں اس کی وضاحت کی ہے۔ حدیث کے دو ٹکڑے ہیں۔ ''اَلْكَيِّسُ مَنْ دَانَ نَفْسَهُ وَعَمِلَ لِمَا بَعْدَ الْمَوْتَ'' باہوش اور سمجھدار آدمی وہ ہے جو اپنی ذات پر قابو کرے، باہوش اس کو کہتے ہیں کہ جو عمل موت کے بعد کام آنے والا ہے اس کو آج کرلے، یہ اس کی عقلمندی ہے۔ اگر ایسا نہیں کیا تو نادانی ہے۔ نادان کس کو کہتے ہیں؟ نادان وہ ہے جو اپنے آپ کو بے قابو بنائے، اور اپنے آپ کو من چاہی کے پیچھے لگائے رکھے اور اللہ سے امید بھی لگا رکھے کہ اللہ میرا بیڑا پار کردیں گے۔

## اللہ بندوں کو پرکھنے والے ہیں:

اللہ نے کچھ چیزیں مقرر کی ہیں اور اسی پر مسئلہ کا دارومدار ہوگا۔ یہ غلط امید ہے کہ کام کرے نہیں اور اللہ سے امیدیں باندھے۔ ''اَللّٰهُ بَصِيرٌ بِالْعِبَاد'' اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو دیکھنے والے ہیں، یعنی پرکھنے والے ہیں، جیسے لوگ پیسے پرکھتے ہیں کہ یہ کھرے ہیں یا کھوٹے۔ تو اللہ کا نام ''بصیر'' بھی ہے یعنی پرکھنے والا کہ سچا کون ہے؟ جھوٹا کون ہے؟ اخلاص والا کون ہے؟ بناوٹ والا کون ہے؟ نیک کون ہے؟ بدکون

ہے؟ پرکھ پرکھ کر کے دیکھیں گے۔ جو اللہ کو پہچانتے ہیں وہ اللہ سے ڈرتے ہیں کہ اللہ تو پرکھیں گے اور انصاف بھی کریں گے۔

## ہر چیز کی ترتیب اور اس کے اصول ہوتے ہیں:

اللہ کے دربار میں دیر ہے اندھیر نہیں ہے۔سب چیزوں کی ترتیب بنی ہوئی ہے۔اس لیے حضور ﷺ نے فرمایا کہ نادان وہ ہے جو اپنے آپ کو اپنی من چاہی کے پیچھے لگاوے، جو جی میں آوے کرے۔اس کی زندگی کی کوئی قیمت نہیں ہے، کیوں کہ یہ بے قابو ہے۔ یہ نادان ہے کیوں کہ اس کا خیال ہے اللہ بیڑا پار کرے گا۔اللہ کے یہاں ساری چیزوں کے قواعد وقانون ہیں، جیسے ہر حکومت کے قواعد وقانون ہوتے ہیں۔اللہ کے بھی قانون ہیں،اس لیے حدیث شریف میں اس بات کو واضح کیا ہے سمجھ دار کون ہے اور نادان کون ہے؟

## دلوں کی سختی بڑی سزا ہے:

اس لیے میرے بھائیو! موت کو یاد کرتے رہو کہ یہ بھی ذکر ہے اگر موت کو یاد نہ کیا تو دل سخت ہوجاتے ہیں۔دلوں کا سخت ہونا یہ سزا ہے، پہلی امتوں کو یہ سزا دی کہ ان کے دلوں کو سخت کردیا، کیوں کہ وہ اللہ کے تابع نہیں ہوئے تو ان کے دل سخت ہوئے جس کے نتیجہ میں گناہوں کی جرءت بڑھ گئی۔ یہ ان کو سزا ملی۔ جیسے کسی کی روزی تنگ کردی، کسی کو بیمار کردیا، کسی کو دشمنوں کے حوالے کردیا جیسے یہ سزائیں ایسے دلوں

کا سخت ہونا یہ بھی سزا ہے۔ ”فَجَعَلْنَا قُلُوْبَهُمْ قَاسِيَة “ان کے دل سخت ہو گئے۔ یہ اللہ کی طرف سے سزا ہے۔ان کے دلوں میں دشمنیاں ڈال دی کہ لڑتے رہو ”فَاغْرَيْنَا بَيْنَكُمُ العَدَاوَة وَالبَغْضَاءَ “بھائی بھائی کی دشمنی، خاندان کی دشمنی، قوموں کی دشمنی کہ آگ لگ گئی۔ یہ سب سزائیں ہیں۔ یہ اندر کی یعنی معنوی سزائیں کہلاتی ہیں۔

## دو چیزوں یاد کرتے رہو:

اس لیے بہت ڈرنا چاہئے کہ پتہ نہیں کون سی سزا دے دے۔اللہ ڈراتے ہیں کہ ہم سے ڈرو، ”وَيُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفْسَه“ لہذا دو چیزوں کو خوب یاد کرنا ہے، ایک تو اللہ کو اور ایک موت کو۔ ”وَلَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ “ایک تو اللہ کو یاد کرو کہ یہ بہت بڑی چیز ہے۔جس کو اللہ یاد رہ گیا اس کا تو کام بن گیا۔ جب وہ اللہ کو یاد کرے گا تو اللہ اس کو یاد کریں گے۔فرمایا: ”فَاذْكُرُوْنِی اَذْكُرْكُمْ “تم مجھے یاد رکھو گے تو میں تمہیں یاد رکھوں گا۔ یہ بہت بڑا انعام ہے کہ اللہ ہم کو یاد کرے۔

## اللہ کو بھولنے والوں کی سزا:

اس لئے میرے بھائیو! فاسق نہ بنو۔ جانتے ہو فاسق کس کو کہتے ہیں؟ فاسق وہ ہے کہ جو اللہ کو بھول جاوے۔ فاسق کا ترجمہ 'بدمعاش' ہوتا ہے۔ فاسق یعنی حد توڑنے والا۔ ”وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ نَسُوْا اللّٰه فَاَنْسَاهُمْ اَنْفُسَهُمْ اُولٰئِكَ هُمُ الفَاسِقُوْنَ “اللہ کو نہ بھولو، اگر تم اللہ کو بھول جاؤں گے تو تمہیں اس پر سزا ملے گی کہ تم

اپنے آپ ہی کو بھول جاؤ گے۔اللہ کو بھولنے والوں کی یہ سزا ہے۔کیوں کہ اللہ کوئی چھوٹی چیز نہیں ہے کہ آدمی اس کو بھول جاوے۔چھوٹی چیز آدمی بھول جاتا ہے،ہم لوگ امریکہ جارہے تھے تو سامان میں ایک چیز چھوٹی تھی،وہ لوگ اس کو سامان کے ساتھ دے رہے تھے تو ان کا آدمی کہنے لگا کہ یہ تو بہت چھوٹی چیز ہے،یہ تو اندر ہی رہ جائے گی،نکالنے والا بھول جائے گا۔تم اس کو بڑی بنادو کہ ایک بڑا تاڑکول لاؤ اور اس کو اس میں رکھ دو۔آدمی بڑی چیز نہیں بھولتا۔بڑے بڑے سامانوں میں چھوٹی چیز آدمی بھول سکتا ہے۔اللہ کی ذات تو کوئی چھوٹی چیز ہے نہیں کہ آدمی بھول جائے۔وہ تو بہت بڑی ذات ہے" وَلَهُ الْكِبْرِيَاءُ فِي السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْض "اللہ کی بڑائی آسمانوں اور زمینوں میں ہے،اللہ کی اتنی بڑی ذات کو اگر کوئی بھول جائے تو سزا ملے گی۔جو اللہ کو بھول جائے گا اس کی سزا یہ ہے کہ وہ اپنے آپ ہی کو بھول جائے گا کہ مجھے کیوں پیدا کیا تھا،میرا کیا مقصد تھا،میرا نفع کیا ہے،میرا نقصان کیا ہے،میری کامیابی کیا ہے، میری ناکامی کیا ہے، میری عزت کیا ہے،میری ذلت کیا ہے،سب بھول جائے گا کیوں کہ وہ نشے میں ہیں،اور نشے والا اپنے آپ کو بھولا ہوا ہوتا ہے۔

## اللہ اپنے بندوں کو کیسے یاد کرتے ہیں؟:

اللہ کو بھولنے والا آدمی اللہ کی حد توڑتا ہے،کیوں کہ وہ فاسق ہے۔اللہ کو بھولنا بہت بڑا جرم ہے اور اللہ کو یاد رکھنا بہت بڑی بات ہے" وَلَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَر "اگر کوئی

آدمی توبہ کرکے اللہ کو یاد کرے گا تو اللہ اس کو معاف کرکے یاد کریں گے۔ اللہ فرماتے ہیں کہ مجھے توبہ سے یاد کرو میں تمہیں معافی سے یاد کروں گا۔ تم مجھے استغفار سے یاد کرو میں تمہیں بخشش سے یاد کروں گا۔ تم مجھے دعا سے یاد کرو میں تمہیں قبولیت سے یاد کروں گا۔ ''فَاذْكُرُوْنِیْ اَذْكُرْكُمْ '' کا یہ مطلب ہے کہ تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کروں گا۔

آدمی دعا مانگتا ہے اور کہتا ہے ''اے میرے اللہ'' تو اللہ جواب میں کہتے ہیں ''ہاں! میرے بندے میں حاضر ہوں'' ''لَبَّيْكَ يَا عَبْدِیْ '' ہاں! میرے بندے میں حاضر ہوں، تجھے کیا کہنا ہے؟ تو کیا چاہتا ہے؟ پھر بندہ جب اپنی حاجت رکھتا ہے تو اللہ اس کی بات کو قبول کرتے ہیں۔ اس نے اللہ کو دعا سے یاد کیا تو اللہ اسے قبولیت سے یاد کرتے ہیں۔ کسی نے توبہ سے اللہ کو یاد کیا تو اللہ اس کو معاف کرکے یاد کرتے ہیں۔ اور اگر استغفار کرتا ہے تو ہم بخشش سے یاد کرتے ہیں، اطاعت سے یاد کرتا ہے تو میں رحمت سے یاد کرتا ہوں۔ ''اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ '' اطاعت کرو اللہ کی، اطاعت کرو رسول کی تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔ یہ ہے اللہ کے ذکر کا مطلب۔

## ذکر والی مجلس اور ذکر والی زندگی:

اس لئے میرے بھائیو! ہمیں ذکر کی مجلسوں میں بیٹھنا ہے اور ذکر والی زندگی گذارنی ہے۔ پوری زندگی اللہ کے ذکر والی ہوسکتی ہے کہ کبھی اللہ کو بھولے ہی نہیں۔

کیوں کہ جب دلوں میں اللہ کا ذکر اتر جاتا ہے تو پھر وہ اللہ کی بات پر چلتا ہے اور اللہ کی بات دنیا میں چلاتا ہے۔ حدیث میں ہے کہ حضور ﷺ کے بارے میں لکھا ہے کہ حضور ﷺ ہر وقت اللہ کو یاد کرتے تھے۔ ہر وقت اللہ کو یاد کرنا کیسے ہوسکتا ہے؟ جس وقت اللہ کا جو حکم ہے اسکو بجالاتا ہے تو ہر وقت اللہ کے ذکر میں رہتا ہے۔ جس وقت میں جو حکم ہے اس کو پورا کرے۔ ''کُلُّ مُطِیْعٍ ذَاکِرٌ'' جو اللہ کی اطاعت میں ہو وہ اللہ کے ذکر میں ہوتا ہے۔ جو اللہ کو یاد کرے، اللہ کا ذکر کرے، اللہ کے حرام سے بھی بچے ،اللہ کے فرضوں پر قائم رہے اور اللہ کے دین کو زندہ کرنے کی محنت بھی کرے تا کہ ساری دنیا میں اللہ ذکر عام ہو جائے۔

## اللہ کے ماسوا ساری چیزیں باطل اور بت ہیں:

ہر آدمی اس بات کو اپنا وظیفہ بنالے کہ میرا معبود اللہ ہے، اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ آپ کا اور میرا اللہ کے سوا کوئی نہیں ہے۔ حاکم کی حکومت سے کچھ نہیں ہوگا، حکومت اس کا بت ہے۔ مالدار کا مال اس کا بت ہے۔ زمیندار کی زمین اس کا بت ہے۔ جب تک اللہ نہیں چاہیں گے یہ کچھ بھی نفع نہیں دے سکتے۔ اللہ کے ماسوا ساری چیزیں باطل اور بت ہے۔ ''اَلَا کُلُّ شَیْءٍ مَاخَلَا اللّٰہَ بَاطِلٌ'' یاد رکھو کہ اللہ کے ماسوا جو کچھ بھی ہے سب بے اثر ہے، اس سے کچھ بھی نہیں ہوگا جب تک اللہ نہیں چاہیں گے۔ ایک اللہ ہے اور اس کی ساری طاقت ہے۔ لہذا جو لوگ اللہ کو چھوڑ کر اس میں لگے ہیں وہ بت میں ہیں۔ جیسے بت والے ہوتے ہیں ان کو بت کوئی اثر نہیں

کرتا۔ ’’اِنْ ھُمْ اِلَّا یَظُنُّوْنَ ‘‘ خیال کے سوا کچھ نہیں ہوتا۔ کوئی درخت کو پوجے، کوئی پتھر کو پوجے تو ان سے کیا ہوگا؟ کچھ بھی نہیں۔ اسی طرح نفع والی چیزوں میں بھی کوئی قدرت نہیں ہے۔ کوئی یہ سمجھے کہ مال و دولت، عہدہ، ان سے کام بن جائے گا۔ اللہ کو چھوڑ کر جو لوگ ان چیزوں کے پیچھے پڑیں گے تو اللہ اپنی قدرت اس کے مقابلے میں ڈالیں گے اور اس کو بے اثر کریں گے۔ یہ اللہ کی غیرت ہے کہ بناتا میں ہوں، کھلاتا میں ہوں، جِلاتا ہو، پھر بھی یہ کسی غیر کو پوجھتے ہیں تو اللہ کو غیرت آتی ہے اور ان چیزوں کو بے اثر کر دیتے ہیں پھر آدمی حیران ہو جاتا ہے، کیوں کہ اسباب کو اللہ ہی بہتر کرتے ہیں۔

## اسباب والوں کا اللہ سے جوڑ:

اسباب والوں کا اللہ سے جوڑ نہیں ہوتا ہے اس لئے پریشان ہو جاتے ہیں، اور جہاں اسباب والوں کا اللہ سے جوڑ ہوتا ہے تو اللہ ان کو کافی ہو جاتے ہیں، ’’اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ‘‘ اس لئے پیارے بھائیو! اللہ سے جوڑ اور تعلق پیدا کرنا ہے۔ اللہ سے ایسا تعلق پیدا کرو جو اس ذات سے ہمیں ڈراوے۔ ایسا تعلق جو ہم کو اللہ کی طرف لے جاوے۔ جو اللہ کی نافرمانی سے بچاوے۔ ایسا تعلق جو اللہ کی رحمت کا امیدوار بناوے کہ میرا پروردگار بہت رحم کرنے والا ہے۔ اللہ سے اچھا گمان ہو کیوں کہ جب مومن بندہ اللہ سے اچھا گمان کرتا ہے تو اللہ اس کے گمان کے مطابق کر کے دیکھاتے ہیں۔ پھر اللہ اس کے ساتھ وہ معاملہ کرتے ہیں جیسا بندہ اللہ سے گمان کرتا ہے۔

## اللہ کی محبت باقی رہنے والی چیز ہے:

اسی طرح اللہ کے عذاب سے ڈرنے والے بنیں، اور اللہ سے خوب محبت کریں۔ اللہ سے محبت کی تو وہ باقی رہے گی، اور دوسری چیزوں کی محبت ہے وہ باقی نہیں رہے گی۔ ایمان کا مطلب ہی یہ ہے کہ اللہ سے محبت ہو، اللہ کے احکام سے محبت ہو۔ اللہ کے ذکر سے محبت ہو۔ شوق کے ساتھ اللہ کا ذکر کرے، شوق سے نماز پڑھے، شوق سے صدقہ کرے، شوق سے دعوت وتبلیغ کا کام کرے۔ اللہ کے کام کو شوق سے کریں، بوجھ سمجھ کر نہ کریں۔ آج ہر چیز کو بوجھ سمجھ کر کیا جاتا ہے، یہ اس لئے کہ اللہ سے تعلق پیدا نہیں ہوا، کیوں کہ جس سے تعلق ہوتا ہے اس کا کام کرنے کا شوق ہوتا ہے۔ اس کمی کو دور کرنا ہے۔

## دین کی مجلسوں کا مقصد:

اس قسم کی مجلسوں اور مذاکروں کا یہی مطلب ہوتا ہے کہ ہم کو اللہ یاد رہے، ہم کو موت یاد رہے، ہم زندگی کے مقصد پر آویں۔ جس کی زندگی مقصد پر آ گئی وہ کامیاب ہے، یہ زندگی تو اللہ کے حکموں کو پورا کرنے کے لیے دی ہے۔ یہ زندگی نافرمانی کے لیے نہیں دی گئی ہے۔ اس لئے یہ نیت کرو کہ اللہ کے تابعدار ہو کر زندگی گذاریں گے۔ آدمی کو نیت وارادہ کرنا پڑتا ہے۔ نیت اور ارادہ اس لئے نہیں ہوتے کہ وہ غافل ہے۔ غافل آدمی نشے میں ہوتا ہے۔ اللہ اس کے نشے کو اتاریں گے تو بہت برا حال

ہوگا۔ ڈر ڈر کے اللہ کے حکموں پر رہیں، اس کے دین پر رہیں، اللہ کے دین کی محنت کریں تاکہ زندگوں میں دین آئے۔ شوق سے دین کا کام کریں، کیوں کہ اللہ تعالیٰ تو بہت اچھا بدلہ دینے والا ہے۔

## مومن تو اللہ کے انعامات سے جیتا ہے:

ایک سبحان اللہ احد پہاڑ کے برابر ہے، بلکہ حدیث میں فرمایا ''سُبْحَانَ اللّٰهِ اَعْظَمُ مِنْ جَبَلِ الْاُحَدِ ''۔ کہ سبحان اللہ تو احد پہاڑ سے بھی بڑا ہے۔ سوچو! سبحان اللہ پڑھنے والا کتنا بڑا مالدار ہے۔ جب سبحان اللہ اتنا بڑا ہے تو باقی عمل کتنے بڑے ہوں گے۔ لہذا ثواب کی امید پر کام کریں۔ اللہ کے انعامات کو نہ بھولیں، جو اللہ کے انعامات کو بھولے گا، اسے دنیا کا کوڑا کباڑا ملے گا۔ آپ جو کچرے کا ڈبہ دیکھتے ہو، وہ کوڑا کباڑا اس کو ملے گا۔ کیوں کہ اللہ کی نعمتوں سے کوئی تعلق نہیں ہے اس لئے یہ بدلہ ہے۔

جانوروں میں بعض جانور وہ ہوتے ہیں جو کوڑے کباڑے پر اپنا گذارا کرتے ہیں۔ باقی مومن تو اللہ کے انعامات ہی سے جیتا ہے کہ میرا پروردگار مجھے یہ دے گا، وہ دے گا۔ ایسے لوگوں کو دنیا بھی صاف ستھری ملتی ہے، ''عِيْشَةً نَقِيَّةً '' دنیا میں صاف ستھری زندگی ملے گی، اور موت بھی ڈھنگ کی ملے گی ''وَمِيْتَةً سَوِيَّةً '' توبہ والی، رحمت والی، برکات والی موت ملے گی۔ ان چیزوں کو مرنے والا ہی دیکھتا ہے دوسرا کوئی نہیں دیکھ سکتا۔

اس لئے حدیث میں ایک دعا بتائی ہے جس کو ہم روزانہ ۲۵ ر مرتبہ پڑھتے ہیں ''اَللّٰھُمَّ بَارِکْ لِی فِی الْمَوْتِ وَفِیْمَا بَعْدَ الْمَوْتِ ''۔ جو مومن بندہ اس کو پڑھتا ہے اس کی موت وحیات دونوں میں برکت دی جاتی ہے۔

## ایمان کے لحاظ سے اللہ کی اطاعت:

اس لئے میرے پیارے بھائیو! مومن بنیں اور اللہ کے انعامات کی امید میں اللہ کی تابعداری کریں۔ اگر مومن نہ بنیں اور اللہ کی قدر نہ کی تو انہیں کیا دیں گے کہ دنیا کا کباڑا مل جائے گا، باقی کچھ نہیں۔ اس لئے ایمان لانا ہے اور ایمان کی دعوت اور اس کی محنت کرنا ہے، اور ایمان کے لحاظ سے اللہ کی اطاعت کرنی ہے۔ دین سکھو اور اپنے دین پر قائم رہو، اس سے بڑھ کر کوئی چیز نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق عطا فرماوے۔ (آمین)

## رمضان سے فائدہ اٹھالو:

ان مجلسوں میں آنے کا مقصد ہی یہ ہے کہ ہم اپنے ایمان کو تازہ کریں، اور ایمان کے تقاضوں کے مطابق دنیا میں محنت کریں۔ اللہ کے راستے کی دعوت دیں اور دین کو زندہ کریں۔ رمضان سے فائدہ اٹھالو، رمضان میں رحمتیں برستی ہیں، جو اس مہینہ میں اللہ سے مانگے گا وہ نامراد نہیں ہوگا۔

حدیث شریف میں ہے: ''سَائِلُ اللّٰہَ لَا یَخِیْبُ '' جو اللہ سے مانگے گا اللہ اس کو نامراد نہیں کریں گے۔ رمضان میں اللہ سے خوب مانگیں، ٹرای (کوشش) کرنے

کے لیے دعا نہیں مانگنا ہے، ہاں! بہت سے لوگ ٹرای کرنے کے لیے دعا مانگتے ہیں کہ دیکھیں تو صحیح کہ دعا قبول ہوتی ہے کہ نہیں۔ یہ لوگ دعا مانگنے والے نہیں ہیں۔ ایمان کی روشنی نہ ہونے کی وجہ سے ایسا کرتے ہیں۔

## اللہ کے فیصلے اٹل ہیں:

اللہ کے کاموں کی ٹرای نہیں ہوتی۔ اللہ کے فیصلے تو اٹل ہیں، اس کے وعدے بھی اٹل ہیں، یہ ٹرای کرنے کے لیے نہیں ہے، بلکہ عمل کرنے کے لیے ہیں کہ ایک دفعہ میں قبول نہیں ہوئی تو دوسری دفعہ پھر مانگو، تیسری مرتبہ پھر مانگو، مانگتے رہو۔ اللہ تمہاری دعاؤں کو جمع کریں گے اور جمع کر کے سارا اکٹھا دیں گے۔

اس لئے اللہ سے لگ لپٹ کر مانگو، اللہ سے ایسا مانگو جیسے ضدی بچہ مانگتا ہے، بچہ مانگنے سے تھکتا نہیں ہے، ماں باپ سے لے کر رہتا ہے، کیوں کہ اس کو ماں باپ سے ملنے کی امید ہے۔ اللہ تو ماں باپ سے بھی آگے ہیں، لیکن لینے والے نہیں ہیں، کیوں کہ اللہ کو پہچانا نہیں ہے۔ یہ ہماری خامی ہے۔

## دعا صرف ضرورت نہیں بلکہ عبادت ہے:

لہذا میرے بھائیو! اللہ سے خوب مانگیں، سو دفعہ مانگیں، ایک دفعہ کا مانگا ہوا بیکار نہیں جائیگا۔ ایک دفعہ میں اللہ دے دیں یہ کوئی ضروری نہیں ہے، کیوں کہ دعا صرف ضرورت نہیں ہے، دعا تو عبادت بھی ہے، اس بات کو سمجھنا ہے، لیکن چونکہ مسلمان اپنے دین کو اچھی طرح سمجھا ہی نہیں ہے۔ اللہ نے دعا کو عبادت بنایا کہ یہ تو میری

عبادت ہے، اللہ کے غیر سے دعا مانگی نہیں جاتی، اللہ کے غیر سے دعا مانگنا یہ بھی شرک ہے۔

## اللہ سے مانگنے والا کبھی نامراد نہیں ہوتا:

رمضان میں اللہ سے مانگنے والا کبھی نامراد نہیں ہوتا، اللہ اس کی مراد پوری کریں گے۔ اس لئے اللہ سے خوب مانگو، معافی بھی مانگو، جنت بھی مانگو، دوزخ سے بچاؤ بھی مانگو، ہدایت بھی مانگو، سب چیزیں اللہ سے مانگو۔ یہ مانگنے کا زمانہ ہے۔ ان دنوں میں اللہ کی عبادت واطاعت خصوصی طور پر کرنی ہے۔ جس کا رمضان اچھا گذرا اس کا سارا سال اچھا گذرے گا، سارے سال پر اس کا اثر پڑے گا۔ رمضان کوئی معمولی چیز نہیں ہے، کوئی تیوہار نہیں ہے، بلکہ یہ عبادت ہے۔ اس مہینہ کی قدر کرو تا کہ اللہ خوش ہو جائے۔

☆☆☆☆☆☆

﴿۱۴﴾

# اللہ کی بندوں کو دعوت

8 July 14 (10 Ramdhan 35)

بتاریخ: ۸؍جولائی ۲۰۱۴ء مطابق ۱۰؍رمضان المبارک ۱۴۳۵ھ

بمقام: خانقاہ محمودیہ جامعہ علوم القرآن، جمبوسر

## اقتباس

زندگی اس لئے دی ہے کہ ہم اللہ کو پہچانیں۔ جب زندگی ختم ہو جائے گی تو قبر میں پوچھیں گے ''مَنْ رَبُّكَ'' تیرا پروردگار کون ہے، پہچان کر آیا ہے یا بھول کر آیا ہے۔ یہ دلیل ہے کہ قبر میں ہر ایک سے پوچھیں گے، مسلمان سے، کافر سے، منافق سے، سبھی سے پوچھیں گے تمہارا پروردگار کون ہے ''مَنْ رَبُّكَ''۔ کافر کہے گا: ہائے ہائے! ''لَا اَدْرِی'' مجھے کچھ پتہ نہیں، اس نے تو اللہ کو پہچانا ہی نہیں ہے کہ اللہ کون ہے۔ امام غزالیؒ فرماتے ہیں کہ زندگی تو معرفت کے لیے ہیں۔ جس نے اللہ کو نہیں جانا اس نے کچھ بھی نہیں جانا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ـ وَالصَّلاۃُ والسَّلامُ علیٰ سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ وَعلیٰ آلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ ! اَمَّا بَعْد :

## اللہ کو بھولنا بڑا ظلم ہے:

میرے پیارے بھائیو! آدمی کی بڑی غلطی اور اس کا بڑا ظلم یہ ہے کہ وہ اللہ کو بھول جائے، اللہ کو بھولنے کا مطلب یہ ہے کہ اس کی نافرمانی کرے، اس کی اطاعت نہ کرے اور اس کی نعمتوں سے فائدہ اٹھاوے، اور اس کی نافرمانی کرے، یہ تو بڑا ظلم ہے۔ لوگوں کا اس پر دھیان بھی نہیں ہے۔ ''وَاِنْ تَعُدُّوْ نِعْمَۃَ اللّٰہِ لَا تُحْصُوْھَا اِنَّ الاِنْسَانَ لَظَلُوْمٌ کَفَّار'' فرمایا کہ ہماری نعمتیں گننا چاہو تو گن نہیں پاؤ گے، کتنی ہی نعمتیں دی ہیں اور دیتے رہیں گے، لیکن اس کے جواب میں آدمی بڑا ظالم ہے اور بڑا ناشکرا ہے۔ یہ ہماری شکایتیں ہیں کہ ''قَلِیلاً مِنْ عِبَادِیَ الشَّکُوْر'' میرے بندوں میں شکر گذار بہت تھوڑے ہیں۔

حکومت کو اگر کسی کی کوئی کمپلین (شکایت) پہونچ جائے تو وہ آدمی بڑا پریشان ہو جاتا ہے، اسے پسینہ چھوٹ جاتا ہے، اللہ ہماری کمپلین کر رہے ہیں کہ ہماری نعمتوں سے فائدہ اٹھاتے ہیں اور ہماری نافرمانی بھی کرتے ہیں اور مجھے بھول جاتے ہیں۔ اللہ کے بھولنے کا مطلب یہ ہے کہ اس کا حق ادا نہیں کرتے۔ یہ بڑا جرم ہے۔

## اللہ کا ذکر اس کی اطاعت ہے:

یہ اللہ کی تلقین اور یاد دہانی ہے کہ اللہ کو کثرت سے یاد کرو، خوب یاد کرو، ''اُذْکُرُوْ اللّٰہَ کَثِیْراً لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ'' اللہ کو خوب یاد رکھوتا کہ تم کامیاب ہو جاؤ۔ اللہ کو یاد رکھنے کا مطلب یہ ہے اس کی اطاعت کی جائے۔ اللہ معبود برحق ہیں، اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے۔ اس کے سوا کوئی کام بنانے والا نہیں ہے، اس کے سوا کوئی زندگی دینے والا نہیں ہے۔ اس کے سوا کوئی موت دینے والا نہیں ہے۔

## اللہ نے اپنی مخلوق پر رحم کرنا طے کرلیا ہے:

اللہ کی شان یہ بھی ہیکہ اس نیہ طے کرلیا ہے کہ مجھے رحمت کرنی ہے، ''کَتَبَ عَلیٰ نَفْسِہِ الرَّحْمَۃُ'' اللہ نے یہ طے کیا ہے کہ میں رحم کروں گا۔ رحم کی وجہ سے ہی یہ سارا نظام چل رہا ہے۔ یہ اللہ کی شانیں ہیں، اللہ نے اپنی مخلوق پر رحم کرنا طے کرلیا ہے، چاہے کچھ بھی ہو جائے۔ فرمایا کہ میری رحمت میرے غضب سے آگے ہے۔ غضب اتنا اثر نہیں کرے گا جتنی رحمت اثر کرے گی۔ پکڑ اتنی نہیں ہوگی جتنی مغفرت ہوگی۔ اس رحمت کا اثر ہے کہ سب کو روزی دیتے ہیں، ہر چھوٹے بڑے جاندار کو اللہ روزی دیتا ہے، دشمن کو بھی روزی دیتے ہیں، بلکہ دشمن کو زیادہ روزی دیتے ہیں۔

## زندگی معرفت کے لیے ہے:

زندگی اس لئے دی ہے کہ ہم اللہ کو پہچانیں۔ جب زندگی ختم ہو جائے گی تو قبر

میں پوچھیں گے ''مَــــــنْ رَبُّكَ'' تیرا پروردگار کون ہے، پہچان کر آیا ہے یا بھول کر آیا ہے۔ یہ دلیل ہے کہ قبر میں ہر ایک سے پوچھیں گے، مسلمان سے، کافر سے، منافق سے، سبھی سے پوچھیں گے تمہارا پروردگار کون ہے ''مَــنْ رَبُّكَ''۔ کافر کہے گا: ہائے ہائے! ''لَا اَدْرِی'' مجھے کچھ پتہ نہیں، اس نے تو اللہ کو پہچانا ہی نہیں ہے کہ اللہ کون ہے۔ امام غزالیؒ فرماتے ہیں کہ زندگی تو معرفت کے لیے ہیں۔ جس نے اللہ کو نہیں جانا اس نے کچھ بھی نہیں جانا۔

## اللہ تمام خوبیوں کا مالک ہے:

اس لئے میرے بھائیو! اللہ کو پہچانو کہ وہ کون ہے۔ اللہ سے بڑا کوئی نہیں، اللہ کے جیسا کوئی نہیں، ''لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَیْءٌ'' اس کے جیسا کوئی نہیں ہے۔ تمام خوبیوں کا اللہ مالک ہے۔ ہر قسم کی کمی کمزوری سے اللہ پاک ہیں، تیسرے کلمہ میں ہے کہ ''سُبْحَانَ الله'' اللہ کی ذات پاک ہے۔ ہر کمی و کمزوی سے، ہر خرابی سے، بلکہ ہر چیز سے اللہ کی ذات پاک ہے۔ ''اَلْحَمْدُ لِلّٰه'' تمام تعریف اللہ کے لیے ہیں، اور زمین میں کسی کی بھی تعریف کی جائیگی، گویا کہ وہ اللہ کی تعریف ہے۔ اللہ نے اپنی پہچان کرائی۔ ''لَآاِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ'' اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے۔ سب فنا ہونے ہیں وہ ایک اکیلا باقی رہنے والا ہے۔ اپنے جلال کے ساتھ باقی رہے گا، اپنی بزرگی کے ساتھ باقی رہے گا۔ ''فَيَبْقٰی وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ'' وہ اپنی بزرگی اور کرم کے ساتھ باقی رہے گا، باقی سب چیزیں ختم ہو جائے گی۔ ''لَآاِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ'' اللہ

اپنی تمام قدرتوں کے ساتھ باقی رہے گا۔''اَللّٰہُ اَکْبَرُ '' اللہ سب سے بڑا ہے۔اس کی بڑائی آسمانوں میں ہیں،اس کی بڑائی زمینوں میں ہے،''وَلَہُ الْکِبْرِیَاءُ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْض '' دنیا کے حاکم ملکوں کے حاکم ہوتے ہیں،علاقوں کے حاکم ہوتے ہیں،اور اللہ زمین وآسمان کا بڑا حاکم ہے۔اللہ نے اپنی پہچان کروائی ہے۔

## دلوں کا اندھا پن:

جو اللہ کو نہیں پہچانتے وہ دنیا کی چیزوں کو ٹٹولیں گے، یہ دلوں کا اندھا پن ہے،ہر آدمی ٹٹولتا ہے،دیکھائی نہیں دیتا،تو کبھی صحیح چیز ہاتھ میں آئے گی ،تو کبھی غلط چیز۔اندھوں کے ہاتھی کی طرح ہوتا ہے۔دنیا کو ٹٹولا تو کسی کو حکومت مل گئی ،کسی کو دولت مل گئی ،کسی کو عورت مل گئی ،سب ملا لیکن اللہ نہیں ملا۔جو اصل ہے وہ ہی نہیں ملا، کیوں کہ یہ اندھے تھے۔

## زندگی تو اللہ کو پہچاننے کے لیے ہے:

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے سورج دیکھا،چاند دیکھا،سب چیزیں دیکھی اور سوچا کہ یہ خدا ہوسکتا ہے،یہ خدا ہوسکتے ہیں۔پھر چاند بھی چھوپ گیا،ستارے بھی چھوپ گئے ،سورج بھی چھوپ گیا تو پھر کہا کہ ارے یہ تو چھوپنے والے ہیں، یہ تو کسی کے بھی نہیں ہے،یہ رب نہیں ہوسکتے،اس لئے''اِنِّی وَجَّھْتُ وَجْھِیَ''میں نے تو اپنا رخ اللہ کی طرف کردیا۔ابراہیم علیہ السلام پیغمبروں کے باپ ہیں،سب سے پہلا توحید پرست شخص ہے،ایک اللہ کو ماننے والا،ایک اللہ کی بات کہنے والا۔

اس لئے میرے دوستو! زندگی تو اللہ کو پہچاننے کے لیے ہے، جو اللہ کو نہیں پہچانے گا وہ پچھتائے گا۔ یہ پکی بات ہے۔ اللہ تعالیٰ نہیں چاہتے کہ لوگ پچھتائیں، اس لئے اللہ اپنی طرف بلاتے ہیں کہ میری طرف آو، میرے پاس سب کچھ ہے۔ سب چیزوں کی چابیاں میرے ہاتھ میں ہیں۔ یہ فرمایا کہ خوشی، غمی، محبت، دشمنی، غریبی، مالداری، عزت، ذلت ان تمام چیزوں کی چابیاں میرے پاس ہے۔ کسی کے پاس کچھ بھی نہیں ہے۔ اللہ کہتے ہیں کہ تم سب فقیر ہو۔ اگر اللہ کسی کا پیشاب بندھ کردے تو اب وہ کسی کام کا نہیں رہا۔ یہ انسان کے فقیر ہونے کی نشانی ہے۔ لاچار ہونے کی نشانی ہے کہ کیا ہوگیا؟ کہ رات میں پیشاب بندھ ہوگیا اب اس کو ایمرجنسی میں لے جاؤ، کوئی بھی ہو وہ لاچار اور محتاج ہیں۔

## امت قبر کے امتحان میں آزمائی جائے گی:

ساری چابیاں اللہ کے ہاتھ میں ہیں۔ کھولے گا بھی وہی اور بندھ بھی ہی کرے گا۔ فرمایا کہ میں کھول دوں کوئی بندھ نہیں کرسکتا، اور میں بندھ کروں تو کوئی کھول نہیں سکتا۔ یہ زندگی جب پوری ہوگی تو حساب ہوگا کہ مجھے پہچانا کہ نہیں؟ جیسے پڑھنے والے کی پڑھائی پوری ہوتی ہے تو امتحان دیتا ہے، اس میں فیل (ناکام) بھی ہوتا ہے اور پاس (کامیاب) بھی ہوتا ہے۔ ایسے ہی دنیا کی زندگی پوری ہوئی تو اس کا کورس پورا ہوگیا، اب جس کام کے لیے بھیجا تھا اس کا امتحان ہوگا۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ تم قبر کے امتحان میں آزمائے جاوں گے۔ یہ امت قبر کے امتحان میں آزمائی جائے گی۔

## اللہ کے سوا سب تعلقات کٹنے والے ہیں:

اس لئے میرے دوستو! یہ سبق یاد کرنا ہے۔ سبق کیا ہے کہ اللہ کو پہچاننا اور اللہ سے تعلق پیدا کرنا، اگر اللہ سے تعلق پیدا ہو گیا تو پھر کٹے گا نہیں ''لَاانفِصَامَ لَهَا'' اس کے سوا تمام تعلقات کٹ جائیں گے۔ میاں بیوی کا تعلق بھی کٹے گا، یہ تعلق بہت قریبی ہوتا ہے وہ بھی کٹ جائے گا۔ نسب بھی کٹ جائیں گے۔ لوگ اپنے دادا کو بھی بھول جاتے ہیں کہ پتہ نہیں ان کا کیا نام تھا۔ میں نے اپنے والد سے پوچھا کہ میرے اوپر کے چار نام یاد ہیں، آگے پانچواں کیا ہے مجھے معلوم نہیں ہیں، تو انہوں نے اوپر دو تین بتائے کہ پھر معلوم نہیں۔ دادا کا کب انتقال ہوا، ان کی قبر کہاں ہے کچھ پتہ نہیں۔ سب تعلقات کٹنے والے ہیں۔ صرف ایک اللہ کا تعلق باقی رہے گا۔

صحیح اور باقی رہنے والا تعلق اللہ کے رب ہونے کا، معبود حقیقی ہونے کا ہے، توحید یعنی ایک اللہ ہے اور کوئی نہیں ہے۔ وہ ہی موت دیتا ہے، زندگی دیتا ہے، وہ ہی اجالا کرتا ہے، وہ ہی اندھیرا کرتا ہے۔ وہ ہی دین رات بناتا ہے۔

## بندہ نوکر سے بھی زیادہ تابعدار ہوتا ہے:

اللہ کی دعوت یہ ہے کہ ایک اللہ سے جڑ جاؤ۔ پھر کوئی مسئلہ ہی نہیں ہے۔ تکلیف میں ہوگا تو بھی کامیاب ہو جائے گا اور راحت میں ہوگا تو بھی کامیاب ہو جائے گا۔ ہر حال میں کامیاب ہوگا۔ اللہ سے تعلق پیدا کرنا ہے۔ اللہ نے ہمیں ایمان دیا ہے، یہ

اطاعت کے لیے ہے۔ مطلب یہ کہ ایمان لائے ہو تو اللہ کی بات مانا کرو۔ یہ کیا بات ہے کہ اللہ پر ایمان لائے اور اللہ کی بات کو نہ مانے۔ کیا ایسا ہوتا ہے کہ کسی کی نوکری کرے اور کام کچھ بھی نہ کرے، تو ایسے آدمی کی گاڑی چلنے والی نہیں ہے۔ کام نہ کرے اس کی نوکری کیسی؟ ایسی سرویس اور نوکری سے کوئی فائدہ نہیں ہوگا، بلکہ یہ تو گنہگار رہے اور اس کو نکال دیا جائے گا۔ وقت پر نہ جائے تو بھی سیٹھ ناراض ہو جاتا ہے۔ نوکر سے بھی زیادہ تابعدار بندہ ہوتا ہے۔ چونکہ نوکر اور سیٹھ یہ دونوں کے دونوں بندے ہیں اس لئے ایک ہی لائن کے ہوئے۔ اس کے بالمقابل اللہ اور بندے میں بہت فرق ہے۔ ہم اللہ کے نوکر نہیں بلکہ بندے ہیں۔ لہذا اس کا حق بنتا ہے کہ اس کی اطاعت کی جائے۔ اس کی بات مانی جائے، اس کو خوش کیا جائے، کیوں کہ اس کی نعمتیں کھاتے ہیں اور اس کی نعمتوں سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔

## اللہ ایمان والوں کا دوست ہے:

اللہ کا حق کیا ہے؟ اللہ کا حق یہ ہے کہ بھول ہو جائے تو توبہ کی جائے، گناہ ہو جاوے تو معافی مانگی جائے۔ "تُوۡبُوۡۤا اِلَی اللّٰہِ جَمِیۡعًا اَیُّہَا الۡمُؤۡمِنُوۡنَ" اے ایمان والو! تم سارے کے سارے توبہ کرو۔ اللہ کا حق ہے کہ اس کی عبادت کی جاوے، اس کی بات مانی جاوے۔ زندگی کے جتنے دن باقی ہیں وہ اللہ کو راضی کرنے میں اور اس کو پہچاننے میں لگائے۔ اللہ کو پہچان کر مریں، اللہ کو بھول کر، اس کو ناراض کرکے نہ مریں۔ اللہ فرماتے ہیں کہ میں ایمان والوں کا دوست ہوں۔ "اَللّٰہُ وَلِیُّ الَّذِیۡنَ

آمَنُوا ‘‘ کہ میں تو ایمان والوں کا دوست ہوں۔اور ایمان والوں کا حال یہ ہے کہ وہ تو اللہ کو پہچانتے ہی نہیں ہیں۔دنیا اور دنیا کی چیزوں کو پہچانتے ہیں۔اپنی راحت وضرورت کو پہچانتے ہیں۔اس لئے ہم سب قصوروار ہیں، ’’کُلُّکُمْ خَطَّاؤُن وَخَیرُ خَطَّائِینَ التَّوَّابُوْن ۔اے میرے بندو! تم سب گنہگار ہو، کیوں کہ اللہ ہم سب کو جانتے ہیں کہ ہم کتنے گنہگار ہو۔گناہ ہوگئے تو حرج کی بات نہیں ہے۔بہترین گنہگار وہ ہے جو اللہ سے معافی مانگیں۔تمہارا گناہ تو ثابت ہوگیا، کسی گواہ کی ضروت نہیں، معافی مانگو، کیوں کہ وہ خود دیکھتا ہے کہ اس نے گناہ کیا ہے۔کسی پروف کی ضرورت نہیں ہے۔کیوں کہ اللہ نے خود دیکھا ہے کہ اس نے کیا کیا؟ اس کے فرشتوں نے لکھ لیا ہے۔فرشتوں کے پاس ریکارڈ ہے ساری باتیں کا۔

## پہچان والوں ہی سے مدد لی جاتی ہے:

یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے یاددہانی ہے کہ ہم اللہ کو پہچانیں، اسکے حکموں کو پہچانیں، اس کے حلال اور حرام کو پہچانیں۔اندھے ہوکر کے نہ گریں۔دنیا کا اندھا انسان آخرت کا بھی اندھا ہوتا ہے ۔ اس لئے اللہ کو پہچانیں اور اس سے مدد مانگیں۔کس چیز کی مدد مانگنا ہے؟ کیا پیسوں کی مدد مانگنا ہے؟ مالوں اور عہدوں کی مدد مانگنا ہے؟ حضور ﷺ سے پوچھو کہ کس چیز کی مدد مانگنا ہے۔کیوں کہ اللہ کو جانتے ہی نہیں تو کیا مدد مانگیں گے۔جو پہچانتا ہے وہ مدد مانگتا ہے۔جیسے بچہ ماں باپ کو پہچانتا ہے تو ان سے مدد مانگتا ہے۔سگی ماں سے مانگتا ہے، سوتیلی ماں سے نہیں

مانگتا۔ کیوں کہ سوتیلی ماں سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ اصول یہ ہے کہ پہچان والوں سے مدد لی جاتی ہے۔

## پیاری پیاری دعا:

حضور ﷺ ہر نماز کے بعد دعا مانگتے تھے۔ ''رَبِّی اَعِنّی عَلیٰ ذِکْرِكَ وشُکْرِكَ وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ'' کتنی پیاری دعا ہے! مسلمانوں کو یہ دعا یاد نہیں ہے، کیوں کہ وہ اللہ کو پہچانتے ہی نہیں۔ حضور ﷺ نے معاذ بن جبل سے تاکید کی کہ اے معاذ مجھے تم سے محبت ہے، محبت کے بعد میں تم کو ایک دعا بتاتا ہوں اس کو کبھی ترک نہ کرنا۔ نماز کے بعد اللہ سے مانگ لینا۔ سوچو! یہ کتنی بڑی بات ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ اس سے محبت کرے وہ کتنا پکا آدمی ہوگا۔ پھر آپ نے معاذ بن جبل سے فرمایا کہ دیکھو نماز کے بعد اللہ سے دعا مانگنا مت بھولنا۔ میں تمہیں ایک دعا سکھتا ہوں: ''رَبِّی اَعِنّی عَلیٰ ذِکْرِكَ وشُکْرِكَ وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ'' اے میرے مولا! تو میری مدد فرما تاکہ میں تیرا ذکر کروں اور تیرا شکر ادا کروں، ان چیزوں کے لیے تو میری مدد فرما۔ یہ ذکر اور شکر عام طور پر ہوتا نہیں۔ ذکر سے غافل ہوتا ہے۔ شکر بھی ادا نہیں کرتا۔ کیوں کہ نعمتیں اس کو غافل کر دیتی ہے۔ اس لئے اللہ سے مدد مانگنا ہے کہ میں تیرا ذکر کروں، شکر کروں اور تیری اچھی سے اچھی عبادت کروں۔ ان چیزوں میں میری مدد فرما۔

## ''حسن عبادتک'' کا مطلب:

آدمی اپنی ضرورت کی چیزوں کو اچھے سے اچھی بناتا ہے۔ گھر بنائے گا تو اچھا،

کپڑا بنائے گا تو اچھا، کھانا بنائے گا تو اچھا بنائے گا۔ اپنے لیے کوئی چیز ہلکی فلکی نہیں بناتا؛ بلکہ اچھے سے اچھی بناتا ہے۔ ایسے ہی عبادت کو بھی اچھے سے اچھی بنانا ہے۔ سر سے بوجھ نہیں اتارنا، بلکہ اچھے سے اچھی عبادت کرنا ہے۔ حضور ﷺ نے ان چیزوں کے لیے مدد مانگی ہے۔ کیوں کہ اللہ کے ایک ہونے کا تقاضا ہے کہ اس کو یاد کرو۔ صبح شام اللہ کا ذکر کرو۔ جیسے صبح شام اہتمام سے کھاتے ہیں ایسے ہی مجھے اہتمام سے یاد کرنا ہو۔ اور اس کا شکر کرنا ہو۔ یہ سوچا کرو کہ کتنی نعمتیں ملی ہیں، جب آدمی اللہ کو بھول جائے تو اس کی نعمتوں کو بھول جاتا ہے، بلکہ نعمتیں بڑھانے کی فکر ہے، شکر کا نام ونشان نہیں۔ یہ سب ذمہ داریاں ہیں۔

زندگی حکم والی بنیں، کیوں کہ اگر زندگی حکم والی نہیں بنی تو کچھ نہیں، یہ تو دھوکہ ہے۔ جیسے چھوٹے بچے رنگ رنگ کے غبّارے کھیلنے کے لیے لیتے ہیں، اور اس سے خوش ہوتے ہیں، حالانکہ اس میں کچھ بھی نہیں، صرف ہوا بھری ہوئی ہوتی ہے۔ ایسے ہی ہر چیز غبارہ ہے جب پھوٹ جائے گا تو پتہ چلے گا۔ زمین ملی، عہدہ ملا، دولت ملی، یہ سب گبارے ہیں، جب پھوٹیں گے تو پتہ چلے گا کہ اس میں تو کچھ بھی نہیں، صرف ہوا بھری ہوئی ہے، پھر پچھتائے گا۔ وہ تو بچہ ہوتا ہے اس لئے ایسا کرتا ہے، لیکن ہم تو بچے نہیں ہیں۔ اس لئے ہمیں آگاہ کیا۔ اس لئے اپنی زندگی اطاعت اور حکموں والی بناؤ۔ اللہ کا ارشاد ہے کہ اپنی زندگی ذکر وشکر والی اور اچھے عبادت والی بناؤ۔ مسلمان کی تو ہر چیز عبادت ہے، چاہے کھانا پکانا، دنیا کمانا ہو۔ یہ اس وقت ہے کہ اللہ کو

پہچانے۔ ہر چیز اللہ کے لیے ہوگی، یہاں تک کہ کھانا کمانا سب اللہ کے لیے ہوگا۔ لہذا ہمیں اپنی زندگی پر نظر کرنی ہے اور توبہ کرنی ہے۔ اللہ ناراض ہیں تو پھر اندر کی آنکھیں کھولے گی۔

## دین موسمی نہیں ہے بلکہ بارہ ماسی ہوتا ہے:

رمضان کا مہینہ توبہ کرانے کے لیے دیا گیا ہے۔ معافیوں کے لیے ہیں۔ دین موسمی نہیں ہے کہ موسم میں آوے، جیسے موسم میں پھل آتے ہیں اور باقی موسم میں بھول جاتے ہیں۔ بلکہ دین تو بار ماسی ہوتا ہے۔ یہ موسمی نہیں کہ موسم آیا تو کرلیا، چیزیں موسمی ہوتی ہیں، دین موسمی نہیں ہوتا، وہ تو بارہ ماسی ہے۔ اس لئے اس کو ہر وقت کرنا ہے اور پابند ہونا ہے۔

سعید بن مسیّب ایک تابعی گذرے ہیں، وہ فرماتے تھے کہ بیس برس ہوگئے کہ ایسا کبھی نہیں ہوا کہ میں اذان سے پہلے مسجد میں نہ آیا ہوں۔ بیس برس ہوگئے اور ایسا کبھی نہیں ہوا کہ میں نے کبھی نمازی کی پیٹھ دیکھی ہو۔ پیٹھ دیکھنے کا مطلب یہ ہے کہ پہلی صف میں نماز پڑھی۔ اس کو بارماسی کہتے ہیں۔ آپ ایک تاجر تھے، عالم بھی تھے، حدیث کا درس دیا کرتے تھے، تجارت بھی کرتے تھے اور دین کی پابندی بھی کرتے تھے۔

اس لئے میرے بھائیو! روزانہ نماز کے بعد اللہ سے مدد مانگتے رہو۔ اللہ کی مدد کے بغیر کچھ بھی نہیں ہوسکتا۔ اللہ ہی مدد فرمائیں گے۔ اپنے آپ کو غلط زندگی میں سے

نکالیں، توبہ کریں اور اپنے آپ کو حق کا پابند بنائیں۔رمضان کا مہینہ اسی لیے ہے۔حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ اگر میری امت کو پتہ چل جائے کہ رمضان کیا چیز ہے تو یہ تمنی کرے کہ بارہ مہینہ رمضان رہے۔رمضان کوئی موسمی چیز نہیں ہے۔

## اللہ اپنے دین کے بغیر راضی نہیں ہوتے:

میرے پیارو! ہر وقت اللہ کے ساتھ تعلق ہو، کیوں کہ موت وحیات اس کے ہاتھ میں ہیں، پتہ نہیں کب رسی کٹ جائے۔اس لئے ہمیں اللہ کو خوش کرنا ہے، راضی کرنا ہے، اور یاد رکھو اللہ اپنے دین کے بغیر ہم سے راضی نہیں ہوں گے۔اس لئے دین پر قائم رہنا ہے۔خود بھی دین سیکھنا ہے اور اپنے بچوں کو سکھانا ہے۔اپنی اولاد کو، اور اپنے کاروبار کو دیندار بنانا ہے۔

ہر چیز کو دین دار بنانا ہے۔اپنے ماحول کو بھی دین دار بنانا ہے۔ماحول اگر بے دینی کا ہوگا تو بے دینی آئے گی۔لہذا محنت کرو تاکہ دینی ماحول بنیں، دینی ماحول باقی رہے، ورنہ دوسرے ماحول میں دین پر چلنا آسان نہیں ہے۔اس لئے دین کے پابند بنیں، اللہ سے توبہ استغفار کریں، اللہ کو پہچانیں، اللہ سے جاہل نہ بنیں، تاکہ جب دنیا چھوڑ کر جائے اور پوچھا جائے کہ "مَن ربُّك" تو جواب دے سکو کو "رَبِّی اَللّٰہُ"۔ جب بندہ کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے تو اللہ بہت خوش ہوتے ہیں کہ میرے بندے نے سچ کہا، اللہ تعالیٰ فرشتوں سے کہتے ہیں کہ اس کا اکرام کرو۔اس کے لیے جنت کا بچھونا بچھاؤ۔اس کے لیے جنت کی طرف سے کھڑکی کھول دو تاکہ جنت کی ہوائیں آوے اور

اس کو قیامت تک آرام سے سونے دو۔ یہ سب پکی باتیں ہیں جو ہمیں ہمارے نبی ﷺ نے سنائی ہے۔

## اپنے گھر کو دین دار بناؤ:

اس لئے اللہ سے توبہ کریں۔ خود بھی دین کے پابند بنیں اور دوسروں کو بھی دعوت دیں کہ وہ اس کے پابند بنیں۔ اپنے گھر میں بھی دین کو لاویں، کیوں کہ گھر میں دین ہوگا تو پڑوسی کو دے سکیں گے، جیسے گھر میں اچار ہوتا ہے تو پڑوسی کو دے سکتے ہو، فقیر اور مسافر کو بھی دے سکتے ہو۔ گھر میں ہے ہی نہیں تو کس کو دے گا۔ ایسے ہی اگر گھر ہی میں دین نہیں تو پھر کس کو دے گا۔ لوگ پوچھتے ہیں کہ آپ کے گھر میں پانی ہے، اگر ہے تو کہتے ہیں کہ ہاں! ہاں! لے جاؤ۔ گھر میں ہوگا تو کس کو دے گا اور گھر میں ہی نہیں تو کس کو دے گا۔ ایسے ہی گھر میں دین نہیں ہوگا کسی کا کیا دے گا۔ اس لئے گھروں میں تعلیم کرو، اور گھروں میں دین لاؤ، گھروں میں عبادت کرو اور تلاوت کرو۔ بچوں کو پیسے کمانا سکھاتے ہیں لیکن دین پر چلنا نہیں سکھاتے۔ یہ گناہ ہے۔ دین نہیں سکھایا تو وہ پیسے غلط خرچ کریں گے، اسراف کریں گے۔ وہ باغی بنیں گے۔ کیوں کہ دین نہیں سکھایا، صرف پیسے کمانا سکھایا۔ پیسہ کمانا گناہ نہیں ہے، پیسہ کمانا تو جائز ہے، لیکن بغیر دین کے کمایا ہے تو وہ آوارہ بن جائے گا۔

## اللہ کی اپنے بندوں کو دعوت:

اس لئے فرمایا '' قُوْا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا '' اپنے آپ کو اور اپنے گھر

والوں کو جہنم کی آگ سے بچاؤ، یہ اللہ کی اپنے بندوں کو دعوت ہے۔لوگ اپنے آپ کو غریبی سے بچاتے ہیں کہ میں غریب نہ ہو جاؤں، میری اولا دغریب نہ ہو جائے۔اور اللہ اپنے بندوں کو دوزخ سے بچانے کی دعوت دے رہا ہے۔لہذا توبہ کر کے اللہ کی دعوت کو قبول کرنا ہے،اور اللہ سے اس کام کے لیے مدد بھی مانگنی ہے۔حضور ﷺ نے دعا سکھائی ہے کہ''رَبِّی اَعِنّی عَلیٰ ذِکُرِك وشُکُرِكَ وَحُسُنِ عِبَادَتِك''علماء نے اس کا اہتمام بھی کیا ہے۔اور حدیث پڑھاتے وقت اس کی ترغیب دی ہے کہ دیکھو یہ دعا مانگنی ہے، یہ دعا مانگنی ہے، کیوں کہ حضور ﷺ نے فرمایا ہے۔

ہر حال میں ہمیں اللہ سے تعلق پیدا کرنا ہے ،موسمی نہیں بننا ہے بلکہ بارماسی بننا ہے۔

☆☆☆☆☆☆

﴿۱۵﴾

# دنیا گذرگاہ ہے

19 July 14 (20 Ramdhan 35)

بتاریخ: ۱۹/ جولائی ۲۰۱۴ء مطابق ۲۰/ رمضان المبارک ۱۴۳۵ھ

بمقام: خانقاہ محمودیہ جامعہ علوم القرآن، جمبوسر

## اقتباس

رمضان کے مہینے کی خصوصی دعوت یہ ہے کہ اپنے آپ کو پابند کرو۔ ایسا رمضان گذرے جو زندگی پر اثر ڈالے۔ ایسی نماز پڑھے کہ جو زندگی پر اثر انداز ہو۔ ایسا حج کرے جو زندگی بدلنے والا ہو۔ اللہ کی عبادتیں زندگیوں پر اثر ڈالنے کے لیے ہیں۔ ہر عمل اپنا اثر زندگی پر ڈالے۔ جیسے دوا دوا کا اثر ڈالتی ہے، گرمی گرمی کا اثر ڈالتی ہے، سردی سردی کا اثر ڈالتی ہے، ہر چیز کا اثر ہوتا ہے۔ سردی، گرمی اور بارش کے موسم اثر انداز ہوتے ہیں، ایسے ہی عبادتیں بھی اثر کریں گی۔ موسم طبیعت پر اثر کرتی ہے اور عبادتیں دلوں پر اثر کرتی ہیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ـ وَالصَّلاَةُ والسَّلاَمُ عَلىٰ سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ وَعَلىٰ آلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ ! اَمَّا بَعْد : اللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّم وَبَارِكْ عَلىٰ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهٖ وَصَحْبِه وسَلِّمْ.

## دنیاایک گذرگاہ ہے:

میرے پیارے بھائیو! اللہ نے دنیا کو ایک گذرگاہ بنایا ہے، جیسے پل ہوتا ہے اوروہ گذرنے کے لیے ہوتا ہے، اِس پار سے اُس پار جانے کے لیے ہوتا ہے، وہ ٹھہرنے کے لیے نہیں ہوتا، کسی کو اُس پل پر ٹھہرنے کی اجازت نہیں ہوتی۔ ایسے ہی دنیا کی زندگی گذرنے کے لیے ہے۔ اس لئے اصول اور قاعدہ سے گذر جاؤ۔ اپنا راستہ لو اور چلے جاؤ۔ مسافر اپنا راستہ لیتا ہے اور چلا جاتا ہے۔ چاہے جتنا لمبا پل ہو لیکن اس پر کوئی ٹھہرتا نہیں ہے، یہاں تک کہ کوئی گاڑی بھی اس پر نہیں رکتی۔ اللہ نے دنیا کو بھی ایک گذرگاہ بنایا ہے۔ اس لیے حکم یہ ہے کہ یہاں کوئی جی نہ لگائے۔

## دنیاایک قسم کابازار ہے:

ایمان والوں کو دنیا کا دوسرا پہلو یہ بھی بتایا کہ یہ آخرت کی تیاری کے لیے ہے۔ جیسے بازار میں رہ کر آدمی کما لیتا ہے، ایسے ہی دنیا میں رہ کر آخرت کما لو۔ بازار میں آدمی کما لیتا ہے کیوں کہ کمانے کی جگہ ہے۔ دنیا بھی ایک بازار ہے، جس میں

کھوٹ کھانے والے بھی ہوتے ہیں اور نفع اٹھانے والے بھی ہوتے ہیں۔ ''رَبِحَ مَنْ رَبِحَ وَخَسِرَ مَنْ خَسِرَ'' دنیا ایک بازار ہے۔

حدیث شریف میں ہے ''کُلُّ النَّاسِ یَغْدُوْ فَبَائِعٌ نَفْسَهُ فَمُوْبِقُهَا وَمُعْتِقُهَا '' کہ ہر آدمی صبح شام کرتا ہے، پھر کچھ لوگ اپنی ذات کو ہلاک کرتے ہیں اور کچھ لوگ اپنی ذات کو نفع میں ڈالتے ہیں۔ بازار میں دونوں قسم کے لوگ ہوتے ہیں، نفع کمانے والے بھی، اور کھوٹ کھانے والے بھی۔ اس لیے رہبری کی ہے کہ کوئی کھوٹ کا دھندا نہ کرے، ایسی کوشش نہ کرے کہ جس کا کوئی نتیجہ ہی نہ ہو، بلکہ ایسی کوشش کرے جس کا کوئی نتیجہ آوے۔ اس لئے فرمایا کہ یہ دنیا آخرت بنانے کے لیے ہے۔ سمجھدار انسان وہ ہے جو کھوٹ سے بچ کر نفع کمالے، اور نفع کما کر اپنے گھر لے جاوے۔ ایسے ہی اپنی دنیا کی کمائی آخرت میں لے جاؤ۔

## اپنی دنیا سے اپنی آخرت بنالو:

قارون کو اللہ نے مال دے کر یہ بات کہی کہ ''وَابْتَغِ فِيْمَا آتَاكَ اللّٰهُ الدَّارَ الآخِرَةَ '' کہ لو یہ میں تمہیں دنیا دے رہا ہوں، اس سے اپنی آخرت بناؤ۔ کتنی اچھی بات ہے۔ جیسے کوئی آدمی سے نرمی سے کہے کہ تو ننگا پھر رہا ہے، سردی لگتی ہے، گرمی لگتی ہے، میں تجھے پیسے دیتا ہوں تو کپڑے بنالے، یہ تو کتنی پیاری بات ہے۔ قارون کو کہہ کر گویا یہ تو سارے مال والوں سے بات کہی ہے۔ یہ آیت قیامت تک پڑھی جائے گی۔ قیامت تک آنے والے ہر مال والے کو ہبری کی ہے کہ اپنے مال سے اپنی آخرت بناؤ۔

## آخرت نہ بنی تو دنیا بھی نہ بنی:

جو آدمی اپنے مال سے اپنی آخرت نہ بناوے وہ تو نادان ہے۔ جیسے آوارہ لوگ ہوتے ہیں، کھاپی کر ختم کر دیتے ہیں، کماتے نہیں بلکہ اُڑاتے ہیں، کسی کو باپ کی میراث مل گئی ہے، کسی کو کسی اور کی جانب سے مل گئی ہے تو اس کو اڑا رہے ہیں، ایسے آدمی کو کوئی اچھا نہیں سمجھتا۔ جس کی آخرت نہیں بنی اس کی دنیا بھی نہیں بنی۔ دونوں گئی، صرف اتنا ہی نہیں بلکہ آخرت کے عذاب میں پھنس گیا۔ یہ بہت بڑی نصیحت ہے کہ اپنی دنیا سے آخرت بنانا سکھو۔ چھوٹے بچوں کی طرح نہیں کہ کھیل کود کے گھر بنالیے، پھر بھوک لگی تو گھر چلے گئے۔ بچے جس طرح کھیلتے ہیں لڑتے ہیں، ایسے ہی یہ لوگ بھی کرتے ہے، پھر اس کو چھوڑ کر چلے جائیں گے۔

## دین کے بغیر دنیا صاف نہیں ہوتی:

عقلمند آدمی وہ کہلاتا ہے جو اپنا دین کماوے، اور اپنے اندر دین لاوے اور اپنی دنیا کی زندگی کو صاف ستھری بناوے، کیوں کہ بغیر دین کے دنیا صاف نہیں ہوتی۔ جیسے ذبح کیے بغیر گوشت حلال نہیں ہوتا۔ جانور کو جب تک اللہ کے نام پر ذبح نہ کیا جائے وہ پاک اور حلال نہیں ہوتا، زم زم کے پانی سے پکائے تو بھی پاک نہیں ہوتا، وہ تو اللہ کے نام سے ہی پاک ہوگا۔ اسی طرح دنیا دین سے پاک ہوتی ہے۔ اگر زندگی میں دین نہیں تو یہ دنیا مردار ہے اور مردار کو تو کتے کھاتے ہیں، اور اس کے لیے لڑتے بھی ہیں، پھر کوئی مار بھگاوے تو بھاگ بھی جاویں گے، ان میں کوئی خیر نہیں ہے۔ ایسے اس دنیا

میں کوئی خیر نہیں جس میں دین نہ ہو۔اس لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو دین کا پابند کیا ہے۔''اِتَّبِعُوا مَا اُنزِلَ اِلَیکُم مِن رَّبِّکُم ''یعنی جو ہدایتیں اللہ کی طرف سے تمہارے پاس آئی ہیں اس کے پابند بنو، دوسری کوئی راہ اختیار نہ کرو۔''فَلَا تَتَّبِعُوا مِن دُونِ اَولِیاءَ''اس کے علاوہ کسی کو رہبر نہ بناؤ۔

## پابندی میں دنیا کی صفائی، سچائی ہے:

میرے پیارے بھائیو! ہماری زندگی پابندی کی زندگی ہے۔ہم دنیا میں پابند ہیں اور ہماری پابندی میں دنیا کی صفائی ہے، ہماری پابندی میں ہماری سچائی بھی ہے۔اسی میں ہماری عزت بھی ہے۔پابندی نہیں تو زندگی کوئی صفائی نہیں ۔ساری اچھی صفات پابندی سے آتی ہے۔پابندی نہیں تو کچھ بھی نہیں، دنیا کی نظروں میں کوئی قیمت نہیں۔چاہے وہ اپنے آپ کو کچھ بھی سمجھیں۔کیوں کہ یہ پابند نہیں ہے۔اس لیے یہ ہدایت ملی ہے کہ جو چیز ہماری طرف سے ملی ہے اسکے پابند بنو۔

## اللہ کو مان کر اللہ کی بات بھی مانو:

اللہ نے ہمیں ایمان اس لیے دیا کہ ہم اللہ کو اللہ مانیں ،اور آخرت کو آخرت مانیں ، اور رسول کو رسول مانیں۔ایمان کا تقاضی کیا ہے؟ ایمان کا تقاضا یہ ہے کہ اطاعت کی جائے ، جتنے نبی دنیا میں آئے ،سب نے اطاعت کی دعوت دی۔اسی کام کے لئے رسول کو مبعوث کیا جاتا ہے کہ اللہ کو مان کر اللہ کی بات مانو۔اس کے علاوہ کوئی

دوسری بات نہیں کہ ”وَمَآ اَرۡسَلۡنَا مِنۡ رَّسُوۡلٍ اِلَّا لِيُطَاعَ بِاِذۡنِ اللّٰه “جب کبھی ہم نے رسول بھیجا ہے تو اسی لیے بھیجا ہے کہ اللہ کے کہنے سے لوگوں کو اللہ کی بات ماننے کی رہبری کرے۔

## زندگی اور موت دو بورڈر یں ہیں:

یاد رکھو! اللہ کے سوا کوئی کچھ بھی نہیں کر سکتا، یوں سوچو کہ یہ کر لیں گے، وہ کر لیں گے، کچھ نہیں ہوگا، سب دھوکہ ہے۔جس طرح موت وحیات کی چابی اللہ کے ہاتھ میں ہے ایسے ہی ساری چیزوں کی چابیاں اللہ ہی کے ہاتھ میں ہیں۔جیسے زندگی اور موت اللہ کے سوا کوئی نہیں دے سکتا یعنی اللہ موت دے تو کوئی نہیں بچا سکتا، اور اگر اللہ زندگی دے تو کوئی مار نہیں سکتا۔زندگی اور موت دو بورڈریں ہیں، جب وہ اللہ کے ہاتھ میں ہیں تو اس کے بیچ میں جتنے حالات ہیں وہ بھی اللہ کے ہاتھ میں ہیں۔اصل فیصلہ اوپر سے ہوتا ہے، پھر نیچے ظاہر ہوتا ہے۔نفع ہو یا نقصان، عزت ہو یا ذلت، پریشانی ہو یا راحت سب چیزوں کے فیصلے اوپر سے ہوتے ہیں، پھر دنیا میں ظاہر ہوتے ہیں۔چونکہ ان فیصلوں کے ظاہر ہونے کے راستے بہت ہیں، اس لئے لوگ ظاہر ہونے کے راستوں کو دیکھتے ہیں کہ حکومتوں سے ہوا، مال سے ہوا، زمینوں سے ہوا، ایسا کچھ نہیں، بلکہ پہلے اوپر سے ہوا۔اگر اوپر سے نہ ہو تو کچھ بھی نہیں۔یہ ہمیں سبق سکھایا ہے کہ تمہاری نظر اوپر ہونی چاہئے۔یہ ہی بات حق ہے باقی سب دھوکہ اور فریب

ہے۔آدمی کو جہاں جہاں چیزوں سے ہونا نظر آیا تو وہ اس میں غافل ہوا،اب اللہ اس کو ان چیزوں کا محتاج کریں گے۔

## دنیا کے پیچھے لگنے والے کی مثال گوبر کے کیڑے کی ہے:

میرے بھائیو! اب جو آدمی یہ سمجھے کہ مال سے ہوتا ہے تو اللہ اس کو مال کا محتاج بنا دیتے ہیں اور مال میں مشغول بھی کر دیں گے۔جو حکومتوں کو دیکھیں گے ان کو حکومتوں کا محتاج کر دیں گے اور حکومت میں مشغول کر دیں گے۔ایسے ہی ہر شکل والا اور ہر سبب والا اللہ کو بھول کر چیزوں کو دیکھے گا تو اللہ اس کو ان چیزوں میں لگا دیں گے اب وہ اسی میں اپنی طاقت لگائے گا، یہ تو ایسا ہوا جیسا کہ گوبر کا کیڑا۔اس کو عربی میں ''جعلان'' کہتے ہیں،ایک کیڑا ہوتا ہے،اپنے منہ سے گول گول گولیاں بناتا ہے اور اپنے منہ سے آگے بڑھاتا رہتا ہے۔وہ اس میں مشغول بھی ہے اور اس کا محتاج بھی ہے۔ایسے چیزوں کی طرف نظر کرنے والوں کا حال ہوتا ہے کہ اپنے ہاتھ پاؤں سے اس کو کمائیں گے اور اس میں مشغول ہو کر اس کے محتاج بھی رہیں گے۔پھر یہ لوگ اللہ کی نظروں سے گر جائیں گے، جیسے کیڑوں کی کوئی قیمت نہیں ہوتی ایسے اس کی کوئی قیمت نہیں ہوگی۔یہ لوگ جہاں ہے وہاں ہی رہیں گے، ترقی کر کے آگے بڑھ نہیں پائیں گے۔یہ اس وقت ہوگا جب لوگ اللہ تعالیٰ کو بھول جائیں گے گویا کہ ان کو یہ دو سزائیں ہوگی۔

حدیث قدسی میں ہے اللہ فرماتے ہیں: تم ہماری عبادتوں کے لئے فارغ ہو جاؤ،

ہم تمہارے فقر کو دور کر دیں گے۔ آدمی کا دل فقیر ہوتا ہے آدمی فقیر نہیں ہوتا۔ آدمی محتاج نہیں ہوتا بلکہ اس کا دل محتاج ہوتا ہے۔ اس کو چاہے ساری دنیا مل جائے لیکن یہ محتاج رہے گا کیوں کہ اس کا دل ہی محتاج ہے، اس کا دل ہی فقیر ہے۔

## فقراء کا دل فقیر ہوتا ہے:

فقراء جو مانگتے ہیں ان کے دل ہی فقیر ہوتے ہیں۔ ایک دفعہ ہم گاڑی میں سفر کر رہے تھے، گاڑی میں کچھ بچے کچھ بجاتے تھے اور پیسے مانگ رہے تھے۔ ہمارے قریب میں ایک ساتھی پڑھے لکھے بیٹھے ہوئے تھے۔ جب یہ فقیر لوگ ہم سے باتیں کر رہے تھے تو اس پڑھے لکھے آدمی نے ہم سے کہا کہ آپ جانتے ہو یہ جو مانگنے والے ہوتے ہیں ان کی روزانہ کی ایوریج آمدنی ۵۰۰ روپیہ ہوتی ہیں، چونکہ خرچ کچھ بھی نہیں ،کھانا بھی لوگ دیتے ہیں اور کپڑا بھی لوگ دیتے ہیں۔

ایسے ہی مکہ مکرمہ میں ایک مرتبہ ایک آدمی کے پاس ۱۰۰/ریال کا نوٹ تھا اور اس کو دس دس کے نوٹ کی ضرورت تھی، جب وہ دکان والے کے پاس گیا اور اس سے درخواست کی کہ سو کے نوٹ کے بدلے میں دس دس کے نوٹ دے دیں، تو دکان والا شریف آدمی تھا اس نے کہا کہ میرے پاس تو ہے نہیں، البتہ اس نے عربی میں مشورہ یہ دیا کہ ''رُحْ اِلیٰ المَساکِین ''ان مانگنے والے فقیروں کے پاس چلے جاؤ، ابھی آپ کو مل جائیں گے۔ ان کی بات بھی سچ تھی کہ فقیروں کو پاس کھلے ہوتے ہیں اور وہ خود بڑے شوق سے کھلے پیسے دیتے ہیں اور پھر لوگوں سے مانگتے بھی ہیں کہ کیوں کہ

ان کے دل ہی فقیر ہو گیا ہوتا ہے، اسی وجہ سے اتنی آمدنی کے باوجود ان کا پورا نہیں ہوتا۔ تو کہنے کا مطلب یہ ہے کہ جیسے فقیر مانگ مانگ کر فقیر ہو جاتے ہیں، ایسے ہی کمانے والوں کا حال ہوتا ہے کہ یہ لوگ بھی کما کما کر فقیر ہو جاتے ہیں، ان کا بھی پورا نہیں ہوتا کیوں کہ ان کے دل فقیر ہو گئے۔ اب وہ لاکھوں کمائے تو بھی کم اور کروڑوں کمائے تو بھی کم لگتے ہیں۔

## حاجت کا پیدا ہونا اور اس کا پورا ہونا اللہ کی طرف سے ہے:

چونکہ دنیا کمانے والوں کو پیسوں کے علاوہ دوسری کوئی بات سمجھ میں نہیں آتی۔ ان ہی لوگوں سے کہا ''تَفَرَّغْ لِعِبَادَتِی، تَمْلَؤُ صدقة غنى واسد فقرك '' اللہ کہتے ہیں کہ تم ہمارے کام کے لیے فارغ ہو جاؤ، ہم تمہارے دلوں کو غنی کر دیں گے اور تمہاری حاجتوں کو پوری کریں گے۔ کیوں کہ حاجت تو اللہ پیدا کرتا ہے، بھوک اللہ کے حکم سے پیدا ہوتی ہے، آدمی خود بخود بھوکا نہیں ہوتا، خود بخود پیاسا نہیں ہوتا، خود بخود نہیں تھکتا، خود بخود بیمار ہو جاوے، خود بخود تندرست ہو جاوے، ایسا نہیں ہوتا، ان حاجتوں کو اللہ پیدا کرتے ہیں اور اللہ ہی پوری کرتے ہیں۔ حاجت کا پیدا ہونا اور اس کا پورا ہونا اللہ کی طرف سے ہے۔

## مسلم کسے کہتے ہیں اور اس کی ذمہ داری کیا ہے؟:

اس لئے دعوت دی ہے کہ ہمارے کام کے لیے اپنے آپ کو فارغ کرو، یہ زندگی اللہ کا حکم پورا کرنے کے لئے، عبادت کرنے کے لئے، حق ادا کرنے کے لئے دی

ہے۔''اِتَّبِعُوا مَا اُنزِلَ اِلَیکُم مِن رَّبِّکُم '' جو بات ہماری طرف سے وحی کی شکل میں اتری ہے اس کی پابندی کرو۔اس کو چھوڑ کر دوسری طرف مت جاؤ۔

اصل بات یہی ہے کہ ہماری زندگی حکموں والی، حضور ﷺ کے طریقوں والی بنے۔اسی کا نام مسلم ہے۔جو یقین کے ساتھ چلے، مان کر کے چلے، سیکھ کر کے چلے، ماننے والے کو مسلم کہتے ہیں۔یعنی ماننے کی باری آئے مانے، سیکھنے کا وقت آئے تو سیکھے، اور حکم کا نمبر آئے عمل کرے، طریقے کا نمبر آئے تو طریقہ اختیار کرے۔اللہ نے ہمارا نام مسلم رکھا اور مسلم کی ذمہ داری یہی ہے۔مسلمان چونکہ ذمہ داری پر ہوتا ہے اس لئے اللہ اس کی مدد بھی کرتے ہیں۔سپاہی اگر ڈیوٹی پر نہیں ہوتا اور کوئی بات پیش آگئی تو اس کی مدد نہیں ہوتی، اور اگر ڈیوٹی پر تھا اور کوئی بات پیش آگئی تو اس کی مدد ہوتی ہے۔اسی طرح مسلمان بھی اگر اپنی ڈیوٹی پر نہیں ہے تو اللہ کی مدد نہیں ہوگی۔ جب وہ اپنی ذمہ داری پر ہوگا اور کسی نے اس کو چھیڑا، کسی نے اس کو ستایا تو اس کی مدد کی جائے گی،''اِنَّ اللہ یُدَافِعُ عَنِ الَّذِینَ آمَنُوا '' اللہ تعالیٰ ایمان والے کی مدافعت کریں گے، ایمان پر ہونا شرط ہے۔اگر کوئی آدمی ایمان پر نہیں ہے، ایمان کے تقاضے پر نہیں ہے تو پھر اس کی کیسے مدد ہوگی؟

## زندگی کی لائن بدلو اور اللہ کی لائن پر آجاؤ:

اسلئے میرے دوستو! اپنی لائن بدلنی ہے اور اللہ کی لائن پر آنا ہے۔اللہ کے راستے پر آجاؤ۔ پھر دیکھو اللہ سے بڑا کوئی مددگار نہیں ہے۔سب سے زیادہ کام بنانے والا اللہ

ہے۔''نِعْمَ الْمَوْلٰی وَنِعْمَ النَّصِیْر'' کتنا اچھا وہ مالک ہے، کتنا اچھا وہ مددگار ہے! تو اللہ کی قدرت سے فائدہ اٹھانے کے لئے اللہ کا راستہ اور اللہ کا دین ہے۔اس لئے اپنے آپ کو دین پر لگانا ہے، توبہ کر کے اپنے آپ کو پابند کرنا ہے۔

## رمضان کی خصوصی دعوت:

رمضان کے مہینے کی خصوصی دعوت یہ ہے کہ اپنے آپ کو پابند کرو۔ایسا رمضان گذرے جو زندگی پر اثر ڈالے۔ایسی نماز پڑھے کہ جو زندگی پر اثر انداز ہو۔ایسا حج کرے جو زندگی بدلنے والا ہو۔اللہ کی عبادتیں زندگیوں پر اثر ڈالنے کے لیے ہیں۔ ہر عمل اپنا اثر زندگی پر ڈالے۔جیسے دوا دوا کا اثر ڈالتی ہے، گرمی گرمی کا اثر ڈالتی ہے، سردی سردی کا اثر ڈالتی ہے، ہر چیز کا اثر ہوتا ہے۔سردی، گرمی اور بارش کے موسم اثر انداز ہوتے ہیں، ایسے ہی عبادتیں بھی اثر کریں گی۔موسم طبیعت پر اثر کرتی ہے اور عبادتیں دلوں پر اثر کرتی ہیں۔

حضور ﷺ نے فرمایا کہ نماز نور ہے، نماز سے دل میں نور پیدا ہوتا ہے اور اس سے سیدھا راستہ نظر آتا ہے، جیسے روشنی میں آدمی کو سیدھا راستہ نظر آوے اور اندھیرے میں ٹھوکریں کھاوے۔ایسے ہی عبادت سے جب نور پیدا ہوگا تو آدمی سیدھا چلے گا اور گناہوں سے بچنے والا ہوگا۔اس لئے نمازیں ایسی پڑھنی ہیں جو اثر کریں، روزے ایسے رکھنے ہیں جو اثر کریں، حج ایسا کرنا ہے جو اثر کرے۔ایسے ہی ہر عبادت صدقات وخیرات اثر کرنے والے ہوں۔

## عبادتیں اللہ کا تعلق پیدا کرنے کے لئے ہیں:

عبادت یہ کوئی وقتی چیز نہیں ہے بلکہ یہ تو زندگیوں میں اللہ تعالیٰ سے تعلق پیدا کرنے کے لیے ہے، جو اللہ تعالیٰ سے تعلق پیدا کرلے اس کا کام ہوگیا اور جو اللہ سے کٹا ہوا ہے اس کا کوئی ٹھکانا نہیں ہے۔ جیسے جنگل کے جانور کا حال ہوتا ہے کہ کتے، بندر وغیرہ اگر گاڑی کے نیچے آجاتے ہیں، تو ان کا کوئی پرسانے حال نہیں ہوتا کیوں کہ ان کا کسی سے کوئی تعلق نہیں ہے، اور کوئی ٹھکانا نہیں ہے۔ اس کے مقابلہ میں اگر کسی کی بکری یا مرغی کسی سائکل والے سے مرگئی تو کیا ہوگا؟ اس کا مالک بدلہ لیگا، کیس کرے گا، کیوں کہ بکری کسی کے تابع ہے، مرغی کسی کے تابع ہے۔ کتا اور بندر تو آوارہ ہے، وہ کسی کا مال نہیں ہے اس لئے اس کا کوئی مالک نہیں، کہیں بھی مرجائے کوئی بدلہ لینے والا نہیں ہوتا۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ اگر تم میری طرف متوجہ نہیں ہو تو پھر تم کسی بھی جیل میں ہلاک ہوجاؤ مجھے کوئی پرواہ نہیں۔

## دنیا یہ آخرت کا سایہ ہے:

اس لئے اللہ ہمیں اپنی طرف دعوت دیتے ہیں کہ میری طرف آجاؤ، پھر سب کچھ تمہارا ہے، موت کے بعد جنت اور دنیا میں رحمت ہے۔ صرف آخرت میں نہیں بلکہ دنیا میں بھی دیں گے، کیوں کہ دنیا یہ آخرت کا سایہ ہے، اگر آخرت بنی ہے تو سایہ پڑے گا، جیسے دیوار کھڑی ہے تو اس کا سایہ پڑتا ہے، درخت کھڑا ہے تو درخت کا سایہ پڑتا ہے، ایسے اگر اخرت بنی ہے تو اس کا سایہ پڑے گا۔ آخرت بنانے والوں پر دنیا

میں بھی رحمت ہوتی ہے اس کے بالمقابل اگر کوئی اپنی آخرت اجاڑ دے اس پر کیسی رحمت؟

## رمضان توبہ کا مہینہ ہے:

اس لئے میرے پیارو! اللہ ہمیں توبہ کی توفیق دے، یہ مہینہ توبہ کرنے کا ہے۔ یہ عشرہ جو ختم ہوا یہ توبہ کا عشرہ تھا، معافی کا عشرہ تھا، اس لئے اپنے گناہ بخشوالو۔ جس کی معافی ہو جائے اس کا تو کام ہو گیا۔ صرف معافی نہیں ہوتی؛ بلکہ اللہ تعالیٰ تو معافی دے کر رحمت بھی کرتا ہے۔ مغفرت اور رحمت دونوں ساتھ ساتھ ہوتے ہیں، جس کی مغفرت ہوگی اس پر رحمت بھی ہوگی۔ اسی لئے حضور ﷺ دعا کرتے تھے: ”اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ وَارْحَمْنِی“ اے اللہ! مجھے معاف بھی کر دے اور رحم بھی کر دے۔ اس لئے اپنے آپ کو گنہگار قرار دے کر اللہ سے معافی مانگیں اور آئندہ کی زندگی حکموں والی بناویں، حکموں پر چلنے کے لئے دین کی محنت کریں، اللہ کے راستے میں جائیں، دین کی مبارک مجلسوں میں آویں اور دین کے کاموں میں اپنے آپ کو لگاویں۔

## معافی سے بڑھ کر کوئی چیز نہیں:

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ حضور ﷺ سے پوچھا کہ نماز میں کونسی دعا مانگوں، تو حضور ﷺ نے دعا بتائی: ”اَللّٰھُمَّ اِنِّی ظَلَمْتُ نَفْسِی ظُلْماً کَثِیْرا وَلَا یَغْفِرُ الذُّنُوبَ اِلَّا اَنْتَ“ یہ دعا نماز کے اخیر میں پڑھی جاتی ہے۔ اس دعا میں معافی مانگنا سکھایا کہ جب نماز پوری ہو تو اللہ سے معافی مانگو، نماز پڑھ کر معافی

مانگنا ہے۔حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا کہ اگر شب قدر مل جائے تو کیا دعاء مانگوں،تو ان کو یہ سیکھایا کہ ’’اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ تُحِبُّ العَفُوَ فَاعْفُ عَنِّی‘‘ اے اللہ! تو بہت بہت معاف کرنے والا ہے، معافی کو پسند کرتا ہے، پس تو مجھ کو معاف کردے۔باپ بیٹی کے پوچھنے پر حضور ﷺ معافی کی دعا سیکھا رہے ہیں۔ابو بکرؓ کتنے بڑے آدمی ہیں، امت میں ان سے بڑا کوئی نہیں ہے، تو ان کو معافی کی دعا سیکھائی۔اسی طرح ان کی بیٹی حضرت عائشہؓ کو بھی معافی کی دعا بتائی۔جب اتنے بڑوں بڑوں کو معافی کی ضرورت ہے تو کیا ہمیں نہیں ہوگی؟ ہاں! ہم کو تو ان سے بھی زیادہ معافی کی ضرورت ہے۔

## دین کے ساتھ سب کچھ، بے دینی کے ساتھ کچھ نہیں:

اس لئے! اللہ سے خوب معافی مانگیں،اور اپنی زندگی کو صحیح بناویں۔زندگیوں میں دین لاویں، اولاد میں دین لاویں، بلکہ سب چیزوں میں دین کو لانا ہے۔جیسے لائٹ اور پانی ہر جگہ ہوتا ہے، کیوں کہ اس کی ہر جگہ ضرورت پڑتی ہے، ایسے ہی دین کی بھی ہر جگہ وہر وقت ضرورت پڑتی ہے،اس لئے تمام چیزوں میں دین داری کا لانا ہے۔دین دار بنو اور کام کرو۔کمانا بھی ہے، کھانا ہے، خرچ بھی کرنا ہے،سب کچھ کرنا ہے لیکن دین کے ساتھ۔بے دینی کے ساتھ کچھ بھی نہیں۔دین چھوڑ کر اگر کسی نے مال کمایا تو وہ ایسا ہی ہے جیسے قارون کہ اس نے دین چھوڑ کر مال کمایا،فرعون نے دین چھوڑ کر عہدہ کمایا۔

اس لئے میرے دوستو! کامیابی کا ایک ہی طریقہ ہے، زمانہ بدلنے سے بات نہیں بدلتی، جیسے قارون اور فرعون نامراد ہوئے ایسے آئندہ بھی جو کوئی دین چھوڑے گا سب کچھ ہوتے ہوئے بھی نامراد ہوگا۔اس لئے اللہ کی بات ماننی ہے، پھر اللہ سے مرادیں مانگنا ہے۔

## اللہ کے خزانے دینے کے لئے ہیں نہ کہ لینے کے لیے:

اللہ سے مانگو وہ بہت دینے والا ہے، اللہ کے سارے خزانے بندوں کو دینے کے لیے ہیں، لینے کے لیے نہیں ہیں۔ اللہ تو کسی سے کچھ بھی نہیں لیتا، اللہ کہتے ہیں کہ مجھے تمہاری کیا ضرورت ہے، تم جو کچھ بھی کروگے وہ اپنے لیے کروگے۔ لیکن جو اللہ کی مرضی کے مطابق کرے گا اللہ اس کو زیادہ دیں گے۔ جیسے زمین میں جو بویا ہے اس سے کئی گنا زیادہ دیتے ہیں۔ کیلو کے حساب سے بوتے ہیں اور کوِنٹل (۱۰۰/کیلو) کے حساب سے لیتے ہیں۔ ایسے ہی اللہ کا معاملہ ہے کہ حکم پر چلے ہیں تو بہت انعام ملے گا۔ اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو اس کی توفیق عطا فرماوے۔

## اپنی حیات میں اپنی موت کے لئے تیاری کرو:

اس لئے نیت کریں کہ اللہ کے حکموں پر زندگی گذارنی ہے اور توبہ کر کے زندگی کو بدلنا ہے، کیوں کہ جو چیز غلط ہوگی وہ اپنا اثر چھوڑے گی، چاہے دیر سے کیوں نہ ہو؟ یہ مت سمجھو کہ لوگ غلط کرتے ہیں کچھ نہیں ہوتا۔ ارے میرے بھائی! ہوتا نہیں تو ہونے والا ہے۔ صحیح اور غلط ایک نہیں ہوسکتا۔ زہر اور دوا ایک نہیں ہوتے ہیں۔ ہر چیز اپنا اثر

کرے گی۔ایسے جو چیز غلط ہے وہ اپنا اثر کرے گی، بلکہ حق بھی اثر کرے گا اور ناحق بھی اثر کریگا۔ یہ مت سمجھو کہ کچھ نہیں ہوتا۔اس لئے چوکنّا رہنا چاہئے اور اپنی حیات میں اپنی موت کے لئے تیاری کرنی چاہئے۔اللہ مجھے اور آپ کو اس کی توفیق عطا فرماوے۔آمین۔

اللہ سے خوب مانگو۔۔۔۔۔

## اللہ کو دعا بہت پسند ہے

اللہ سے دعا مانگا کرو، اللہ کو دعا بہت پسند ہے،سوال بہت پسند ہے۔آدمی تو سوال کرنے والے سے گبھراتا ہے، اللہ کو سوال بہت پسند ہے،کوئی مانگے تو اللہ خوش ہوتے ہیں۔ دعا کرنے والوں سے خوش ہوتے ہیں۔اس لئے دعا مانگا کریں، وہ ضرور قبول ہوگی۔ دیرسویر ضرور قبول ہوگی۔اپنی اور امت کی ہدایت مانگیں، معافی مانگیں،فتنوں سے بچنے کی دعائیں مانگیں۔

# دعا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَللّٰھُمَّ لَکَ الحَمدُ کُلُّہٗ وَلَکَ الشُّکرُ کُلُّہٗ وَلَکَ المُلکُ کُلُّہٗ وَلَکَ الخَلقُ کُلُّہٗ بِیَدِکَ الخَیرُ کُلُّہٗ وَاِلَیکَ یَرجِعُ الاَمرُ کُلُّہٗ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحدَہٗ لَا شَرِیکَ لَہٗ لَہٗ المُلکُ وَلَہُ الحَمدُ وَھُوَ یُحیِی وَیُمِیت وَھُوَ حیٌّ لَا یَمُوت، بِیَدِہِ الخَیرِ وَھُوَعَلٰی کُلِّ شَیءٍ قَدِیرٌ ۔ اَللّٰھُمَّ یَآ حِرزَ الضُّعَفَاءِ یَا کَنزَ الفُقَرَاءِ یَا عَظِیمَ الرَّجَاءِ یَامُنقِذَ الھَلکٰی یَا مُنجِیَ الغَرقٰی یَامُحسِنُ یَامُجمِلُ یَامُنعِمُ لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنتَ سُبحَانَکَ اِنِّی کُنتُ مِنَ الظّٰلِمِینَ. لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنتَ سُبحَانَکَ اِنِّی کُنتُ مِنَ الظّٰلِمِینَ. لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنتَ سُبحَانَکَ اِنِّی کُنتُ مِنَ الظّٰلِمِینَ۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّم وَبَارِکْ عَلٰی سَیِّدِنَامُحَمَّدٍ النَّبِیِّ الاُمِّی وَعَلٰی آلِہٖ وَصَحبِہٖ اَجمَعِین، جَزَی اللّٰہُ عَنَّا نَبِیَّنَا بِمَا ھُوَ اَھلُہٗ واجزِ الاَنبِیاءَ کُلَّہُ وَسَلَامٌ عَلَی المُرسَلِینَ وَالحَمدُ لِلّٰہِ رَبِّ العَالَمِینَ ۔ رَبَّنَاظَلَمنَا اَنفُسَنَا وَاِن لَّم تَغفِرلَنَاوَتَرحَمنَا لَنَکُونَنَّ مِنَ الخٰسِرِین ، رَبَّنَاظَلَمنَا اَنفُسَنَا وَاِن لَّم تَغفِرلَنَاوَتَرحَمنَا لَنَکُونَنَّ مِنَ الخٰسِرِین ،رَبَّنَاظَلَمنَا اَنفُسَنَا وَاِن لَّم تَغفِرلَنَاوَتَرحَمنَا لَنَکُونَنَّ مِنَ الخٰسِرِین۔ رَبَّنَآ اِنَّنَآ اٰمَنَّا فَاغفِر لَنَاذُنُوبَنَا وَقِنَا عَذَابَ النَّار،رَبَّنَآ اِنَّنَآ اٰمَنَّا فَاغفِر لَنَاذُنُوبَنَا وَقِنَا عَذَابَ النَّار،رَبَّنَآ اِنَّنَآ اٰمَنَّا فَاغفِر لَنَاذُنُوبَنَا وَقِنَا عَذَابَ النَّار۔ رَبِّ اغفِر وَارحَم

وَتَجَاوَزْ عَمَّا تَعْلَمُ اِنَّكَ اَنْتَ الاَعَزُّ الأَكْرَمُ، رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرَّاحِمِيْن، رَبَّنَا آتِنَا فِیْ الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِیْ الآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ۔

رَبَّنَا اَرِنَا الْحَقَّ حَقًّا وَارْزُقْنَا اِتِّبَاعَهُ، وَاَرِنَا البَاطِلَ بَاطِلاً وَّارْزُقْنَا اِجْتِنَابَهُ، اَللّٰهُمَّ اَقْبِل بِقُلُوْبِنَا اِلٰی دِيْنِكَ واقبِلْ بِقُلُوْبِ جَمِيْعِ الْمُسْلِمِيْنَ عَلٰی طَاعَتِكَ۔

اَللّٰهُمَّ اِنَّ قُلُوْبَنَا وَنَوَاصِيَنَا وَجَوَارِحَنَا بِيَدِكَ لَمْ تُمَلِّكْنَا مِنْهَا شَيْئًا فَاِذَا فَعَلْتَ ذٰلِكَ بِنَا فَكُنْ اَنْتَ وَلِيَّنَا وَاهْدِنَآ اِلٰی سَوَآءِ السَّبِيْلِ اَللّٰهُمَّ كُنْ اَنْتَ وَلِيَّنَا وَاهْدِنَآ اِلٰی سَوَآءِ السَّبِيْلِ، اَللّٰهُمَّ كُنْ اَنْتَ وَلِيَّنَا وَاهْدِنَآ اِلٰی سَوَآءِ السَّبِيْلِ. ۔ اَللّٰهُمَّ اٰتِ نَفْسِیْ تَقْوٰهَا وَزَكِّهَآ اَنْتَ خَيْرُمَنْ زَكّٰهَآ اَنْتَ وَلِيُّهَا وَمَوْلٰهَا، اَللّٰهُمَّ اَلْهِمْنَا مَرَاشِدَ اُمُوْرِنَا وَاَعِذْنَا مِنْ شُرُوْرِنُفُوْسِنَا،اَللّٰهُمَّ اَلْهِمْنَا مَرَاشِدَ اُمُوْرِنَا وَاَعِذْنَا مِنْ شُرُوْرِنُفُوْسِنَا،اَللّٰهُمَّ اَلْهِمْنَا مَرَاشِدَ اُمُوْرِنَا وَاَعِذْنَا مِنْ شُرُوْرِنُفُوْسِنَا۔ اَللّٰهُمَّ سَلِّمْنَا لِرَمَضَان وَسَلِّمْ رَمَضَانَ لَنَا وَسَلِّمْهُ لَنَا مُتَقَبَّلاً۔ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْيَاحَسَنَةً وَّ فِی الاٰخِرَةِحَسَنَةً وَّقِنَاعَذَابَ النَّار،وَاغْفِرْلَنَا وَارْحَمْنَا وَتُبْ عَلَيْنَااِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمِ۔

اے اللہ! ہماری مغفرت فرمادے، اس مجمع کی مغفرت فرمادے، پوری امت کی پوری مغفرت فرمادے، ہمارے گناہ تیرے سامنے ہیں۔ اے اللہ! تو سب کچھ جانتا ہے، تو ہمیں معاف فرمادے، تونے ہمارے گناہوں پر ستاری کا معاملہ کیا ہے، جس طرح ہمارے عیبوں کو تونے چھپایا ہے۔ اے اللہ! یہ تیرا ہی فضل وکرم ہے، تو اپنے

فضل سے ہمارے گناہوں کو بھی معاف فرما، ایک ایک کی مغفرت فرمادے۔ پوری امت کی پوری مغفرت فرمادے۔اے اللہ ! پوری امت کی پوری مغفرت فرمادے،اے اللہ! پوری امت کی پوری مغفرت فرمادے۔

اے اللہ! رشدوہدایت سے مالا مال فرمادے۔ہمیں رشدوہدایت کی دولت سے مالا مال فرمادے۔ تیری رضا والے راستے پر موت تک قائم فرمادے۔اے اللہ! موت سے پہلے سچی پکی توبہ نصیب فرمادے۔اے اللہ! حق والوں کے حق ادا کرنے کی توفیق عطا فرمادے۔ تیرے جو حقوق ہیں وہ بھی ادا کروادے، ان میں جو کمی رہ جائے اس کو بھی معاف فرمادے۔ دوسروں کے حقوق کے بارے میں بھی ہماری مدد فرمادے۔ہم کو کسی حق میں گرفتار نہ فرما۔اے اللہ! ہم کو کسی کے حق میں گرفتار نہ ہوں، تیرے حق میں بھی ہم گرفتار نہ ہوں۔ ہماری بھرپور مغفرت فرمادے۔اے اللہ! پوری امت کی مغفرت فرمادے۔

اے اللہ !امت کی صلاحیتوں کو دین پر لگادے،امت کی صلاحیتوں کو برباد ہونے سے بچالے،امت کی صلاحیتوں کو حق پر لگادے، امت کی صلاحیتوں کو برباد ہونے سے بچالے، امت کی جانوں کی، مالوں، آبرو کی، دین وایمان کی ہر چہار طرف سے حفاظت فرما۔اے اللہ! ہر فتنہ سے بچالے، ہر شر سے بچالے اور موت تک تیرے حکموں پر چلنے والا اور عمل کرنے والا ہم سب کو بنادے، مرنے کا وقت آوے تو حسن خاتمہ کی دولت سے مالا مال فرما،حسن خاتمہ کی دولت نصیب فرما۔سوء خاتمہ سے

حفاظت فرما، موت اور مابعد الموت میں ہمارے لئے برکت مقدر فرما، موت کے بعد کی ہلاکتوں سے حفاظت فرما، موت کے بعد آنے والی ابدی رحمتوں سے مالا مال فرما۔

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ العَلِیْم وَتُبْ عَلَیْنَا اِنَّکَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمِ، وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّآلِہٖ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ.

☆☆☆☆☆☆